قرآنِ مجید تمام دوسری آسمانی کتابوں سے برتر ہے

قرآنِ حکیم کے کھلے راز

قرآنِ مجید کی معجزاتی فصاحت کو نمایاں کرنے والی آیات

بدیع الزماں سید نورسی (ترکی)
۱۸۷۳ تا ۱۹۶۰

قرآنِ مجید تمام دوسری آسمانی کتابوں سے برتر ہے

قرآنِ حکیم کے کھلے راز

قرآنِ مجید کی معجزاتی فصاحت کو نمایاں کرنے والی آیات

بدیع الزماں سید نورسی (ترکی)

۱۸۷۳ تا ۱۹۶۰

مترجم و مرتبہ

ایف نیاز

محمد یونس قریشی

ایم۔ اے (اسلامیات)، ایم۔ اے (عربی)، ایل۔ ایل۔ بی، ایل ایل۔ ایم

سابق پرنسپل حمایت اسلام لاء کالج لاہور۔ سابق لیکچرار انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی ملائیشیا

سابق اسسٹنٹ پروفیسر فیڈرل گورنمنٹ لاء کالج اسلام آباد

سابق استاذ زائر (ا) اُردو لاء کالج لاہور (ب) علماء اکیڈمی بادشاہی مسجد لاہور۔

جہانگیر بُک ڈپو

لاہور • راولپنڈی • ملتان • فیصل آباد • حیدر آباد • کراچی

قرآن حکیم کے کھلے راز بدیع الزماں سعید نورسی مجموعہ رسالہ نور سے

لائبریری آف کانگریس کیٹالاگنگ ان پبلیکیشن Data Available

ISBN:0-9720654-9-0(pbk.)

سرورق : JBD آرٹ سیکشن، لاہور

قیمت: -/150 روپے

آفس: 257 ریواز گارڈن، لاہور۔فون: 042-7213318 فیکس: 042-7213319

سیلز ڈپو: اردو بازار، لاہور فون: 042-7220879، سیلز ڈپو: اردو بازار، کراچی۔فون: 021-2765086

سیلز ڈپو: اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک، راولپنڈی۔فون: 051-5552929

سیلز ڈپو: نزد یونیفارم سنٹر جامع مسجد صدر، رسالہ روڈ حیدرآباد۔فون: 0300-3012131

سیلز ڈپو: اندرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔فون: 061-4781781

سیلز ڈپو: کوتوالی روڈ، نزد امین پور بازار، فیصل آباد۔فون: 0333-4469077

نیاز جہانگیر پرنٹرز، غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور نے پرنٹ کی۔فون: 042-7314319

فہرست

بارھواں لفظ

الھامی عقل اور انسانی فکر

بیسواں لفظ

قرآن مجید: فصاحت اور سائنس

پچیسواں لفظ

معجزاتی قرآن

انتیسواں لفظ

قرآن مجید

بدیع الزمان اور 'رسالہ نور'

اپنی زندگی بھر کی کامیابی کے کئی پہلوؤں اور اپنی شخصیت اور کردار میں بدیع الزمان (۱۸۷۳ء۔ ۱۹۶۰ء) اپنے مسلسل اثر ونفوذ سے مسلم دنیاں میں ایک اہم مفکر اور مصنف تھے اور اب بھی ہیں۔ انہوں نے موثر ترین اور عمیق ترین طریقے سے اسلام کی عقلی' اخلاقی اور روحانی قوتوں کی نمائندگی کی' جو اس کی چودہ صدیوں کی تاریخ کے دوران مختلف درجوں میں نمایاں ہے۔ وہ پچاسی برس زندہ رہے۔ انہوں نے تقریباً یہ تمام برس اسلام کے مقصد کے لئے محبت اور گرمی جوشی کے جام چھلکاتے ہوئے صحیح ادراک پر مبنی ایک پر حکمت اور نپی تلی سرگرمی سے قرآن مجید کے زیر سایہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ کے تحت گزارے۔

بدیع الزمان نے اس دور میں زندگی بسر کی جب مادہ پرستی اپنے عروج پر تھی اور کئی لوگوں کو کیمونزم کا خبط تھا اور دنیا ایک بڑے بحران میں تھی۔ اس نازک عہد میں' بدیع الزمان نے لوگوں کو یقین کے مصدر کا راستہ بجھایا اور ان میں ایک اجتماعی بحالی کی مضبوط امید ذہن نشین کرائی۔ اس وقت جبکہ سائنس اور فلسفہ نوجوان نسلوں کو دہریت کی طرف گمراہ کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے تھے اور دینی عقائد سے منحرف کرنے والے رویے ایک وسیع دلکشی رکھتے تھے' اس وقت جب یہ سب کچھ تہذیب' جدیدیت اور معاصر فکر کے نام پر کیا جاتا تھا' اور ان لوگوں کو جو اس کی مزاحمت کرنے کی کوشش کرتے تھے' ظالم ترین ایذارسانی کا ہدف بنایا جاتا تھا' بدیع الزمان نے جدید اور روایتی اداروں میں جو تعلیم اور روحانی تربیت دی جاتی ہے' اسے ان کے ذہنوں اور روحوں میں پھونک کر پوری قوم کی مجموعی طور پر دوبارہ احیاء کے لئے جدوجہد کی۔

بدیع الزمان اس امر کا ادراک کر چکے تھے کہ جدید کفر نے سائنس اور فلسفے سے جنم لیا ہے نہ کہ جہالت سے' جیسا کہ پہلے خیال کیا جاتا تھا۔ انہوں نے لکھا کہ فطرت ربانی علامات کا مجموعہ ہے' اس لئے سائنس اور دین متضاد علوم نہیں ہیں' بلکہ وہ (ظاہر طور پر) ایک ہی صداقت کے دو مختلف پیرایہ اظہار ہیں۔ ذہنوں کو سائنسوں سے روشن کیا جانا چاہیے جبکہ دلوں کو دین سے منور کیا جانا چاہیے۔

بدیع الزمان دنیا کی مروجہ دانست میں مصنف نہیں تھے۔ انہوں نے اپنا پانچ ہزار صفحات پر مشتمل عالی شان مقالہ' رسالہ نور' لکھا کیونکہ ان کا ایک مشن تھا:

انہوں نے سائنس اور فلسفہ کے پروردہ مادہ پرستانہ اور کافرانہ فکری رجحانات کے خلاف جدوجہد کی

اور اسلام کی صداقتوں کو فہم کی ہر سطح کے جدید ذہنوں اور روحوں کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی۔ 'رسالہ نور' قرآن مجید کی جدید تفسیر زیادہ تر اپنی توجہ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور توحید' قیامت' نبوت' الہامی کتابوں خاص طور پر قرآن مجید' ہستی کی غیر مرئی سلطنتوں' الہامی منزل مقصود اور بنی نوع انسان کے آزاد ارادے' عبادات' انسانی زندگی میں انصاف اور تخلیق کے درمیان بنی نوع انسان کے مقام اور فرض پر مرکوز رکھتی ہے۔

لوگوں کے ذہنوں اور دلوں سے جمع شدہ جھوٹے اعتقادات اور نظریات کی تلچھٹ کو دور کرنے اور انہیں شعوری اور روحانی طور پر پاک کرنے کے لئے بدیع الزمان زوردار طریقے سے لکھتے ہیں اور بار بار دہراتے ہیں۔ وہ نہ تو عالمانہ طریقے سے تحریر کرتے ہیں اور نہ ناصحانہ انداز میں' بلکہ وہ اپنے خیالات اور افکار کو انڈیلنے کے لئے احساسات سے اپیل کرتے ہیں تاکہ وہ ان میں یقین اور وثوق بیدار کریں۔

۷۸۶

کچھ مصنف کے بارے میں۔۔۔!

ایک ایسی مسلمان مملکت میں جسے صدیوں تک عالم اسلام کے خلیفۃ المسلمین کے مستقر رہنے کا شرف حاصل رہا ہو جہاں کے باشندوں کا خدائے بزرگ و برتر کی وحدانیت اور عظمت پر مکمل ایمان ہو جب اچانک ظلمت کے بادل چھا جائیں۔ جہاں طاقت اور اقتدار کے نشہ میں چور فسطائی حکومت تلوار کے زور پر مذہب کو اس کے نام لیواؤں کے دلوں سے کھرچ کر مٹا دینے پر کمربستہ ہو۔ جہاں دین کو فرسودہ قرار دیکر مساجد میں اذان دینے پر پابندی عائد کردی جائے۔ مسجدوں پر تالے پڑ جائیں اور مذہب کا نام لینا گردن زدنی جرم قرار پائے ایسے پرآشوب دور میں اگر کوئی دیوانۂ حق ظلمت کے اندھیاروں میں اپنے علم و عمل کے چراغ جلا کر حق کا علم سربلند کرنے کے لیئے تن تنہا باطل قوتوں کے خلاف سینہ سپر ہو جائے۔ اپنی بصیرت اور بے پایاں علم کے سہارے قرآن پاک کی تفسیر اور مستند حوالہ جات سے اللہ اور اسکے دین کی عظمت کی شہادت پیش کرنے کی جرأت کرے۔ بھٹکے ہوؤں کو راہ حق کی طرف بلائے۔ ایسا شخص یقیناً مجاہد اور اس کا جہاد افضل ترین ہے۔

قید و بند اور جلاوطنی کی صعوبتیں۔ حکومتی جبر و استبداد اور پرتشدد فسطائی ہتھکنڈے۔ جان لیوا سازشوں کا جال۔ بیاباں جنگلوں اور سنگلاخ پہاڑوں میں روا رکھی جانے والی شدید ترین قید تنہائی جیسے مصائب کے انبار جس شخص کے پائے ثبات میں لغزش نہ لا سکے۔ جس نے اپنے لیے سزائے موت کا اعلان سن کر بھی ڈیتھ سکواڈ کے سامنے کھڑے ہوئے اپنے رب کے حضور سجدہ نماز کو قضا نہ ہونے دیا اس عظیم ترک مجاہد کا نام نامی ہے سعید نورسی۔ جنہیں ان کے مقلدین بدیع الزمان سعید نورسی کے خطاب سے موسوم کرتے ہیں۔

اس صاحب علم و حکمت کی نوشتہ قرآن پاک کی تفسیر "مجموعہ رسالہ نور" چھ ہزار صفحات پر مشتمل ایک نہایت مفصل روح پرور تصنیف ہے جس میں مصنف نے عقلی دلائل سے نہ صرف دین اسلام اور قرآن پاک پر دشمنان اسلام کی طرف سے نام نہاد سائنس اور منطق کے حوالہ سے لگائے گئے بے بنیاد الزامات کو رد کیا بلکہ ثابت کیا کہ قرآن پاک کے معجزاتی پہلوؤں کی دائمی صداقت ہماری صدی پر آج بھی غالب آتی ہے۔ اور یہ کہ دین اسلام اور سائنس کے مابین قطعاً کوئی تضاد نہیں ہے۔ مجموعہ رسالہ نور کے کروڑہا قارئین ترکی سمیت چہار دانگ عالم میں آج بھی اس عظیم دینی تصنیف سے اکتساب فیض کر کے اپنی روح کو منور کرتے ہیں۔ سعید نورسی نے "رسالہ نور" کے ذریعے باطل قوتوں کے خلاف دنوں یا مہینوں کی نہیں بلکہ نصف صدی سے بھی زائد عرصہ پر محیط جنگ لڑی۔ دیکھا جائے تو ان کی تمام عمر اس فریضہ حق کی ادائیگی میں صرف ہوئی۔ ان کے رب نے جہاں انہیں باطل سے ٹکرا جانے کا چٹان جیسا حوصلہ بخشا وہاں اس نے بالآخر

اپنے بندے کو کامرانی سے بھی سرفراز فرمایا۔ دورِ ابتلاء میں سعید نورسی پر مظالم کے پہاڑ توڑ دیئے گئے۔ ظلمت کدہ ءدہر میں احیائے اسلام کے لیےان کی مساعی کا سلسلہ منقطع کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کی گئی مگر اللہ کے اس جری مجاہد نے تمام مصائب کے باوجود باطل کے خلاف نہ صرف علمی جنگ جاری رکھی بلکہ اسی دوران اپنی خودنوشتہ قرآن پاک کی تفسیر "مجموعہ رسالہ نور" کو بھی مکمل کیا اور اپنے حامیوں کا اتنا وسیع حلقہ بنانے میں کامیاب ہوئے جنہوں نے باطل کے خلاف ان کی جرأت مندانہ جدوجہد میں ہراول دستہ کا کردار ادا کرتے ہوئے اپنے وطن کے مسلمانوں میں دین اسلام کے غلبہ کو بحال کرنے کی وہ روح پھونکی جس نے جبرواستبداد کے ایوانوں کو پاش پاش کر دیا یوں یہ کاروان حق بالاخر اپنے وطن میں اسلامی اقدار کی بحالی میں کامیاب ہوا۔

بدیع الزماں سعیدِ نورسی آج سے تقریباً سوا صدی قبل 1873ء میں ترکی کے علاقہ شرقی اناطولیہ کے ایک گاؤں "نورس" میں پیدا ہوئے۔ اسی نسبت سے انہیں نورسی نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ کے جید علماء سے حاصل کی۔ ابتدائے عمر میں بے پناہ ذہانت اور فوراً ازبر کر لینے کی زبردست صلاحیت کے طفیل اساتذہ کے نورِ نظر ٹھہرے۔ سولہ سال کی عمر میں انہوں نے دوران مناظرہ اس وقت کے کئی جید علماء کو اپنے پرمغز دلائل سے لاجواب کر دیا۔ ان دنوں علماء کے مابین مناظروں کا سلسلہ عام تھا۔ ایسے مواقع بار بار آئے تو ترکوں نے انہیں زمانے کا اعجاز یعنی "بدیع الزماں" کا لقب دے دیا۔

دورانِ تعلیم سعیدِ نورسی نے اس بات کو شدت سے محسوس کیا کہ آج جب ساری دنیا سائنس اور فلسفہ کی بنیادوں پر استوار نئے زمانہ میں داخل ہو رہی ہے اسلام اور قرآن کی ترویج کا روایتی درسی طریق تعلیم دشمنانِ اسلام کی طرف سے قرآن اور اسلام کے خلاف پھیلائے گئے شکوک وشبہات کو زائل کرنے کے لیے ناکافی ثابت ہوگا۔ ان کا خیال تھا کہ جدید علوم کی درسگاہوں میں سائنس کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کو فروغ دیا جائے۔ بعینہٖ دینی درسگاہوں میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ سائنس اور جدید علوم کی تعلیم کو بھی ترویج دیا جانا چاہیے۔ وہ سمجھتے تھے کہ اس طریق کار سے جدید تعلیمی درسگاہوں کے طلبہ کو لادینیت اور مذہب سے بیزاری جبکہ دینوی تعلیم پانے والے طلبہ کو کٹر پرستی جیسے مہلک رجحانات جیسی برائیوں سے بچایا جا سکے گا۔ اپنی اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر انہوں نے 1896ء اور پھر دوسری مرتبہ 1907ء میں دارالحکومت استنبول کا سفر اختیار کیا اور سلطانِ وقت کو اناطولیہ میں ایک ایسی یونیورسٹی کے قیام کے لیے قائل کرنے کی کوشش کی جہاں جدید سائنسی علوم اور دینوی تعلیم ساتھ ساتھ دی جا سکے ان کی تجویز تو بار آور نہ ہوئی مگر شوی قسمت۔ سلطان کے روبرو ترش لہجہ اختیار کرنے کی پاداش میں انہیں کورٹ مارشل کا سامنا کرنا پڑا۔ فوجی عدالت نے انہیں "پاگل" قرار دیتے ہوئے ذہنی امراض کے ہسپتال روانہ کر دیا یہ اور بات کہ ان کے معالجوں نے ان کی مکمل تشخیص کے بعد یہ رپورٹ دی: "اگر بدیع الزماں کے دماغ میں رتی برابر بھی خلل ہے تو پھر تمام دنیا میں ایک بھی شخص ایسا نہیں جسے ہوشمند یا ذی عقل قرار دیا جا سکے۔"

پہلی رہائی

سعید نورسی کی بد قسمتی۔ ان کے اچھے عزائم اور نیک ارادوں کو ہمیشہ غلط معنی پہنائے گئے جھوٹے اور بے بنیاد الزامات ہمیشہ ان کا مقدر رہے۔ 1909ء میں انہیں حکومت کے خلاف پیدا ہونے والی بے چینی کا ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے گرفتار کر کے کورٹ مارشل میں پیش کیا گیا۔ حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ انہوں نے نہ صرف حالات کو بہتر بنانے کی کوشش کی بلکہ اس میں انہیں چنداں کامیابی بھی حاصل ہوئی تھی۔ ان حالات میں جبکہ فوجی عدالت کی کھڑکیوں میں سے بغاوت کے جرم میں پھانسی پانے والوں کی نعشیں لانے لے جانے جیسے روح فرسا مناظر روزانہ نظر آتے۔ بدیع الزماں نے اپنے مقدمہ کا جرأت مندانہ دفاع کیا۔ جو بالآخر انکی رہائی پر منتج ہوا۔ تاہم یہ انکی پہلی رہائی ثابت ہوئی۔

سرکاری کارگزاریوں سے دلبرداشتہ سعید نورسی رہائی پانے کے بعد مشرقی اناطولیہ پہنچے اور دور دراز علاقوں کا دورہ کر کے پہلی بار لوگوں کے دلوں میں یہ احساس اجاگر کیا کہ ملک میں مطلق العنانیت کے خلاف شروع ہونے والی آزادی کی جدو جہد قطعاً خلاف اسلام نہیں ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ دین اسلام کے مقدس قوانین شخصی ملوکیت کو رد کرتے ہیں۔ جبکہ ہر قسمی جبر سے مُبّرا آزادانہ سیاسی ماحول اسلامی روح کے عین مطابق ہے۔ 1911ء میں دمشق کی مشہور ''مسجد اُمیہ'' میں ایک بڑے اجتماع سے جس میں ایک سو سے زائد مذہبی علماء بھی شامل تھے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے اپنے اس یقین کا اظہار کیا کہ جلد یا بدیر جدید دنیا پر ایک صحیح اسلامی تہذیب کا غلبہ ہوگا۔

اپنے خواب کی عملی تعبیر کے لیے انہوں نے ایک بار پھر دارالحکومت کا سفر کیا اس بار انہیں مایوسی نہ ہوئی۔ سلطان نے نہ صرف شرقی اناطولیہ میں ان کی تجویز کے مطابق یونیورسٹی کے قیام کی اجازت دے دی بلکہ اس کے لیے 19 ہزار گولڈن لیرا کی خطیر گرانٹ بھی عطا کی۔ بد قسمتی سے سعید نورسی کا مخلوط طرز تعلیم کی یونیورسٹی کے قیام کا خواب یورپ میں پہلی جنگ عظیم پھوٹ پڑنے کے باعث شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔

روسیوں کیلئے دہشت کی علامت

پہلی جنگ عظیم کے دوران بدیع الزمان کو علم کے ساتھ ساتھ تلوار سے جہاد کرنے کا بھی موقع ملا۔ رضا کاروں کے ایک دستہ کے کمانڈر کی حیثیت سے شرقی اناطولیہ اور کاکیشیا کے محاذوں پر انہوں نے قابل قدر جنگی جوہر دکھلائے جنہیں وزیر جنگ اور عثمانی فوجوں کے ڈپٹی کمانڈر انچیف انور پاشا سمیت بہت سے عثمانی جرنیلوں نے سراہا۔ سعید نورسی اور ان کے ساتھی ایک عرصہ تک حملہ آور امریکی اور روسی افواج کے لیے دہشت کی علامت بنے رہے۔ علم و عمل کے اس جری مجاہد نے دوران جنگ بھی عربی زبان میں قرآن پاک

کی تفسیر کا کام جاری رکھا۔ کبھی اگلے محاذ پر کبھی خندق میں حتیٰ کہ کبھی گھوڑے کی پشت پر۔ ایک دفعہ بدیع الزمان روسی فوجوں کے ساتھ ایک جھڑپ میں اسیر ہو گئے۔ انہیں اور ان کے دیگر نوے 90 ساتھیوں کو مغربی روس کے جنگی قیدیوں کے ایک کیمپ کوسٹروما میں دو سال تک مقید رکھا گیا۔ یہیں پر انہیں کا کیشائی محاذ پر متعین روسی کمانڈر جنرل نکولانکولاوتیچ جوزار روس کا قریبی رشتہ دار تھا کے جنگی قیدیوں کے کیمپ کے دورہ کے دوران شایان شان تکریم پیش نہ کرنے کے جرم میں سزائے موت سنائی گئی۔ ہوا یوں کہ یہی جرنیل ایک دن کیمپ کا معائنہ کرنے آیا۔ جب وہ بدیع الزمان کے سامنے سے گزرا تو بدیع الزمان اسکی تکریم کو کھڑے نہ ہوئے۔ استفسار پر بدیع الزمان نے ان الفاظ میں اپنی وکالت کی:

> ''میں ایک مسلمان عالم دین ہوں میرے دل میں ایمان کا نور ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ دل میں ایمان کی دولت رکھنے والا شخص بہر حال کسی بھی لادین پر فضیلت رکھتا ہے۔ ایسے شخص کو تکریم پیش کرنے کی اجازت میرا دین مجھے نہیں دیتا اور میں ایسا کوئی عمل نہیں کروں گا جو میرے دین اور ایمان کے خلاف ہو''۔

سعید نورسی کا کورٹ مارشل کر کے انہیں سزائے موت سنادی گئی۔ سزائے موت پر عمل درآمد ہونے کو تھا کہ بدیع الزمان نے وقت نماز دیکھتے ہوئے اپنا آخری فرض یعنی ادائیگی نماز کیلئے مہلت طلب کی۔ روسی جرنیل جو ذیتھ سکواڈ کے سامنے بدیع الزماں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہا تھا احساس ندامت کے ساتھ بدیع الزماں کے پاس پہنچا اور اعلان کیا کہ ایسے (راسخ العقیدہ) شخص نے جو کچھ کیا وہ واقعی اس کے عقیدہ اور ایمان کے عین مطابق تھا۔ یوں سزائے موت کا حکم واپس لے لیا گیا اور روسی جرنیل نے دشمن اسلام ہونے کے باوجود بدیع الزماں سے معذرت خواہانہ رویہ اختیار کیا۔ مگر افسوس اس کے برعکس اپنے وطن میں انہیں اپنے ہموطنوں سے ایسی کسی عزت افزائی کی بجائے ہمیشہ قید و بند اور مصائب کا سامنا رہا۔

انگریزوں سے ٹکر

روس میں 1917ء میں کیمونسٹ انقلاب سے پیدا ہونے والی افراتفری کے دوران بدیع الزماں کو فرار ہونے کا موقع مل گیا۔ ایک طویل سفر کے بعد وہ 1918ء میں واپس استنبول پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔ جہاں انہیں فوجی اعزازی تمغہ سمیت ایک اعلیٰ حکومتی عہدہ کی پیشکش کی گئی۔ اور انکی رضامندی سے قبل ہی انہیں دارالحکمت اسلامیہ کا سربراہ مقرر کر دیا گیا۔ سعید نورسی نے البتہ اس پر اپنے اعتراض کا اظہار نہ کیا کیونکہ یہ ایک خالصتاً سائنسی اور علمی منصب تھا۔ تاہم یہ سلسلہ بھی زیادہ دیر نہ چل سکا۔ جنگ عظیم کے

خاتمے پر فاتح اتحادی فوجوں نے اپنے مفتوح دشمنوں سے جو معاندانہ سلوک کیا اس سے ترکی بھی محفوظ نہ رہ سکا۔ انگریز فاتحین نے ترکی کو مطیع بنانے کی روایتی استعماری روش اختیار کی تو سعید نورسی ان کے خلاف صحافتی میدان میں سینہ سپر ہو گئے اور انگریزوں سے کھلم کھلا اپنی بھرپور نفرت کا اظہار کیا اخبارات میں شائع ہونے والے اپنے مضامین میں سعید نورسی انگریزوں کو ہمیشہ کتے سے تشبیہ دیتے ہوئے "بے شرم انگریزی کتوں کے منہ پر تھوک دو" جیسے رقیق جملے کسنے سے باز نہ آتے۔ نتیجتاً انہیں انگریزی عتاب کا نشانہ بننا پڑا۔ تاہم یہ خدائے لم یزل پر ان کے پختہ ایمان کی کرامت تھی کہ وہ اپنے خلاف ہونے والی ہر سازش سے صاف بچ نکلتے رہے۔ 1922ء میں حکومت کی طرف سے بار بار کی گئی درخواست پر سعید نورسی انقرہ پہنچے جہاں گرینڈ نیشنل اسمبلی میں ایک شاندار انداز میں ان کا استقبال کیا گیا۔ تاہم سعید نورسی جن توقعات کے ساتھ دارالحکومت پہنچے تھے وہاں اس کا عشر عشیر نہ پا کر انہیں خاصی مایوسی ہوئی۔ انہیں یہ دیکھ کر دکھ پہنچا کہ عوامی نمائندگان کی اکثریت اپنے دینی فرائض تک سے یکسر غافل تھی۔ اگرچہ انہوں نے ارکان اسمبلی میں سختی سے مذہبی احساس بیدار کرنے کی کوشش کی جس کے سبب 50 سے 60 ارکان و بیوروکریٹ اپنے دینی فرائض نمازوں کی ادائیگی کی طرف بھی رجوع کرنے لگے۔ مگر بدیع الزماں نے صرف آٹھ ماہ بعد دارالحکومت کو خیر باد کہہ دیا اور "وان" چلے گئے جہاں انہوں نے دو سال کا طویل عرصہ گوشہ نشینی میں گزارا اور اس دوران مراقبہ اور عبادت الٰہی میں مصروف رہے۔ انہی دنوں وہ المیہ جسے "مشرق کی بغاوت" کا نام دیا گیا وقوع پذیر ہوا۔ باغیوں نے عوام کے دلوں میں سعید نورسی کی قدر و منزلت کو بھانپتے ہوئے بغاوت میں حکومت وقت کے خلاف ان کے تعاون کے لئے درخواست کی جسے انہوں نے مسترد کر دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ "تلوار کو دشمنوں کے خلاف استعمال ہونا چاہیئے نہ کہ آپس میں" انہوں نے باغیوں کو خبردار کیا کہ اس سعی لا حاصل کو ترک کر دو جس میں کامیابی کا امکان نہایت قلیل ہے۔ جبکہ اس بات کا قوی امکان ہے کہ چند مجرموں کی حمایت میں ہزاروں بے گناہ شہری اپنے جان و مال سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔" بدقسمتی سے حکومت نے ہونے والی اس بغاوت کو پھیلانے کا الزام بھی سعید نورسی پر عائد کر دیا جس کے نتیجے میں انہیں غربی اناطولیہ جلاوطن کر دیا گیا جہاں سخت نگرانی میں ان پر ظلم واستبداد کے پہاڑ توڑے گئے۔ ظلم و ستم کے تمام سرکاری حربوں کے باوجود اللہ کے اس مجاہد نے اپنے آس پاس موجود افراد میں نہ صرف دین حق کی ترویج و تبلیغ کا سلسلہ قائم رکھا بلکہ نہایت رازداری کے ساتھ اپنی نوشتہ تحریروں کو کتابی شکل میں محفوظ کرنے کی جدوجہد بھی جاری رکھی۔ حکومت کو پتہ چلا تو ایک بار پھر ایک زبردست سازش کے تحت انہیں "بارلہ" جلاوطن کر دیا گیا وسطی اناطولیہ کے بلند و بالا پہاڑوں کے بیچوں بیچ واقع اس ویران و بیابان مقام کے گرد اگرد سینکڑوں میل تک کسی انسانی آبادی کسی ذی روح کا وجود تک نہ تھا۔ ان کے دشمنوں کا خیال تھا کہ سعید نورسی اس بار شدید بے بسی اور جان لیوا قید تنہائی کے ہاتھوں ضرور اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

رسالہ نور کا ظہور

دیکھا جائے تو اللہ اور اس کے دین کی تبلیغ کرنا اتنا بڑا جرم نہیں کہ تبلیغ کرنے والے شخص کی جان لے لینے جیسی مکروہ سازشیں تیار کی جائیں۔ مگر جن دنوں بدیع الزماں سعید نورسی نے اپنے وطن میں اللہ کے دین کی احیاء کا کام سنبھالا ان ایام میں ترکی میں مذہب پر سرکاری طور پر پابندی عائد تھی۔ دین کا نام لینا نا قابل معافی جرم تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب ملک پر ظلم واستبداد اور جور و جبر کی حامل مطلق العنان شخصی حکومت کا دور دورہ تھا۔ ملک بھر میں اذان دینے پر پابندی عائد تھی۔ مساجد کے دروازوں پر تالے ڈال دیئے گئے تھے۔ ان میں سے بعض مساجد غیر مذہبی مقاصد کیلئے استعمال ہو رہی تھیں۔ ہر وہ سلسلہ جو لوگوں کو ان کے شاندار اسلامی ماضی سے ملاتا تھا۔ بزور شمشیر ختم کیا جا رہا تھا۔ زبان پر مذہب کا نام لانا جرم قرار دے دیا گیا تھا۔ اخبارات کو سرکاری ہدایات تھیں کہ ایسا کوئی مواد شائع نہ کیا جائے جو لوگوں بالخصوص نوجوانوں کے ذہنوں میں مذہبی تصورات کو اجاگر کرتا ہو۔ یہ وہ حالات تھے جن میں باطل کے خلاف سعید نورسی اکیلے نبرد آزما تھے۔ انہی حالات نے جنہیں وہ خود ازراہ تفنن اپنا دوسرا جنم کہتے تھے بقول خود انکے ایک نئے "سعید" کو پیدا کیا جس نے اپنی آئندہ زندگی دین اسلام کی صداقت پر تحقیق و تبلیغ اور احیائے دین کے لیے وقف کردی۔ وہ کہا کرتے تھے "میں دنیا پر ثابت کردونگا کہ قرآن وہ روحانی آفتاب ہے جو نہ کبھی غروب ہوگا اور نہ جس کی روشنی کبھی ختم ہوسکے گی"۔ اور سعید نورسی نے واقعی ایسا ثابت کردکھایا۔ بارلہ کی قید تنہائی تو ان کی جان نہ لے سکی۔ البتہ یہاں سے اس نئے "سعید نورسی" کا ظہور ضرور ہوا۔ اور ان کے ساتھ ہی سائنس اور کلچر کی دنیا پر چمکتا ہوا وہ آفتاب بھی جو آج تک لاکھوں کروڑوں ذہنوں میں جگمگا رہا ہے۔ بارلہ میں ایک اکیلی جان پر ستم روائی کی حدیں پھلانگنے والے ان کے دشمن اس شخص کے پہاڑ جیسے حوصلے کو ابھی تک نہیں سمجھ پائے تھے جو پہلی جنگ عظیم میں حملہ آور روسیوں کے لیے مشکل شخص ثابت ہوا۔ جس نے استنبول میں فاتح انگریزوں کے منہ پر تھوکا وہ جو متعدد بار تختہ دار سے زندہ واپس چل کر آیا۔ حتیٰ کہ انہیں تسلیم کرلینا پڑا کہ گذشتہ صدی کے ان کے ظلم وتشدد کے تمام حربے سعید نورسی کے پائے استقلال میں رتی برابر لغزش لانے میں کامیاب نہیں ہوسکے۔ شائد ایسے کردار کے غازی کے لیے علامہ اقبال نے کہا تھا "اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی"

بارلہ میں ساڑھے آٹھ سال پر محیط پاگل کر دینے والی قید تنہائی کے دوران سعید نورسی نے "مجموعہ رسالہ نور" کا تقریباً تین چوتھائی مکمل کرلیا۔ یہ تمام نسخے قلمی تھے کیونکہ مصنف اور ان سے درس لینے والے پیروکاران مسودات کی طباعت کی مالی استطاعت سے محروم تھے۔ ایسا نہ بھی ہوتا تب بھی شاید حکومتی پابندیوں کے باعث ان نسخوں کی طباعت کسی طور ممکن نہ ہوتی۔ مسودوں کی اتنی بڑی تعداد میں قلمی کتابت

بجائے خود آسان مرحلہ نہ تھی۔ بہت سے کاتبین کو سعید نورسی سے تعلق رکھنے اور انکے مقالات کی کتابت کرنے کے جرم میں عقوبت خانوں میں شدید جسمانی تشدد کا سامنا کرنا پڑا۔

چھ لاکھ قلمی نسخے

قارئین کے لیے یہ اندازہ لگانا چنداں مشکل نہ ہوگا کہ ایسے حالات میں مذہبی مضامین لکھنا اور ان کی نشرواشاعت کرنا انتہائی جرأت اور حوصلہ کا کام تھا جو ہر کسی کے بس کی بات نہیں تھی۔ مگر سعید نورسی اور ان کے شاگردوں نے چھ لاکھ کی کثیر تعداد میں نسخوں کی قلمی کتابت کر کے جو کارنامہ سرانجام دیا وہ واقعی قابل قدر ہے۔ ان کٹھن حالات میں رسالہ نور کی کتابت اور پھر اناطولیہ کے لاکھوں مسلمانوں میں نہایت رازداری کے ساتھ اِس کی ترسیل واقعی جان جوکھوں کا کام تھا۔ مشہور امریکی مصنفہ آنسہ مریم جمیلہ کے الفاظ میں ''یہ کہنا قطعاً مبالغہ آمیزی نہیں ہوگا کہ ترکی میں آج جتنا دین اسلام نظر آتا ہے وہ تمام بدیع الزماں نورسی کی انتھک مساعی کا مرہون منت ہے۔'' یقیناً یہ ایک بڑا کام تھا جو جرأت اور ناقابل تسخیر حوصلہ کے پیکر سعید نورسی کے علم وعمل اور افکار کی بدولت ہی ممکن ہوا۔ اس نڈر سپہ سالار کی طرح جس کی دوران جنگ شجاعت اور جوانمردی کا مظاہرہ اسکی فوجوں کے لیے اکثر مہمیز ثابت ہوتا ہے۔ سعید نورسی کی جرأت اور جوانمردی نے ان کے ہموطنوں میں حکومتی خوف کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کے حواریوں اور حامیوں کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہوتا رہا۔ جس نے بالآخر لادینیت کا پرچار کرنے والوں کے خواب چکنا چور کر دیے۔ تاہم اس منزل تک پہنچنے کے لیے سعید نورسی اور ان کے ساتھیوں کو مظالم کے کئی قلزم پار کرنا پڑے۔

1935ء میں سعید نورسی کو ان کے 125 شاگردوں سمیت گرفتار کرلیا گیا۔ اسکشیر کے عقوبت خانہ میں جہاں دوران سماعت مقدمہ میں وہ گیارہ ماہ تک مقید رہے ان پر بے پناہ تشدد کیا گیا۔ آئندہ موسم بہار میں انہیں رہائی تو مل گئی مگر یہ عارضی ثابت ہوئی۔ انہیں رہائی کے فوراً بعد گرفتار کر کے ایک دوسرے شہر کاستامونو میں جلاوطن کر دیا گیا۔

بدیع الزماں سعید نورسی نے کاستامونو میں نظر بندی کے سات سال گذارے۔ اسی دوران بھی انہوں نے رسالہ نور کی تصنیف اور خفیہ نشرواشاعت پر کام جاری رکھا۔ شدید پابندیوں کے باعث انہیں رسالہ نور کی اشاعت اور ترسیل کے لیے ڈاک کا اپنا رضاکارانہ نظام قائم کرنا پڑا۔ جس کی بدولت اس عرصہ کے دوران رسالہ نور کے چھ لاکھ قلمی نسخے ہاتھ سے کتابت کر کے اناطولیہ کے مسلمانوں میں ترسیل کیے گئے۔

1943 میں انہیں اپنے 126 شاگردوں کے ہمراہ دوبارہ گرفتار کرلیا گیا۔اس مرتبہ انہیں ڈنیزلی کے جرائم کی عدالت کے روبروپیش ہونا پڑا۔ان پر الزام تھا کہ انہوں نے استنبول میں خفیہ طور پر ایک مضمون شائع کیا تھا جس میں خدا کی موجودگی کو ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔جلاوطنی کی طرح جیل میں بھی ان کی جدو جہد میں کوئی کمی نہیں آئی۔سعید نورسی اب جیل میں مقید معاشرے کے دھتکارے ہوئے مجرموں کو سدھارنے میں جت گئے۔ساتھ ہی انہوں نے اپنے لکھنے لکھانے کا کام بھی جاری رکھا۔چونکہ جیل میں کاغذ اور قلم رکھنے کی اجازت نہ تھی انہیں کاغذی لفافوں پر اپنے مضامین تحریر کرنا پڑتے جنہیں ماچس کی ڈبی میں بند کر جیل کے باہر سمگل کر دیا جاتا تھا۔ان کا مضمون "ایمان کا صلہ" اسی دوران اسی طریق کار کے مطابق لکھا اور شائع کیا گیا۔سعید نورسی اس مقدمہ میں بھی بالاخر بری ہو گئے مگر سرکاری معمول کے مطابق پھر گرفتار کر کے انہیں امرداگ نامی شہر بھیج دیا گیا۔

طویل انتظار اور رہائی

سعید نورسی کیلئے امرداگ کی جلاوطنی بھی اسی طرح تھی جس طرح کے قید و بند سے انہیں عمر بھر واسطہ رہا۔وہی کڑی نگرانی' وہی جبر و تشدد' وہی سازشیں' دوسری طرف ناتواں مگر عزم راسخ رکھنے والا اللہ کا سپاہی جس کا دل اللہ کے دین کی خدمت کے جذبہ سے سرشار تھا ایک بار پھر انہیں اپنے 53 ساتھیوں سمیت عفیان کے مجرموں کی عدالت میں پیش کیا گیا۔عفیان میں اسیری کے 20 ماہ کے دوران ان پر ظلم وستم کے وہ پہاڑ توڑے گئے کہ انہیں اس سے قبل پیش آنے والے تمام مصائب ہیچ لگنے لگے۔سعید نورسی کی عمر اس وقت 75 سال تھی اور وہ اس وقت بہت سی بیماریوں کا بھی شکار تھے۔پھر بھی انہیں قید تنہائی کے ایک مختصر ڈربے نما عقوبت خانے میں ڈال دیا گیا جہاں انہوں نے بغیر شیشوں کی ٹوٹی ہوئی کھڑکیوں کے ساتھ کڑکڑاتی سردی کے دو شدید ترین موسم سرما گزارے۔انکے دشمنوں نے اسی پر اکتفا نہ کیا اسی عقوبت خانے میں انہیں زہر ملا کھانا بھی کھلا دیا گیا۔وہ بچ تو گئے مگر زہر خورانی کے باعث ان کی حالت بہت بگڑ گئی۔صورت حال کی اطلاع پا کر ان کے حواری ان کے مدد کو آئے تو انہیں گرفتار کر کے پاؤں کے تلوؤں پر بید مارنے جیسے شدید ترین تشدد سے دوچار کیا گیا۔تا آنکہ سپریم کورٹ نے سعید نورسی اور ان کے حواریوں کو دی جانے والی سزاؤں پر عمل درآمد منسوخ کر دیا۔تاہم عدالت نے یہ فیصلہ کرنے میں بہت زیادہ وقت لیا کہ انہیں دی جانے والی سزاؤں کو کالعدم قرار دیا جائے یا نہیں۔اسی طرح سعید نورسی اپنے ہمرائیوں سمیت سزاؤں کی منسوخی کے باوجود طویل عرصہ تک زنداں میں محبوس رہے۔حتیٰ کہ 1956ء میں سپریم کورٹ نے بالاخر فیصلہ سنا دیا کہ "ناقابل برداشت حالات میں قید و بند کی سزائیں کاٹنے والے یہ مجرم درحقیقت بے گناہ تھے۔انہیں رہا کر دیا جائے۔"

1950ء میں ترکی میں ہونے والے پہلے شفاف اور آزادانہ انتخابات جس کے نتیجے میں مذہب کے خلاف شدید بغض رکھنے والی ری پبلکن پیپلز پارٹی کی مطلق العنان اور استبدادانہ حکومت کا خاتمہ ہوا اور ملک میں کثیر الجماعتی نظام کا اجراء ہوا۔ عوام کے بنیادی حقوق کو بحال کر دیا گیا اس طرح سعید نورسی اور انکی جمعیت کی قربانیوں سے بھرپور طویل ترین مساعی کے نتیجے میں ترکی میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ پارلیمنٹ کے پہلے اجلاس میں اذان پر عائد پابندی ختم کر دی گئی۔ اس وقت بدیع الزمان سعید نورسی پر صرف ایک مقدمہ باقی تھا۔ تاہم انہیں گرفتار نہ کیا گیا اور بالاخر ایک متفقہ فیصلہ کے تحت انہیں اس مقدمہ سے بری کر دیا گیا۔

بالاخر 23 مارچ 1960 کے روز تقریباً ایک صدی پر محیط اپنی فانی زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ اور اسکے دین کی صداقت کا علم بلند رکھنے اور قرآن پاک کے مدلل حقائق سے لوگوں کے دلوں میں انمٹ مہریں لگانے والا یہ مجاہد نہایت وقار اور احتشام کے ساتھ باطل پر حق کی فتح کا پر مسرت احساس لیئے اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔ انا للہِ و انا الیہِ راجعون.

اپنی طویل ترین جدوجہد کے دوران سعید نورسی نے اپنے علم اور بصیرت کے زور پر "رسالہ نور" کی صورت میں قرآن پاک کی جو مفصل تفسیر مرتب کی اس کے نور سے آنے والی صدیاں ہمیشہ جگمگاتی رہیں گی۔

بارھواں لفظ

الہامی عقل اور انسانی فکر

شروع اللہ کے پاک نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

"اور جسے حکمت مل گئی سو درحقیقت' اسے خیر کثیر مل گئی اور نصیحت قبول نہیں کرتے مگر اہل عقل"

(البقرۃ ۲:۲۶۹)

[نوٹ: یہ لفظ قرآن مجید کی مقدس حکمت اور انسانی فکر کے درمیان ایک مختصر تقابل' قرآنی ہدایت کا فصیح و بلیغ خلاصہ اور بنی نوع انسان کی ذاتی اور معاشرتی زندگی کے لئے تربیت اور تمام دوسرے آسمانی الفاظ اور کلام پر قرآن مجید کی برتری ظاہر کرتا ہے۔]

چار بنیادی اصول

پہلا بنیادی اصول: قرآنی حکمت اور انسانی فکر کے درمیان اختلافات

ایک دیندار ماہر اور مشہور حکمران قرآن مجید کا اتنا زیادہ خوبصورت نسخہ تیار کرنا چاہتا تھا جیسا کہ اس کے مقدس معانی اور معجزانہ الفاظ اس کے متقاضی ہیں تا کہ اس کے حیرت ناک الفاظ کو اس کی شایان شان وضع سے آراستہ کیا جائے۔ چنانچہ اس نے ایک واقعی حیرت ناک وضع میں قیمتی موتیوں کی تمام اقسام کے ساتھ اسے وضع کیا۔ اس کی صداقتوں کی انواع واقسام کو ظاہر کرنے کے لئے اس نے اس کے کچھ حروف کو ہیروں اور زمرد سے' کچھ کو موتیوں اور عقیق سے' بہترین تراش کے ہیروں اور مونگوں اور سونے اور چاندی سے لکھا۔ اس نے اسے اس طرح سے آراستہ و پیراستہ کیا کہ ہر ایک اس کی تعریف اور حیرت میں کھو گیا۔ صداقت کے متلاشی لوگوں کے لئے یہ ایک سب سے زیادہ قیمتی فنی کارنامہ بن گیا کیونکہ اس کی بیرونی خوبصورتی اس کی چمک دار اندرونی خوبصورتی اور متاثر کن سجاوٹ کی غمازی کرتی تھی۔

حکمران نے یہ قرآن مجید ایک غیر ملکی (غیر مسلم) فلسفی اور ایک مسلمان عالم کو دکھایا۔ ان کا امتحان لینے اور ان کو انعام دینے کے لئے اس نے ہر ایک کو اس کے متعلق لکھنے کو کہا۔ دونوں آدمیوں نے حکم کی تعمیل کی۔ فلسفی نے اس کے حروف کی شکلوں، سجاوٹوں، ان کے مابین روابط اور جواہرات کی خاصیتوں اور استعمال کے طریقوں پر بحث کی۔ اس نے اس کے معنی کے بارے میں کچھ نہ کہا کیونکہ اس نے صرف ایک مرصع چیز دیکھی تھی اور وہ اس بارے میں بے خبر تھا کہ یہ معانی کی گہرائیوں والی ایک انمول کتاب ہے۔ چونکہ وہ انجینئرنگ اور کیمسٹری سے اچھی طرح واقف تھا، وہ چیزوں کو بیان کر سکتا تھا اور جواہرات کے بارے میں بہت کچھ جانتا تھا لیکن عربی زبان کے بارے میں وہ کچھ نہیں جانتا تھا۔ اس نے اپنا مقالہ اسی کے مطابق لکھا لیکن صداقت شعار مسلمان عالم نے یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ ایک کھلی ہوئی کتاب (حکمت والا قرآن) ہے، اس کی بیرونی آرائش اور حروف کی سجاوٹوں کو نظر انداز کر دیا اور مقدس سجاوٹوں اور چھپے ہوئے انوار کو جو سجاوٹوں کے پردے کے پیچھے تھے، بیان کیا کیونکہ وہ کہیں زیادہ قیمتی اور عزت کے مستحق، زیادہ کارآمد اور جامع تھے۔

دونوں آدمیوں نے اپنے مقالے حکمران کو پیش کئے جس نے فلسفی کے مقالے کو پہلے دیکھنا شروع کیا۔ یہ دیکھ کر کہ اگرچہ اس نے بہت محنت کی ہے، حکمران نے اس کے مقالے کو مسترد کر دیا اور اسے اپنے دربار سے نکال دیا کیوں؟ کیونکہ اس نے جواہرات سے مرصع قرآن مجید کی صحیح حکمت کے بارے میں کچھ نہ لکھا تھا۔ اس نے قرآن مجید کی صحیح حکمت اور اس کے معانی کے بارے میں کچھ نہ سمجھا اور یہ خیال کر کے اس کی توہین کا مظاہرہ کیا کہ صداقتوں کا یہ مصدر بے معنی سجاوٹ پر مشتمل ہے۔ دوسرے مقالے کو جانچتے ہوئے اور یہ دیکھ کر کہ حقیقت پسند عالم نے ایک بہت خوبصورت اور مفید تشریح اور ایک پرمغز اور منور کرنے والی تحریر لکھی ہے، حکمران نے اسے مبارک باد دی۔ یہ خالص حکمت تھی اور اس کا مصنف ایک سچا عالم اور حقیقی دانا تھا۔ بطور انعام حکمران کے نہ ختم ہونے والے خزانے سے عالم کو اس کے مقالے کے ہر حرف کے بدلے میں سونے کے دس سکے دیئے گئے۔

اس کا مفہوم مندرجہ ذیل ہے:

مزین قرآن مجید فنکارانہ طریقے سے تراشی گئی کائنات ہے اور حکمران ہمیشہ کے لئے مقتدر اعلیٰ ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات)۔ پہلے آدمی سے مراد فلسفے کا میدان اور فلسفی ہیں۔ دوسرا آدمی قرآن مجید کے طریقوں اور اس کے طالب علموں کی نمائندگی کرتا ہے۔ درحقیقت حکمت والا قرآن

مجید سب سے زیادہ عظیم وضاحت کرنے والا اور کائنات کی سب سے زیادہ فصاحت و بلاغت سے ترجمانی کرنے والا ہے۔ یہ کسوٹی ہے جو تخلیق کی علامتوں میں جنوں اور انسانوں کی رہنمائی کرتی ہے۔ تخلیق اور کائنات کے طریق عمل کے بارے میں آسمانی قوانین۔ جو طاقت کے قلم سے کائنات کے اوراق اور وقت کے صفحات پر کندہ کیے ہوئے ہیں۔ یہ مخلوقات میں سے ہر ایک کو بامعنی حرف گردانتا ہے جیسے کہ ہر ایک کسی دوسری مخلوق کے معنی لئے ہوئے ہے (ان کے خالق کی وجہ سے) اور کہتا ہے:

"وہ کتنی خوبصورتی سے بنائے گئے ہیں" نہیں بلکہ "کتنے معنی خیز انداز میں بنانے والے کی خوبصورتی اور لطف کی نشان دہی کرتے ہیں۔"

اس طرح سے فلسفی تخلیق کی توہین کرتے ہیں اور اسے شکایت کا موقع فراہم کرتے ہیں۔

اصل میں مادی فلسفہ جھوٹ کا پلندہ ہے جس میں کوئی صداقت نہیں اور وہ تخلیق کی تحقیر ہے۔

دوسرا بنیادی اصول: ذاتی زندگی میں اخلاقی تربیت

فلسفہ کے مخلص طالب علم فرعون کی طرح ظالم [1] ہیں۔ وہ اپنے آپ کو عبادت میں حقیر ترین چیز کے سامنے جھک کر ذلیل کرتے ہیں اگرچہ ایسا کرنے کو وہ اپنے مفاد میں خیال کرتے ہیں۔ یہ مادہ پرست طالب علم اکثر' گمراہ کرنے والے اور سخت ہیں۔ وہ اتنے بدبخت ہیں کہ ایک لذت کے لئے نہ ختم ہونے والی ذلت قبول کر لیتے ہیں۔ وہ اتنے زیادہ جاہل اور کمینے ہیں کہ ایک حقیر مفاد کے لئے شیطان صفت لوگوں کے تلوے چاٹتے ہیں۔

قرآن مجید کے مخلص طالب علم اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار بندے ہیں۔ سب سے عظیم مخلوق کے سامنے بھی جھک کر وہ اپنے آپ کو ذلیل نہیں کرتے۔ وہ ممتاز انسان ہیں جو منفعت کے حصول کے لئے خواہ وہ جنت ہی ہو' عبادت نہیں کرتے' وہ اعتدال پسند طالب علم ہیں۔ نرم مزاج اور شریف جو اپنے آپ کو رضا کارانہ طور پر صرف اپنے خالق کے سامنے جھکاتے ہیں اور اس سے کبھی تجاوز نہیں کرتے جس کی اس نے اجازت دی ہے۔ وہ اپنی کمزوری اور حاجت سے باخبر ہیں لیکن وہ آزاد ہیں کیونکہ خزانوں کا مالک انہیں روحانی دولت مہیا کرتا ہے۔ اپنے آقا کی لامحدود طاقت پر انحصار کرتے ہوئے وہ طاقتور ہیں۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر اور رضا کے لئے نیکی سے معمور ہو کر خلوص سے جدوجہد کرتے ہیں۔ فلسفے اور قرآن کی دی گئی تربیت مندرجہ بالا تقابل سے سمجھی جاسکتی ہے۔

[1] فرعون ایک لقب ہے جو قدیم مصر کے بادشاہوں کو دیا جاتا تھا۔ یہ خاص فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں تھا اور غیر معمولی طور پر جابر اور ظالم تھا۔

تیسرا بنیادی اصول: انسان کی سماجی زندگی میں اخلاقی تربیت

فلسفہ سماجی زندگی میں قوت کو حمایت کا نقطہ اور زندگی کو ذاتی مفاد کے حصول کا مقصد اور اس کے تصادم کو اس کا اصول سمجھتا ہے۔ کسی طبقے کو متحد کرنے والے رابطے نسل اور جارحانہ قومیت پسندی ہیں۔ اس کے ثمرات جنسی خواہش کا حصول اور بڑھی ہوئی ضرورت ہے۔ قوت جارحیت کی متقاضی ہے جو ذاتی مفادات کو مادی وسائل کے حصول کے لئے جنگوں کا سبب بناتی ہے اور تصادم جدوجہد کو معرض وجود میں لاتا ہے۔ نسل پرستی دوسروں کو ہڑپ کرنے کی شہ دیتی ہے اور اس طرح سے جارحیت کے لئے راستہ صاف کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسانیت خوش نہیں ہے۔

قرآن مجید حق کو سماجی زندگی میں حمایت کا نقطہ تسلیم کرتا ہے۔ اس کا مقصد نیکی اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے اور اس کا اصول باہمی امداد ہے۔ طبقے کے صرف وہ بندھن جن کو یہ تسلیم کرتا ہے' دین' پیشہ اور ملک ہیں۔ اس کا مقصد حکومت کرنا اور اس طرح روح کو عمدہ چیزوں کی طرف ترغیب دے کر اور اپنے عظیم جذبات کو تسکین دے کر جنسی خواہشات کو کمزور کرنا ہے تاکہ ہم انسانی تکمیل اور سچی انسانیت کے لئے کوشش کریں۔ اتحاد اور نیکیوں کے لئے سچی دعوت استحکام لاتی ہے اور باہمی امداد کا مطلب ایک دوسرے کی مدد کرنا ہے۔ دین' اخوت' بہناپا اور یگانگت کو محفوظ کرتا ہے۔ اپنی خواہشات کو قابو میں رکھنا اور روح کو تکمیل کی ترغیب دینا اس دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں خوشی لاتا ہے۔

چوتھا بنیادی اصول: قرآن مجید کی تمام دوسرے آسمانی صحائف' کلام اور تحریروں پر فوقیت

یہ صداقت مندرجہ ذیل دو تمثیلوں میں واضح کی گئی ہے:

اول: ایک بادشاہ کے پاس گفتگو اور خطاب کی دو شکلیں ہیں۔ پہلی شکل کو وہ کسی عام چیز جو ایک چھوٹے معاملے یا نجی حاجت سے متعلق ہو اپنے ٹیلی فون پر بات کرتے ہوئے استعمال کرتا ہے۔

دوئم: دوسری شکل کو وہ اپنی حیثیت بطور سب سے بڑا حکمران' دینی منصب کے صدر اور سب سے بڑے مقتدر کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ وہ اپنے الفاظ کا مطلب ایک سفیر یا بڑے افسر کی طرف کرتا ہے تاکہ اس کے احکام ایک عظیم فرمان کے ذریعہ مشتہر ہو جائیں جو اس کی شان و شوکت کو ظاہر کریں۔

ان دو تمثیلوں کی روشنی میں قرآن مجید پر غور کریں۔ اس کا اعجاز دیکھئے اور اس کی پارسائی سمجھئے۔ قرآن مجید اعلان کرتا ہے:

''اگر زمین کے تمام درخت قلم بن جائیں اور تمام سمندر سیاہی اور انہیں اللہ تعالیٰ کے کلمات لکھنا ہوں' تو وہ انہیں ختم نہیں کر سکتے''۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کے لامحدود کلمات میں سب سے بڑے مرتبے کا حامل ہے کیونکہ اس نے اس کے اسم اعظم اور ہر ایک نام کی سب سے بڑی سطح پر آغاز کیا جن میں سے ہر ایک لامتناہی طور پر اظہار کی مختلف سطحوں کا حامل ہے۔ 2 یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے کیونکہ وہ تمام جہانوں کا مالک ہے۔ اسی کا فرمان ہے کہ وہ تمام مخلوقات کا دیوتا ہے اور یہ آسمانی خطاب ہے کہ وہ آسمانوں اور زمین کا خالق ہے۔ اس کے قطعی مالک ہونے کے لحاظ سے' یہ اللہ تعالیٰ کا کلام اور ایک ابدی خطاب ہے اس کے عالم گیر آسمانی مقتدر اعلیٰ ہونے کے لحاظ سے اس کے ہمہ گیرانہ نکتہ نظر سے نہایت ہی رحم والے کی عنایات کا کھاتہ' جامع مہربانی' واقفیتوں کا مجموعہ جو بعض اوقات بلحاظ اس کی الہامی عمدہ شان وشوکت خفیہ رسم الخط سے شروع ہوتا ہے اور حکمت ذہن نشین کرنے والی مقدس الہامی کتاب جو الہامی اسم اعظم کی مکمل جامع سلطنت سے شروع ہو کر ادھر ادھر نظر ڈالتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے عرش عظیم کی ہمہ گیر بادشاہت کا معائنہ کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کیوں قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام کہلائے جانے کا مستحق ہے اور کہلاتا ہے۔

کچھ دوسرے الہامی الفاظ خاص وجہ سے ظاہر ہو کر ایک چھوٹے عنوان کے تحت اور ایک خاص نام کے خاص اظہار کے ذریعے الہامی کلام ہیں۔ یہ آسمانی بادشاہت' اقتدار اعلیٰ یا رحم کے ایک خاص اظہار سے منتج ہوتا ہے۔ الہامی الفاظ تفصیل اور عمومیت کے لحاظ سے درجہ میں مختلف ہوتے ہیں۔ سب سے زیادہ تخلیقی تحریک اس قسم کی ہے۔ مثال کے طور پر صعودی ترتیب میں اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ خاص اور سادہ تخلیقی تحریک جانوروں کو بھیجتا ہے۔ یہ اہمیت میں زیادہ ہوتی ہے جب یہ بالترتیب عام لوگوں' معمولی فرشتوں' اولیاء اللہ اور بڑے فرشتوں کی طرف بھیجی جاتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اولیاء اللہ جو بغیر وسیلے کے بلاواسطہ خداوند کریم سے جڑے ہوئے دل کے ٹیلی فون کے ذریعے دعا کرتے ہیں' کہتے ہیں:

''میرا دل میرے رب سے مجھے خبر دیتا ہے۔''

وہ یہ نہیں کہتے:

''یہ مجھے جہانوں کے رب سے خبر دیتا ہے۔''

2 مثال کے طور پر موسم خزاں میں تمام نیرنگیاں اور تمام آرائشیں اسی سطح کی نہیں ہوتیں جیسا کہ موسم خزاں میں۔

وہ یہ کہہ سکتے ہیں:

''میرا دل میرا آئینہ۔ میرے پروردگار کا عرش ہے۔''

لیکن وہ نہیں کہتے:

''میرا دل جہانوں کے رب کا عرش ہے'' کیونکہ اولیاء اللہ الہامی خطاب صرف اپنی سکت تک پاتے ہیں اور یہ کہ انسانیت اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ستر ہزار پردوں میں سے انہوں نے کتنے دور کئے ہیں۔''

ایک بادشاہ کا فرمان جس کا صدور اس کی مقتدر اعلیٰ کی سب سے بڑی حیثیت سے ہوا' اس کی ایک عام آدمی سے گفتگو سے زیادہ ارفع اور زیادہ عظیم ہے۔ ہم سورج کے بلاواسطہ سامنے ہونے سے کہیں زیادہ فائدہ اٹھاتے ہیں بہ نسبت اس کے جو ہم اس کے انعکاس سے پاتے ہیں۔ اسی طرح سے قرآن مجید تمام کلاموں اور کتابوں سے اعلیٰ ہے۔ اس کے بعد دوسری الہامی کتابیں آتی ہیں [1] جو تمام دوسرے کلاموں اور کتابوں سے اعلیٰ ہیں کیونکہ وہ وحی پر مبنی ہیں۔ اگر تمام غیر قانونی لیکن عمدہ الفاظ' اقوال زریں اور حکیمانہ کہاوتیں جو انسانوں اور جنوں کے علم میں ہیں' اکٹھی کر دی جائیں' تو وہ قرآن مجید کے برابر نہیں ہو سکتیں۔

اگر آپ اس امر کے مفہوم کہ کس طرح قرآن مجید کا اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم اور ہر ایک نام کی سب سے بڑی سطح میں آغاز ہوا' جاننا چاہیں تو آیۃ الکرسی اور مندرجہ ذیل دوسری آیات کے عالمگیر اور بلند بیانات پر غور کریں:

> اللہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے' زندہ جاوید ہے' پوری کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے' اس کو نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے کون ہے۔ جو اس کے حضور اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے۔ وہ جانتا ہے اسے بھی جو بندوں کے سامنے ہے اور اسے بھی جو ان سے اوجھل ہے' وہ ذرا بھی اس کے علم میں سے احاطہ نہیں کر سکتے مگر جس قدر وہ چاہے۔ اس کی کرسی آسمانوں اور زمین پر حاوی ہے اور اس کو ان دونوں کی نگہبانی نہیں تھکاتی اور وہی ہے برتر اور عظیم
>
> (البقرۃ ۲:۲۵۵)

---

[1] الہامی کتب اور صحائف۔

اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں

(الانعام ۶:۵۹)

اے اللہ تعالیٰ! بادشاہی کے مالک

(آل عمران ۳:۲۶)

وہ رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے اور وہ اس کے پیچھے دوڑتی ہوئی
چلی آتی ہے

(الاعراف ۷:۵۴)

اے زمین! اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان! تھم جا

(ھود ۱۱: ۴۴)

ساتوں آسمان اور زمین اور وہ سب جو ان کے درمیان ہیں۔ اس کی
تسبیح کرتے ہیں

(بنی اسرائیل ۱۷:۴۴)

(اے انسانو!) تم سب کا پیدا کرنا اور دوبارہ اٹھانا نہیں ہے مگر ایسا
ہی جیسے ایک شخص کا۔

(لقمان ۳۱:۲۸)

بے شک ہم نے اس امانت کو آسمانوں کے زمین کے اور پہاڑوں
کے سامنے پیش کیا

(الاحزاب ۳۳:۷۲)

جس دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ دیں گے جیسے دفتر میں مکتوبات
سمیٹے جاتے ہیں

(الانبیاء ۲۱:۱۰۴)

یہ اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچان سکے جیسا کہ اس کو پہچاننے کا حق ہے جبکہ
اس کی شان یہ ہے کہ ساری کی ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں
ہو گی

(الزمر ۳۹:۶۷)

اگر کہیں ہم نے یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کیا ہوتا تو تم اسے ضرور

دیکھتے کہ وہ دبا جا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے پھٹ پڑتا ہے

(الحشر ۵۹:۲۱)

ان سورتوں کی ابتدائی آیات پر غور کیجئے جو الحمد للہ (تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں) یا تسبیح یعنی اللہ تعالیٰ کی حمد کرتی ہیں اور اس پر معنی آیت کو سمجھئے۔ ان سورتوں کی شروعات کو دیکھئے جو الـــم (الف لام میم)۔ الـرا (الف' لام' را) اور حـم (حا میم) سے شروع ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں قرآن مجید کی اہمیت کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔

اگر آپ اس چوتھے بنیادی اصول کے نمایاں اصول کو سمجھیں تو آپ مندرجہ ذیل امور سمجھتے ہیں:

- ☆ وحی اکثر انبیاء کے پاس ایک فرشتے کے ذریعے آئی۔ الہام زیادہ تر بغیر واسطے کے آیا۔
- ☆ سب سے بڑا ولی اللہ کسی نبی کے ذریعے تک نہیں پہنچ سکتا۔
- ☆ قرآن مجید کی اپنی شان' مقدس وقار اور عزت ہے جو اس کے اعلیٰ اعجاز کے مصادر ہیں۔
- ☆ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کے اعزاز سے نوازا گیا اور آسمانوں پر لے جایا گیا۔ وہ سدرۃ المنتھی [4] اور صرف دو کمانوں کے فاصلے تک پہنچے اور وہاں عظیم الشان ذات الٰہی سے التجا کی جو ہم سے ہماری شہ رگ سے زیادہ قریب ہے اور خاص وجوہات کی بنا پر آنکھ کے جھپکنے میں واپس تشریف لے آئے۔ جس طرح شق القمر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو ظاہر کرتے ہوئے آپ کی پیغمبری کا معجزہ تھا۔ اسی طرح معراج آپ کی اللہ تعالیٰ کے لئے عبادت اور بندگی کا معجزہ تھا جنوں اور انسانوں پر یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔

اے اللہ تعالیٰ! آپؐ پر اور آپؐ کی آل [5] پر درود و سلام بھیج جیسا کہ آپ کی شان اور ان کے درجے کے شایان شان ہے۔

[4] سدرۃ المنتھی سے مراد آخری حد ہے جہاں تک ایک فانی مخلوق' خواہ وہ کتنی ہی بڑی ہو' پہنچ سکتی ہے۔ دو کمانوں کے فاصلے سے مراد وہ قربت ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج شریف میں اللہ تعالیٰ تک پہنچنے میں حاصل کی، جسے کوئی دوسری فانی مخلوق حاصل نہیں کر سکتی۔

[5] رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل یا آپؐ کا خاندان: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' حضرت علیؓ' حضرت فاطمہؓ' حضرت حسنؓ' اور حضرت حسینؓ' جو اہل بیت (پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان یا گھر کے لوگ) کے نام سے مشہور ہیں۔ یہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات شامل نہیں ہیں۔

بیسواں لفظ

قرآن مجید: فصاحت اور سائنس

دو مراکز

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

پہلا مرکز: مندرجہ ذیل آیات پر غور کیجئے

"اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا"۔

(البقرۃ ۲:۳۴)

"بے شک اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو"۔

(البقرۃ ۲:۶۷)

"پھر ایسی نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی تمہارے دل پتھر ہو گئے گویا کہ وہ پتھر ہیں یا پتھر سے بھی زیادہ سخت"۔

(البقرۃ ۲:۷۴)

ایک دفعہ شیطان نے ان آیات کے بارے میں تین باتیں تجویز کیں:

تم کہتے ہو کہ قرآن مجید ہمیشہ کے لئے اور ہر ایک کے لئے لامحدود فصاحت اور ہدایت کا معجزہ ہے تو یہ کیوں بعض غیر اہم واقعات کو ایک قسم کے تاریخی طریقے سے استقلال سے دہراتا ہے جیسے گائے کا ذبح کرنا حتی کہ اس واقعہ کے بعد سب سے طویل سورۃ کا نام البقرہ بمعنی گائے رکھنا؟ فرشتوں کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا بھی ایک غیب کا واقعہ ہے اور عقل اسے سمجھ نہیں سکتی اسے صرف اسی وقت مانا اور سچ گردانا جا سکتا ہے جب کوئی

پختہ یقین رکھے اور پھر بھی قرآن ان تمام لوگوں سے خطاب کرتا ہے جو عقل اور ذہانت رکھتے ہیں اور بار بار ان کو تنبیہ کرتا ہے:

کیا وہ اپنی عقل استعمال نہیں کریں گے۔ مزید براں چٹانوں کی بعض فطری حالتوں کو زوردار طریقے سے بیان کر کے' جو کہ صرف اتفاق کا نتیجہ ہیں' کس قسم کی ہدایت مراد ہے؟

پہلا نقطہ

قرآن مجید میں بظاہر کئی بے وقعت واقعات ہیں جن میں سے ہر ایک میں ایک عالمگیر اصول چھپا ہوا ہے اور وہ ایک عام اصول کا اشارہ پیش کرتا ہے مثال کے طور پر۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے نام سکھائے

(البقرۃ ۲:۳۱)

بیان کرتا ہے کہ آدم علیہ السلام کو ان کی فرشتوں پر برتری ظاہر کرنے کے لئے انہیں زمین پر اللہ تعالیٰ کی خلافت یا نیابت عطا کرنے کی خاطر انہیں چیزوں کے نام بطور معجزہ سکھائے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے نام پر زمین کی حکمرانی۔

اگرچہ یہ ایک چھوٹا اور خاص واقعہ معلوم ہوتا ہے' یہ مندرجہ ذیل عالمگیر اصول کی طرف اشارہ کرتا ہے:

آدم علیہ السلام کی جامع فطرت کی وجہ سے' بنی نوع انسان کو معلومات کی بہت بڑی مقدار کائنات کے تمام پہلوؤں سے متعلق علوم اور خالق کی صفات اور افعال کے متعلق وسیع علم سکھایا گیا (یا اسے حاصل کرنے کے لئے قوت دی گئی)۔ اس تمام حقیقت نے بنی نوع انسان کو فرشتوں' آسمانوں' زمین اور پہاڑوں پر فوقیت دی کیونکہ صرف بنی نوع انسان ہی اس عظیم امانت کو اٹھا سکتا تھا۔ اسی طرح فرشتوں کا آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ ریز ہونا' شیطان کے انکار کے برعکس' پردہ غیب کا ایک چھوٹا اور خاص واقعہ ہے۔ تاہم یہ ایک سب سے زیادہ جامع اور عموماً ملاحظہ شدہ اصول ہے اور ایک سب سے زیادہ مکمل صداقت تجویز کرتا ہے: ان کی فرماں برداری اور تابعداری اور شیطان کے متکبرانہ انکار کا ذکر کر کے' قرآن مجید ظاہر کرتا ہے کہ کائنات میں سب سے زیادہ مادی مخلوقات اور ان کے روحانی نمائندے ہمارے زیرنگیں کئے گئے ہیں اور ہماری ضرورتوں اور خواہشات کو پورا کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔

علاوہ ازیں قرآن مجید ہمیں بری مخلوقات اور ان کے غیر مادی نمائندوں اور زمین کے شیطان صفت باسیوں کے متعلق تنبیہ کرتا ہے جو ہماری تکمیل کے لئے پوشیدہ قوت کو بگاڑتے ہیں اور ہمیں برے راستوں کی طرف ورغلاتے ہیں۔ یہ امر ہمیں ان خوفناک دشمنوں اور بری رکاوٹوں کی یاد دلاتا ہے جنہیں ہم تکمیل کی طرف ترقی کے راستے میں آمنے سامنے پاتے ہیں۔ اس طرح سے ایک اکیلے فرد (آدم) سے متعلق ایک خاص واقعے کو بیان کرتے وقت' معجزاتی اظہار کا قرآن تمام مخلوق اور انسانیت کے ساتھ ممتاز گفتگو رچاتا ہے۔

دوسرا نقطہ

اگرچہ سحارا ریگستان کا حصہ ہے' بابرکت دریائے نیل کے فیاض تحفوں نے مصر کو زرخیز اور قابل زراعت زمین بنا دیا ہے۔ ایسی بابرکت اور جنت نظیر اراضی کے جہنم آسا سحارا سے ملحق ہونے نے کاشت کاری اور زراعت کو خود مصریوں کی فطرت میں اتنا مستحکم کر دیا کہ زراعت مقدس ہو گئی اور گائیں اور بیل عبادت کی چیزیں بن گئیں۔ درحقیقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت کے مصری گائیوں اور بیلوں کی عبادت کرتے تھے جیسا کہ یہودیوں میں دیکھا جا سکتا ہے کہ توریت کی دوسری کتاب کے کئی سالوں بعد انہوں نے عبادت کے لئے ایک بچھڑا بنایا۔ قرآن مجید وضاحت کرتا ہے کہ ایک گائے کی قربانی کر کے اور اپنی پیغمبری کے ذریعے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ پختہ تصور ختم کر دیا۔ اس طرح سے یہ بظاہر غیر اہم واقعہ ایک ارفع اعجاز کے ساتھ ایک عالمگیر اصول کی طرف اشارہ کرتا ہے اور اسے ہر ایک وقت کے لئے اور ہر ایک شخص کے لئے بطور دانائی کے ایک سب سے ضروری سبق کے تفصیل سے بیان کرتا ہے۔

قیاس کے طور پر قرآن مجید میں تاریخی واقعات کے طور پر مذکور بعض چھوٹے واقعات عالمگیر اصولوں کے اشارے ہیں۔ 'لمعات' قرآن مجید کے اعجاز کے مقالے میں میں نے موسیٰ علیہ السلام کے قصے کے سات جملوں کو بطور امثلہ استعمال کیا ہے یہ وضاحت کرنے کے لئے کہ کس طرح ان خاص جملوں کے حصوں میں سے ہر ایک بامعنی عالمگیر اصول پر مشتمل ہے۔

تیسرا نقطہ

مندرجہ ذیل آیت کو ملاحظہ کیجئے:

"پھر ایسی نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی تمہارے دل سخت ہو گئے گویا
کہ وہ پتھر ہیں یا پتھر سے بھی زیادہ سخت اور بے شک پتھروں میں تو ایسے بھی

ہیں کہ جن میں سے نہریں پھوٹ بہتی ہیں اوران میں ایسے بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں اوران میں سے پانی نکلتا ہے اوران میں تو ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے گر پڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس سے جو تم کرتے ہو بے خبر نہیں ہے''۔

(البقرۃ ۲:۷۴)

اس آیت کو تلاوت کرتے ہوئے شیطان نے پوچھا:

کیوں' ہر ایک کو معلوم' چٹانوں کی خاص فطری حالتیں مذکور ہیں گویا کہ وہ سب سے زیادہ اہم مسائل میں سے ہیں؟

جواب میں قرآن مجید کی تعلیم وتربیت سے مندرجہ ذیل نکتہ نکلا:

ایسا کرنا مناسب ہے اوراس کی ضرورت ہے کیونکہ قرآن مجید کے معجزانہ اختصار اور روشن خیالی کے عطیہ کے ذریعے یہ معاملہ آسان اور مختصر کیا گیا ہے۔

اختصار قرآن مجید کے اعجاز کی ایک اساس ہے اور فیاض روشن خیالی اور وضاحت کی خوبصورتی اس کی رہنمائی کے حصے ہیں۔ یہ خوبیاں اس بات کی متقاضی ہیں کہ عالمگیر صداقتیں اور گہرے اور عام اصول عامتہ الناس کے سامنے' جو قرآن مجید کے سامعین کی اکثریت ہیں' سادہ اکثریت میں پیش کئے جائیں۔ جیسا کہ لوگوں کی اکثریت زیادہ غور وفکر کرنے والی نہیں ہے' اس کا تقاضا ہے کہ صرف ان صداقتوں اور اصولوں کے اشارے اور سادہ صورتیں دکھائی جائیں۔ مزید' تمام واقعات کی جن میں سے ہر ایک الہامی کاروائی ہے اور جس کا غیر معمولی کردار بے تکلفی میں لپٹا ہوتا ہے' مختصر طور پر نشان دہی کرنی چاہئے۔

چنانچہ اس لطیف حقیقت کی وجہ سے یہ آیت بتاتی ہے:

اے بنی اسرائیل اور بنی آدم' تمہارے دل کیوں چٹانوں سے زیادہ سخت اور زیادہ بے جان ہو گئے ہیں؟ وسیع زیر زمین پرت سے بنی ہوئی انہی سخت' زیادہ بے جان اور بڑی چٹانوں کو دیکھو' دیکھو وہ خدائی احکام کی کتنی فرماں بردار اور اطاعت گزار ہیں۔ وہ حاکم اعلیٰ کے احکام کی تعمیل کے لئے کس قدر تیار اور شگفتہ ہیں۔ یہ اتنا صحیح ہے کہ جس آسانی کے ساتھ ربانی حکمتیں درختوں کو بناتی ہیں' اسی تخلی آسانی' ترتیب اور مکمل دانائی کے ساتھ

وہ دیکھے جا سکتے ہیں' پانی ان کی طرف بغیر مزاحمت کے بہتا ہے بالکل اسی طرح جس طرح خون شریانوں میں گردش کرتا ہے اور سخت اور گونگی چٹانوں [15] میں سے اچھی طرح انتظام کردہ پانی کی نالیوں اور شریانوں میں سے پانی گردش کرتا ہے۔ جس طرح درخت اور پودے کی شاخیں آسانی سے پھیلتی ہیں' اسی طرح جڑوں کی نازک رگیں زمین کے اندر اسی آسانی سے اور چٹانوں کی مزاحمت کے بغیر پھیلتی ہیں۔

قرآن مجید اس طرف اشارہ کرتا ہے اور اسی آیت کے واسطے سے ایک جامع صداقت سکھاتا ہے۔ چنانچہ کنایۃً سنگدل لوگوں سے فرماتا ہے:

"اے بنی اسرائیل اور بنی آدم! تم کمزور اور بے بس ہو اور پھر بھی تم اپنے دلوں کو اتنا سخت بنا سکتے ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی مزاحمت کرتے ہیں۔ اندھیرے میں اور اللہ تعالیٰ کی مکمل فرماں برداری کے ساتھ سخت چٹانوں کے بڑے پرت اپنے لطیف کام مکمل طور پر سرانجام دیتے ہیں۔ وہ تمام زندہ مخلوقات کے لئے پانی کے مصدر اور زندگی کے دوسرے ذرائع کے طور پر اس طرح سے عمل کرتے ہیں اور اپنی درجہ بندی اور تقسیم کے ذرائع کے طور پر ایسی حکمت اور انصاف کے ساتھ کہ وہ شان والے حکیم یعنی اللہ تعالیٰ کی طاقت کے ہاتھ میں اتنے تغیر پذیر ہو جاتے ہیں جتنی کہ موم یا حتی کہ جتنی ہوا ہے۔ بغیر مزاحمت کے وہ اللہ تعالیٰ کی طاقت کی وسعت کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں تقریباً انہی اچھی طرح بندوبست کئے ہوئے وقوعوں اور دانش مندانہ اور کریمانہ رحمانی کارروائیوں کے لئے جو ہم سطح زمین پر دیکھتے ہیں کہ وہ زیر زمین ہوتے ہیں"۔

---

[15] صرف یہ مناسب ہے کہ قرآن کو تین اہم کاموں کی تشریح کرنی چاہئے کہ عالی شان خالق نے چٹان کے پرت کو سپرد کیا' عمدہ اور چلتی ہوئی جگہ کی بنیاد جسے ہم زمین کہتے ہیں۔

پہلا کام: جس طرح زمین عمل کرتی ہے' اللہ تعالیٰ کی طاقت سے اسی طرح زمین کی زرسری کے طور پر چٹانیں عمل کرتی ہیں اور اسے سرفراز کرتی ہیں۔

دوسرا کام: (ہمارے جسموں میں) خون کی گردش کی طرح وہ زمین کے جسم میں پانی کی گردش کو قرینے سے بجالاتی ہیں۔

تیسرا کام: چشموں اور دریاؤں' منابع اور بہاؤ کے اچھے انتظام کے توازن کے ساتھ وہ ظاہری صورت اور چلا رکھنے کے خزانچی کے طور پر عمل کرتی ہیں۔ چٹانوں کے چہرے یعنی سطح پر اللہ تعالیٰ کی توحید کی شہادتیں قلم بند کرتی اور بکھیرتی ہیں جو انہیں اپنی تمام قوت کے ساتھ بھرپور شکل میں پہنچنے کے لئے وقوع میں لاتی ہیں جو زندگی کی نوکری بجالاتا ہے۔

مزید برآں رحمانی حکمت اور شفقت وہاں زیادہ حیرتناک اور زیادہ حیرت انگیز طریقے میں صاف صاف دکھائے گئے ہیں بہ نسبت اس کے کہ وہ سطح زمین پر ہیں۔ غور کیجئے کہ سخت ترین اور بے حس ترین بڑی چٹانیں کائنات کی تخلیق اور تکمیل میں اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے کتنی ہیں اور خوش گوار پانیوں' نازک جڑوں اور ریشمیں رگوں کے سامنے کتنی غیر مزاحم اور لچکدار ہیں جو اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق عمل کرتی ہیں۔ ایک عاشق کی طرح' ان نازک اور خوبصورت چیزوں سے چھونے کے ساتھ چٹان اپنا دل پاش پاش کر دیتی ہے اور ان کے راستے میں نرم مٹی بن جاتی ہے۔

نیز آیت کے جملے "اور ان میں تو ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے گر پڑتے ہیں" کے ذریعے قرآن مجید ایک بہت بڑی سچائی کو ظاہر کرتا ہے: پہاڑ کے دامن میں کھڑے ہوئے' جب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی دید طلب کی' ربانی جلوے سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اس کی طرح اللہ تعالیٰ کے ہیبت ناک جلوے اور اسی طرح کے ارضیاتی واقعات کے ذریعے' چٹانیں چوٹی سے گرتی ہیں' جو عام طور پر گاڑھے سیال مادے سے بنے ہوئے بہت بڑے ایک ڈال کے پتھر ہوتے ہیں اور پاش پاش ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے کچھ ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں اور زرخیز مٹی بن جاتے ہیں۔ دوسرے ایسے ہی چٹانیں رہ جاتے ہیں اور نیچے وادیوں اور میدانوں میں بکھر جاتے ہیں۔

وہ زمین کے باسیوں کے کئی مقاصد پورا کرتے ہیں' جیسے ان کے گھروں میں ربانی طاقت اور حکمت کی مکمل فرماں برداری میں اور کئی خاص پوشیدہ مقاصد اور مفادات کے لئے' وہ ربانی حکمت کے اصولوں کے مطابق استعمال ہونے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

کیا فائدہ مندی سے یا بوجہ حادثہ یا اتفاق وہ چوٹی پر سے اپنے مقامات چھوڑ دیتے ہیں اور انکسار میں نچلی جگہیں چن لیتے ہیں اور ان پر معنی مفادات کے ذرائع بن جاتے ہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے جلال کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے واقعات حکمت و دانش والے رب کریم کی پر حکمت کارروائی سے ہوتے ہیں اور یہ کہ ایسے بظاہر بحرانی واقعات میں سطحی آنکھوں کو نہ دکھائی دینے والا ایک علم و عقل والا ضابطہ ہوتا ہے۔ ایسے مقاصد اور مفادات ان چٹانوں سے وابستہ ہیں اور مزین پھلوں اور پھولوں کے جواہرات سے گلکاری شدہ کپڑوں میں مکمل ترتیب اور عمدہ فنکاری سے پہاڑ جن کے ساتھ وہ لڑھکتی ہیں' ملبوس ہیں۔ اس طرح سے' حکمت کے نقطہ نظر سے آپ نے اس آیت کے تینوں

حصوں کی وقعت ملاحظہ کر لی ہے۔ قرآن مجید کے اظہار کا عمدہ طریقہ اور معجزاتی فصاحت دیکھئے کہ کس طرح یہ مندرجہ بالا جامع اور نمایاں صداقتوں کے اشاروں کے ذریعے وہ تینوں مشہور اور مشہود واقعات بتلاتا ہے۔

نیز تین اگلے واقعات کے انہی تین حصوں کی یاد دہانی سے' جن میں سے ایک سبق سیکھنے کا ایک ذریعہ ہے' یہ عمدہ رہنمائی پیش کرتا ہے اور اس طریقے سے روکتا ہے جس کی مزاحمت نہیں کی جا سکتی۔

مثال کے طور پر آیت کا دوسرا حصہ بتاتا ہے: اور ان میں سے ایسی بھی ہیں کہ جب وہ پھٹ جاتی ہیں تو ان میں سے پانی نکلتا ہے' مکمل سرگرمی سے پھٹی ہوئی چٹان کا حوالہ دینے سے' جب موسیٰ علیہ السلام نے اسے اپنے عصاء سے مارا اور بعد میں بارہ منابع سے بارہ چشمے پھوٹ نکلنے سے یہ مراد ہے

> ''اے بنی اسرائیل! ہیبت یا خوشی سے بڑی چٹانیں آنسو بن جاتی ہیں لیکن سرکش رہنے سے تم اتنے غیر منصف ہو جب تم نے موسیٰ علیہ السلام کے تمام معجزوں کی مخالفت کی۔ کیا تمہاری آنکھیں اتنی خشک ہو گئی ہیں اور تمہارے دل اتنے سخت ہیں؟''

آیت کے تیسرے حصے میں یہ کہا گیا ہے: ''اور ان میں سے ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے گر پڑتے ہیں'' پہاڑ کے ریزہ ریزہ ہونے کے مشہور واقعے اور اللہ تعالیٰ کے جلوے سے ہیبت سے چٹانوں کے لڑھکنے کو یاد کر کے جو طور پہاڑ پر واقع ہوا جب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی دید کے لئے دعا کی' یہ مندرجہ ذیل سبق دیتا ہے:

> ''اے موسیٰ علیہ السلام کی قوم! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔ تم دیکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کا اہم وعدہ لینے کے لئے تمہارے اوپر سینائی پہاڑ کو تھاما اور جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اللہ تعالیٰ کی دید کے لئے استدعاء کی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اس پر بھی تم اتنے دلیر ہو کہ تم اللہ تعالیٰ کے خوف سے نہیں کانپتے اور تم اپنے دلوں کو اتنے سخت اور بے حس رکھتے ہو''!

آیت کے پہلے حصے میں آیت بتلاتی ہے: ''ایسی چٹانیں ہیں جن سے نہریں نکلتی ہیں۔ نیل' دجلہ اور فرات کے ایسے دریاؤں کو جو پہاڑوں سے نکلتے ہیں' یاد کر کے یہ اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ کس طرح حیران کن اور معجزانہ طور پر چٹانیں تخلیق کے ربانی احکام کے سامنے حساس اور فرماں بردار

ہیں"۔ بیدار اور متوجہ دلوں کے لئے، اس سے مراد ہے۔

> پہاڑ ایسے بڑے بڑے دریاؤں کے حقیقی مصدر نہیں ہو سکتے کیونکہ خواہ وہ مکمل طور پر پانی سے بنے ہوں' وہ ایسے دریا کو چند ایک مہینوں کے لئے پانی مہیا کر سکتے ہیں۔ نیز بارش جو صرف چند ایک میٹر زمین کے اندر گھستی ہے' اس گراں خرچ کے لئے کافی آمدنی نہیں ہو سکتی۔ ان دریاؤں کے منابع اور بہاؤ کو کوئی معمولی سبب' قدرتی وجہ یا اتفاق واضح نہیں کر سکتا۔ سب سے زیادہ شان والا خالق اور واقعی حیران کن انداز میں ایک ان دیکھے خزانے سے انہیں بہنے کی صورت دیتا ہے۔

ایک حدیث [7] اس سے متعلق ہے: "ہر ایک منٹ میں جنت سے ایک قطرہ ان تینوں دریاؤں میں سے ہر ایک میں گرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کثرت سے بہتے ہیں"۔ ایک دوسری حدیث یہ بیان کرتی ہے: "ان تینوں دریاؤں کا مصدر جنت [8] میں ہے"۔

چونکہ طبعی اسباب ان کا بہاؤ پیدا نہیں کر سکتے' ان کے مصدر ضرور کسی مخفی دنیا میں ہوں گے یعنی ایک چھپے ہوئے رحمت کے خزانے میں تاکہ اندر آنے والے اور باہر جانے والے پانی کے درمیان توازن برقرار رکھا جائے۔ ان معانی کی طرف توجہ مبذول کرانے سے' قرآن مجید مندرجہ ذیل ہدایت دیتا ہے۔

> "اے بنی اسرائیل اور بنی آدم! تمہاری سنگدلی اور بے حسی تمہیں ایسے شان والے رب کے احکام کی نافرمانی کا سبب بنتے ہیں اور تمہاری عدم توجہی تمہیں ایسے ہمیشہ رہنے والے سورج کے علم کی روشنی کے سامنے آنکھیں بند کرنے کا باعث بنتی ہے۔ وہ نیل جیسے زبردست دریاؤں کو معمولی

---

[7] عربی کے لفظ حدیث' جس کا عام طور پر انگریزی میں ترجمہ' ٹراڈیشن (Tradition) کیا جاتا ہے' کے لغوی معنی خبر' کہانی' اطلاع یا گفتگو کے ہیں خواہ دینی ہو یا دنیوی' تاریخی ہو یا حالیہ۔ قرآن مجید میں یہ لفظ دینی (الزمر ۲۳:۳۹' القلم ۶۸:۴۴) دنیوی یا عام (الانعام ۶:۶۸) تاریخی۔ طٰہٰ ۹:۲۰) اور جاری یا بول چال والے (التحریم ۳:۶۶) سیاق و سباق ظاہر ہوتا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اس سے ملتے جلتے معنی میں استعمال کیا۔ مثال کے طور پر جب آپؐ نے فرمایا: بہترین حدیث قرآن مجید ہے (بخاری)۔ تاہم محدثین (احادیث کے علماء) کے مطابق' یہ کلمہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سند سے روایت کردہ بات' آپ کے اعمال' اقوال' آپ کی بن کہے تقریرات یا آپ کی طبعی صورت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

[8] مسلم اور ابن حنبل سے مروی۔

اور ٹھوس چٹانوں سے پھٹ بہنے اور مصر کی جنت میں تبدیل کرنے کا سبب بنتا ہے۔ کائنات کے دل اور زمین کے دماغ کے لئے وہ اپنی طاقت کے معجزے تخلیق کرتا ہے اور اپنی توحید کو اتنا مضبوط اور فرماروا دیکھتا ہے جیسا کہ ان دریاؤں کا پھٹ پڑنا اور بہنا اور انہیں جنوں اور انسانوں کے دلوں کی طرف بہانا ہے۔ مزید یہ کہ جب یہ شان والے خالق کو اس طرح دکھاتا ہے جس طرح سورج کی روشنی سورج کو دکھاتی ہے جو کہ رب تعالیٰ کچھ سخت اور بے حس چٹانوں کو اپنی طاقت کے معجزوں کی چیزیں ایک ایسے حیران کن انداز (9) میں بناتا ہے تو یہ کس طرح ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی روشنی کے سامنے اندھے ہو اور صداقت کو نہیں دیکھتے؟"

دیکھئے کتنی فصاحت سے قرآن مجید نے یہ صداقتیں بیان کر دیں۔ اس رہنمائی کی فصاحت ملاحظہ کیجئے۔ میں حیران ہوں کہ دل کی کیا سختی اور احساس کی کمی اس کی حرارت سے نہیں پگھل سکتی۔

تعریف آپ کی ہے ہمیں علم نہیں سوائے اس کے جو آپ نے ہمیں سکھایا ہے۔ یقیناً آپ اے اللہ تعالیٰ! سب سے زیادہ علیم اور حکیم ہیں۔ ہمیں قرآن مجید کے اسرار سمجھنے کے قابل بنا جیسا کہ آپ پسند کرتے اور منظور کرتے ہیں اور اس کی خدمت کے لئے ہمیں کامیابی عنایت فرما اپنی رحمت کے ذریعے اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔ آمین! اے اللہ تعالیٰ! ان پر جن کی طرف آپ نے حکمت والا قرآن مجید بھیجا' ان کی آل اور ان کے اصحاب پر درود و سلام بھیج۔

(9) دریائے نیل کی بڑی شاخوں میں سے ایک جو چاند کے پہاڑوں میں سے نکلتی ہے۔ دریائے دجلہ کی بڑی شاخ ترکی کے ایک غار میں سے نکلتی ہے اور دریائے فرات کے بڑے معاونوں میں سے ایک دیاون کے پہاڑ کے دامن سے نکلتا ہے۔ سائنسی طور پر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ پہاڑ سیال مادے کو ٹھوس بنائی ہوئی چٹانیں ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمدوں میں سے ایک۔ تعریف ہے اس اللہ تعالیٰ کی جس نے سطح ارض کو ٹھوس بنائے گئے مائع پر بچھایا۔ اس امر کی تصدیق کرتی ہے کہ زمین کی اصل ساخت اس طرح ہے:

کچھ مائع مادہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ٹھوس بن گیا اور چٹان ہو گیا اور پھر چٹان سطح ارض بن گئی۔ دوسرے الفاظ میں' مائع مادہ اتنا نرم تھا کہ وہ بیٹھ گیا اور چٹان اتنی سخت تھی کہ اس سے فائدہ نہ اٹھایا جا سکتا تھا۔ اس لئے سب سے زیادہ حکمت والے اور شفقت والے نے سطح ارض کو چٹان پر پھیلا دیا اور ذی جان یعنی زندہ مخلوقات کے لئے اسے رہائش کی جگہ بنا دی۔

دوسرا مرکز

(قرآن مجید کے اعجاز کی روشنی جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کے واسطے سے چمکتی ہے) دونوں سوالوں اور اختتام پر ان کے جوابات ملاحظہ کیجئے۔

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

"تازہ یا گلی سڑی' نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز ایسی ہے جو روشن کتاب میں درج نہیں"۔

(الانعام ۶:۵۹)

کئی سال پہلے اپنے مقالے بعنوان۔"اعجاز کے اشارات" میں میں نے اس آیت میں عربی زبان کے ایک معنی پر بحث کی۔ (۱۰) اب میرے دو مسلمان بھائیوں نے جن کی خواہشات میرے لئے اہم ہیں' اس بحث کی ترکی زبان' میں تشریح کے لئے کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت پر بھروسہ کرتے ہوئے اور جو قرآن مجید کی تعلیم و تربیت پر مبنی ہے' میں مندرجہ ذیل حصہ تحریر کرتا ہوں۔

ایک تعبیر کے مطابق روشن کتاب قرآن مجید ہے۔ یہ آیت بیان کرتی ہے کہ ہر ایک چیز اس میں پائی جاتی ہے۔ یہ سچ ہے۔ تاہم ہمیں ضرور سمجھ لینا چاہئے کہ چیزیں مختلف سطحوں پر پائی جاتی ہیں۔ وہ بطور بیج' جوہری مراکز اور گوشواروں کے طور پر اور واضح طور پر یا ضمناً' مبہم طور پر یا معنی خیز طور پر پیش کی جاتی ہیں۔

موقع و محل پر انحصار کرتے ہوئے ایک صورت کو قرآن مجید کے مقاصد کو بہترین طور پر پہنچانے کے لئے اور سیاق و سباق کو پورا کرنے کے لئے ترجیح دی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر سائنس اور انڈسٹری میں ترقی کا نتیجہ ہوائی جہازوں' بجلی' موٹر سے چلنے والی ٹرانسپورٹ اور ریڈیو اور ٹیلی کمیونی کیشن کی شکل میں ہوا ہے۔ ہماری روزمرہ زندگیوں میں ایسی چیزیں نمایاں ہیں۔ چونکہ قرآن مجید (تمام وقتوں میں) انسانوں سے خطاب کرتا ہے۔ یہ ان بالیدگیوں کو نظر انداز نہیں کرتا۔ یہ ان کو انبیاء کے معجزوں کے ذریعے اور خاص تاریخی واقعات کے تعلق سے ظاہر کرتا ہے۔

"لمبے گڑھے والے ہلاک کر دیئے گئے جس میں خوب دہکتی ہوئی آگ (بھری ہوتی تھی) جبکہ وہ اس کے گرد بیٹھے ہوئے تھے اور وہ مومنوں کے ساتھ جو کچھ کر رہے تھے' خود دیکھ رہے تھے"۔ (۱۱)

(البروج ۸۵:۴ تا ۸)

---

(۱۰) اشارات الاعجاز (اعجاز کے اشارات): سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرۃ کی ابتدائی میں آیات کی تفسیر۔

(۱۱) یہ آیات ریل گاڑی کی طرف اشارہ کرتی ہیں جس نے کافروں کو جنہوں نے مسلم دنیا کو اپنے کنٹرول میں کیا' بہت فائدہ دیا۔

"ایک بھری ہوئی کشتی میں اور ہم نے ان کے لئے اس جیسی اور چیزیں جن پر وہ سوار ہوتے تھے پیدا کیں"۔

(یاسین ۳۶:۴۱تا۴۲)

ایسی آیات ریل گاڑیوں کی نشان دہی کرتی ہیں جبکہ مندرجہ ذیل آیت' منجملہ دیگر معنوں اور مفہوم کے' بجلی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہو جس میں چراغ رکھا ہوا ہے۔ یہ چراغ ایک فانوس میں ہو اور یہ فانوس ایسا ہو جیسے موتی کی طرح چمکتا ہوا ایک ستارہ جو زیتون کے مبارک تیل سے روشن کیا جاتا ہو جو نہ شرقی ہے اور نہ غربی۔ قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے خواہ اسے آگ نہ چھوئے۔ روشنی پر روشنی [12] اللہ جسے چاہے اپنے نور کی رہنمائی عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ یہ مثالیں لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

(النور۲۴:۳۵)

چونکہ کئی لوگوں نے دوسری قسم کی ان آیات کا تجزیہ کیا ہے جو تاریخی واقعات کے ساتھ جدید ٹیکنالوجی کی طرف اشارہ کرتی ہیں او چونکہ وہ بہت احتیاط اور مفصل تشریح کی متقاضی ہیں اور وہ تعداد میں بہت زیادہ ہیں' میں اپنے آپ کو ریل گاڑیوں اور بجلی کی طرف اشارہ کرنے والی آیات تک محدود رکھوں گا جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کی قرآنی سرگزشت میں نظر آتے ہیں۔

تعارف

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو روحانی اور اخلاقی ترقی کے رہنماؤں اور ہراول دستے کے طور پر بھیجا اور اس طرح سے انہیں خاص نادر اشیاء اور معجزات عنایت فرمائے اور انہیں بنی نوع انسان کی مادی ترقی کے معلم اور پیشرو بنایا۔ وہ لوگوں کو ان کی مطلق پیروی کا حکم دیتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روحانی اور اخلاقی کمالات بیان کر کے قرآن مجید لوگوں کو ان سے مستفید ہونے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ ان کے معجزات کو پیش کر کے یہ لوگوں کو ان کے

[12] مرکبات ناقصہ: جس کا تیل تقریباً جل اٹھے گا (از خود) اگرچہ اسے آگ نے نہیں چھوا۔ نور علیٰ نور اشارے کو واضح تر کرتا ہے

واسطے سے اسی طرح کی کوئی چیز حاصل کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ روحانی اور اخلاقی مہارت کی طرح' مادی استعداد اور عجائبات بنی نوع انسان کو پیغمبرانہ معجزات کے ذریعے پہلے دیئے گئے۔ مثال کے طور پر حضرت نوح علیہ السلام جنہوں نے جہاز بنائے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے گھڑیال بنائے۔ چنانچہ جہاز اور گھڑیال پہلے پیغمبرانہ معجزات کے طور پر عطا کئے گئے۔ یہ اس حقیقت کی طرف ایک پرمعنی اشارہ ہے کہ پیشہ ور لوگوں کی اتنی انجمنیں اپنے پیشے کا ایک نبی کو سرپرست یا موجد سمجھتی ہیں۔ مثال کے طور پر ملاح یا جہاز ران حضرت نوح علیہ السلام کو' گھڑی ساز حضرت یوسف علیہ السلام کو اور درزی حضرت ادریس علیہ السلام کو اپنے اپنے پیشے کا بالترتیب موجد سمجھتے ہیں۔

چونکہ صداقت کے متلاشی علماء اور فصاحت و بلاغت کا علم اس بات پر متفق ہیں کہ قرآنی آیت میں رہنمائی اور ہدایت ہے' اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انبیاء کے معجزات سے متعلق آیات کو جو کہ تمام آیات میں سب سے زیادہ شاندار اور چمکدار ہیں' محض تاریخی واقعات کی آیات نہیں سمجھنا چاہئے۔ بلکہ وہ رہنمائی کے متعدد اشارات پر مشتمل ہیں۔ ان معجزات کو بیان کر کے قرآن مجید سائنسی اور ٹیکنالوجی کی بالیدگیوں کی آخری منزل دکھاتا ہے اور ان کے آخری مقاصد کی تخصیص کرتا ہے' جس کی طرف یہ بنی نوع انسان کو ترغیب دیتا ہے۔ جس طرح ماضی مستقبل کے بیجوں کے لئے کھیت ہے اور آئینہ اس کی خوابیدہ قوت کی تصویر اسی طرح سے مستقبل ماضی کی زندگی کی فصل کاٹنے کا وقت اور آئینہ صحیح موقع کے لئے بہت ساری مثالوں میں سے میں صرف چند ایک کی طرف اشارہ کروں گا۔

آیت:

> ''ہم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا تھا۔
> اس کا صبح کو چلنا ایک ماہ (کی راہ) تک تھا اور اس کا شام کے وقت چلنا ایک
> ماہ (کی راہ) تک تھا''۔
>
> (سورۃ سباء ۳۴:۱۲)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی ہوا پر حکومت کو بیان کرتی ہے: حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا میں اڑ کر دو ماہ کی مسافت دو جستوں میں طے کر لی۔ یہ بات سمجھاتی ہے کہ بنی نوع انسان کے امکان میں ہے اور اسے چاہئے کہ ہوا میں سفر کرنے کی سعی کرے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے:

> ''میرے بندوں میں سے ایک نے اپنی جنسی خواہشات کی پیروی
> نہیں کی اور میں نے اسے ہوا پر سوار کر دیا۔ اگر تم غفلت ترک کر دو اور بعض
> قوانین سے مناسب طور پر فائدہ اٹھاؤ' تم بھی ہوا پر سوار ہو سکتے ہو''

آیت:

اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا تو ہم نے کہا:

''اپنے عصا کو اس چٹان پر مارو سو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے تو ہر قبیلے نے اپنا اپنا گھاٹ جان لیا''۔

(البقرۃ ۲:۶۰)

اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ سادہ آلات رحمت کے چھپے ہوئے خزانے کھول سکتے ہیں۔اس معنی کے ذریعے یہ آیت ہمیں ان خزانوں کو تلاش کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔اس آیت کے ذریعے اللہ تعالیٰ خیال دلاتا ہے: ''میرے ایک بندے نے مجھ پر انحصار کیا چنانچہ میں نے اسے ایک عصا دیا جو زندگی کے لئے پانی کھینچتا ہے جہاں سے بھی وہ چاہتا ہے اگر تم میری رحمت کے قوانین پر انحصار کرو تو تم بھی ایسی تدبیر حاصل کر سکتے ہو''۔ جدید سائنس دانوں نے سطح زمین کے نیچے کے پانی کو اوپر لانے کے کئی آلات ایجاد کئے ہیں۔یہ آیت مزید منزلوں کی طرف نشان دہی کرتی ہے بالکل اسی طرح جیسے کہ پہلے لوگوں نے آج کے ہوائی جہاز سے کہیں بڑھ کر مہارتیں لکھیں۔

آیت:

''میں مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کرتا ہوں اور مردوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ کرتا ہوں''۔

(آل عمران ۳:۴۹)

جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس معجزے سے متعلق ہے' اشارہ کرتی ہے اور بڑی اونچی سطح پر تندرست کرنے کی حوصلہ افزائی کرتی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا کیا گیا۔اس آیت سے اللہ تعالیٰ کی مراد ہے:

میں نے اپنے بندے کو دو چیزیں عنایت کیں جس نے میری خاطر دنیا ترک دی۔

روحانی بیماریوں کا علاج اور طبعی مرض کا مداوا، رہنمائی کی روشنی کے ذریعے مردہ دلوں کو زندہ کر دیا گیا اور بیمار لوگوں نے جو کہ گویا مردہ تھے' ان کے سانس یا پھونک اور علاج کے ذریعے صحت پائی۔تم تمام بیماریوں کا علاج فطرت میں میری دوا سازی کی تجربہ گاہ میں پا سکتے ہو جہاں میں نے ہر ایک چیز کے ساتھ کئی اہم مقاصد وابستہ کر دیئے ہیں' کام کرو اور اسے پالو۔

یہ آیت میڈیکل بالیدگی کے آخری نقطے کو عیاں کرتی ہے جو کہ موجودہ سطح سے کہیں آگے ہے اور ہمیں اس کی طرف ترغیب دیتی ہے۔

مندرجہ ذیل آیات

ہم نے اس (داؤد علیہ السلام) کے لئے لوہا نرم کر دیا تھا

(سباء ۳۴:۱۰)

اور ہم نے اسے (یعنی داؤد علیہ السلام کو) حکمت اور فیصلہ کن بات کہنے کی صلاحیت عطا کی تھی۔

(ص ۳۸:۲۰)

اور ہم نے ان (سلیمان علیہ السلام) کے لئے تانبے کا چشمہ بہادیا

(سباء ۳۴:۱۲)

ظاہر کرتی ہیں لوہے کو نرم کرنا اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ مہربانیوں میں سے ایک ہے' یعنی وہ جس کے واسطے سے وہ ایک بڑے نبی کی خوبی ظاہر کرتا ہے۔ لوہے کو نرم کرنا' تانبے کو پگھلانا اور معدنیات کو نکالنا تمام مادی صنعتوں کا مآخذ' مصدر اور بنیاد ہے۔ یہ آیات بیان کرتی ہیں کہ یہ دو طریقے دو مہربانیاں تھیں جو دو بڑے پیغمبروں کو عطا کی گئیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق حکمرانی کی اور سب سے زیادہ عام صنعتوں کے ذرائع ہیں۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کو جو کہ ایک روحانی اور سیاسی رہنما بھی ہے' دانش مندانہ گفتگو' ہنر مندی اور صنعت سے نوازا ہے' اس لئے وہ لوگوں کو دانائی سے بات کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور کاریگری اور صنعت کی طرف ان کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ ان آیات کی رو سے اللہ تعالیٰ یہ خیال دلاتا ہے:

''میں نے اپنے بندے کو' جس نے مکمل صراحت کے ساتھ فیصلہ کرنے' تمام چیزوں کے درمیان امتیاز کرنے اور حق کو شناخت کرنے کے لئے میرے دینی احکام کی فرماں برداری کی' زبان اور دل کی دانائی دی۔ میں نے اس کو ایسی مہارت عطا کی ہے کہ وہ لوہے کو کسی بھی سانچے میں ڈھال سکتا ہے اور پھر وہ اسے اپنی حکومت کے لئے طاقت کے اہم وسیلے کے طور پر استعمال کر سکتا ہے۔ چونکہ یہ ممکن ہے اور چونکہ لوہا تمہاری زندگی میں' جو اس کی متقاضی ہے' بڑی اہمیت رکھتا ہے' تو ایسی دانائی اور مہارت تمہیں عطا کی جائے گی اگر تم میرے تخلیق کے احکام اور فطرت کے قوانین کی پیروی کرو۔

> لوہے کو نرم کرنے اور تانبے کو پگھلانے سے بنی نوع انسان نے عظیم صنعتی ترقی اور مادی قوت حاصل کی ہے۔ یہ آیات ہماری توجہ کو اس حقیقت کی طرف مبذول کرتی ہیں جس طرح انہوں نے پہلی قوموں کو تنبیہ کی جنہوں نے اس کی اہمیت کی قدر نہ کی۔ اسی طرح وہ آج کی غافل قوم کو تنبیہ کرتی ہیں۔

یہ آیت:

> اس شخص نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہا کہ میں وہ تخت آپ کے پاس لے آتا ہوں اس سے پہلے کہ آپ کی پلک جھپکے۔ چنانچہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا۔
>
> (النمل ۲۷:۴۰)

ملکہ سبا کے تخت کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں لانے کے عجیب وغریب واقعے کو بیان کرتی ہے۔ یہ واقعہ بتاتا ہے کہ چیزوں کو جسمانی طور پر یا ان کی شبیہوں میں لمبے فاصلوں سے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جا سکتا ہے۔

اس کا مطلب ہے کہ اگر ہم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں اور اپنی امکانی قوت کی زبان میں اس سے استدعاء کریں جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی معصومیت کی زبان میں کیا اور اگر ہمارے اعمال کائنات میں اس کے قوانین کے مطابق ہوں اور اس کے مطابق ہوں جو اس کی مہربانی کو لبھائیں' تو دنیا ہمارے لئے ایک قصبے کی مانند ہو جائے گی۔ ملکہ (سبا) کا تخت یمن میں تھا' تاہم یہ جسمانی طور پر شبیہ کے طور پر دمشق میں دیکھا گیا جیسا کہ اس کے اردگرد کے لوگوں کی صورتیں تھیں جن کو دیکھا اور سنا جا سکتا تھا۔

یہ آیت صورتوں کی منتقلی اور آوازوں کی طویل فاصلوں تک ترسیل کی طرف اشارہ کرتی ہے۔
نتیجہ کے طور پر یہ بتلاتی ہے:

اے حکمرانو! اگر تم مکمل انصاف وجود میں لانے کی خواہش رکھتے ہو' تو تفصیل کے ساتھ اپنی سلطنت کو دیکھنے اور جاننے کی کوشش کرو' جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کیا۔ صرف ایسی سطح تک بلند ہونے سے ایک انصاف پسند حکمران' جو اپنی رعایا کو عزیز رکھتا ہے' قابل مواخذہ گردانے جانے سے بچ سکتا ہے۔ صرف اسی طریقے سے وہ مکمل انصاف کو بروئے کار لا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس سے یہ مراد ہے:

اے بنی نوع انسان! میں نے اپنے بندے کو وسیع سلطنت عطا کی تا کہ وہ اس پوری سلطنت میں مکمل انصاف نافذ کر سکے۔ میں نے اس کو یہ معلوم کرنے کی اجازت دی کہ جو کچھ اس میں وقوع پذیر ہو رہا ہے اسے جانے۔ چونکہ میں نے ہر شخص کو ایسی استطاعت کے ساتھ پیدا کیا ہے کہ وہ احکام کے مطابق حکمرانی کرے۔ میں نے اسے اپنی حکمت کے تقاضے کے طور پر ایسی طاقت دی ہے کہ وہ زمین کی سطح کو بڑے غور سے دیکھے اور جو کچھ بھی اس میں ہے' اسے سمجھے۔ اگر ہر شخص اس نقطے تک نہیں پہنچ سکتا' تو بنی نوع انسان بطور ایک جنس اس کو سمجھ لے' اگر وہ اسے طبعی طور پر نہ حاصل کر سکیں تو وہ اولیاء اللہ کی طرح اسے روحانی طور پر کر سکتے ہیں' اس لئے تم اس بڑی نعمت سے استفادہ کر سکتے ہو۔ آؤ مجھے تم کو اس کو کرتے ہوئے دیکھنے دو۔ اپنی عبادت کے فرائض پورے کرو۔ اس طریقے سے کوشش کرو کہ تم سطح زمین کو ایک باغ میں تبدیل کر دو' جس کا ہر ایک حصہ تم دیکھ سکو اور اس کے ہر کونے کی آواز کو تم سن سکو۔ سب سے رحمان و رحیم کے فیصلے پر غور کرو:

وہی تو ہے جس نے زمین کو تمہاری خاطر تمہارے تابع کر دیا ہے سو اس کے راستوں پر چلو پھرو اور اللہ تعالیٰ کا رزق کھاؤ اور اسی کے حضور تمہیں دوبارہ اٹھ کر جانا ہے۔

(الملک ۶۷:۱۰)

اس طرح سے مذکورہ بالا آیت شبیہوں اور آوازوں کے ابلاغ میں آخری نقطے کی نشاندہی کرتی ہے جو کہ جدید ترین اور سب سے زیادہ اہم سائنس اور ٹیکنالوجی کی بالیدگیوں کو وجود بخشتی ہے اور بنی نوع انسان کو اس بعید ترین نقطے کی طرف جانے کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

یہ آیات

اور کچھ دوسرے بھی جو بیڑیوں میں جکڑے رہتے ہیں۔

(ص ۳۸:۳۸)

اور (مسخر کر دیئے تھے اس کے لئے) شیطانوں میں سے ایسے جو اس کے لئے غوطے لگاتے تھے اور بہت سے کام کرتے تھے۔

(الانبیاء ۲۱:۸۲)

بیان کرتی ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں' شیطانوں اور بدروحوں کو اپنا تابع بنایا۔ اس نے ان کی بدی کو روکا اور انہیں سودمند کاموں کے لئے استعمال کیا۔ دوسرے لفظوں میں:

جن' جو بنی نوع انسان کے بعد باخبر مخلوق اور زمین کے سب سے زیادہ اہم باسی ہیں' ہماری خدمت کر سکتے ہیں اور ان سے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔ شیطانوں سے بھی ارادۃً یا غیر ارادی طور پر خدمت لی جا سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے اس بندے کی اطاعت کرائی ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کی ہے۔ یہ آیات مندرجہ ذیل پر دلالت کرتی ہیں:

''اے بنی نوع انسان! میں نے جنوں اور شیطانوں کو بشمول ان کے سب سے زیادہ برے افراد' اس بندے کی اطاعت کروائی ہے جس نے میری فرماں برداری کی ہے۔ اگر تم میرے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دو' جنوں اور شیطانوں سمیت' سب سے زیادہ مخلوق تمہاری محکومی میں آ جائے گی''

یہ آیات پراسرار یا ماورالطبیعاتی سائنسوں میں جو کہ ماوراء الطبیعاتی واقعات سے بحث کرتی ہیں' سب سے اونچے نقطے کی نشان دہی کرتی ہیں جو آرٹ اور سائنس کا آمیزہ اور غیر معمولی مادہ اور روحانی حساسیت ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ ہمیں قرآن مجید کے ذریعے ایسی مخلوقات کو محکوم کرنے اور کام میں لگانے کی ترغیب دیتے ہیں تاکہ ہم ان کے شر سے محفوظ ہوں۔

یہ اور اس جیسی دوسری آیات جیسے

''ہم نے اس (مریم علیہا السلام) کی طرف اپنا فرشتہ بھیجا اور وہ اس کے سامنے پورا آدمی بن کر نمودار ہوا''۔

(مریم ۱۹:۱۷)

اس بات کا اشارہ دیتی ہیں کہ روحانی مخلوق از قسم بھوت پریت قابل مشاہدہ صورت اختیار کر سکتی ہیں لیکن قرآن مجید جدید سحر کاری کی طرف اشارہ نہیں کرتا' جس میں کچھ مہذب لوگ مردوں کی روحوں سے رابطہ کرنے کی کوشش کی مشق کرتے ہیں' کیونکہ حقیقت میں' مردہ اشخاص کی طرح نقاب پوشوں کا رقص کرتی ہوئی بدروحیں ہیں۔ بلکہ یہ محی الدین ابن عربی کی طرح خاص بزرگوں کو معلوم حالت ہے' جو خواہش کرنے پر' اچھی روح سے بات چیت کر سکتے تھے۔ ان سے رابطہ کر کے ان کے ساتھ تعلقات قائم کر سکتے تھے۔ ان کے ٹھکانوں پر جا کر اور ان کے ماحول سے نزدیک ہو کر یہ ان کی روحانیت سے فائدہ اٹھا سکتے تھے۔

یہ آیات

ہم نے اس کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کر رکھا تھا جو شام کے وقت اور صبح کے وقت تسبیح کرتے تھے۔

(مریم ۳۸:۱۸)

(اور حکم دیا تھا) اے پہاڑو! تسبیح و مناجات میں اس کا ساتھ دو اور پرندوں کو بھی (یہی حکم دیا تھا)۔

(سباء ۳۴:۱۰)

(اے لوگو!) ہمیں پرندوں کی بولیاں سکھائی گئی ہیں۔

(النمل ۲۷:۱۶)

جو حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں ہیں' اشارہ کرتی ہیں کہ اللہ تعالٰی نے حضرت داؤد علیہ السلام کی شان کو ایسی قوت اور ایسی گونج پیدا کرنے والی اور خوش کن آواز عطا فرمائی کہ وہ پہاڑوں کو پرلے درجے کی خوشی میں لے آتی۔ ایک بہت بڑے آواز کے نظام کی طرح' ہر ایک پہاڑ بڑے صداکار۔ حضرت داؤد علیہ السلام۔ کے گرد ایک دائرہ بنالیتا اور ان کی شانوں کو دہراتا۔ یہ ایک حقیقت ہے کیونکہ ہر ایک پہاڑ مع اپنے غاروں کے طوطے کی طرح بول سکتا ہے اگر آپ پہاڑ کے سامنے اعلان کریں ''تمام تعریف اللہ تعالٰی کے لئے ہے'' پہاڑ اس آواز کی ہو بہو نقل واپس بولے گا۔ چونکہ اللہ تعالٰی نے پہاڑوں کو یہ قابلیت عطا کی ہے' اسے نشوونما دی جاسکتی ہے۔

اللہ تعالٰی نے استثنائی کی صورت میں حضرت داؤد علیہ السلام کو پیغمبری اور خلافت دونوں عنایت فرمائیں۔ چنانچہ اللہ تعالٰی نے قابلیت کے اس بیج کو جامع پیغمبری اور شان و شوکت والی بادشاہت کے ساتھ' بطور معجزہ' پھلنے پھولنے کا ایسا موقعہ عطا فرمایا کہ بڑے بڑے پہاڑ سپاہیوں' طالب علموں اور شاگردوں کی طرح ان کے پیچھے پیچھے چلتے تھے۔ ان کی زیر ہدایت اور ان کی زبان میں' وہ عظیم خالق کی حمد کرتے اور جو کچھ حضرت داؤد علیہ السلام کہتے' اس کا اعادہ کرتے تھے۔

موجودہ وقت میں ذرائع نشر و اشاعت میں ترقی کی وجہ سے ایک بڑا سپہ سالار اپنی ہدایت مثلاً اللہ سب سے بڑا ہے۔ کا ایک ہی وقت میں اعلان کرنے کے لئے اپنی بڑی فوج کو پہاڑوں کے ذریعے پھیلا کر رکھ سکتا ہے اور پہاڑوں کے ذریعے اپنے الفاظ کو ان کی مدد سے دہرا سکتا اور بول سکتا ہے۔ اگر ایک معمولی سپہ سالار یہ کام کر سکتا ہے تو اللہ تعالٰی کا شان و شوکت والا سپہ سالار سچ مچ ان سے اللہ کی تعریفیں کروا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں ہر ایک پہاڑ ایک مجموعی شخصیت اور قانونی شناخت رکھتا ہے

اور تعریفیں اور عبادت کرتا ہے جو اس کی اپنی ذات کے حوالے سے فقید المثال ہوتی ہیں۔ جس طرح صدائے بازگشت کے واسطے سے ہر ایک بنی نوع انسان کی زبان میں حمد و ثناء کرتا ہے' یہ بھی عظیم خالق کی حمد و ثناء اپنی خاص زبان میں کرتا ہے۔

یہ آیات

''ہمیں پرندوں کی بولیاں سکھائی گئی ہیں''۔

(النمل ۲۷:۱۶)

''اور پرندے سمٹ آتے تھے''

(ص ۳۸:۱۹)

نشان دہی کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کو پرندوں کی زبانوں کا علم اور قابلیتوں کی زبانوں کا (کہ کس طرح وہ فائدہ مند ہو سکتی ہیں) علم عطا فرمایا۔ یہ دے کر اور یہ کہ زمین سب سے زیادہ رحمان و رحیم کا بھرا ہوا دستر خوان ہے جو ہمارے اعزاز میں لگایا گیا ہے' بہت سے جانور اور پرندے جو اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ہماری خدمت کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے چھوٹے پرندوں کو اپنے خاص الہام کی ہدایت کے ذریعے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچانے کے لئے بطور شہد کی مکھیوں اور ریشم کے کیڑوں کے استعمال کرتا ہے۔ ہمیں کبوتروں کو استعمال کرنے اور خاص پرندوں جیسے طوطے کو باتیں کرنے کے قابل بنانے سے' اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے تمدن کی خوبصورتی میں اضافہ کیا ہے۔

اگر ہم دوسرے پرندوں اور جانوروں کو استعمال کرنا دریافت کر لیں' جانوروں کی کئی جنسوں کو اہم کاموں پر لگا سکتے ہیں۔ اسی طرح جس طرح کے پالتو جانور ہیں۔ مثال کے طور پر اگر ٹڈی دل کو تباہ کرنے والے تلیروں کی زبانیں معلوم ہوتیں اور ان کی حرکات کو ضبط کیا جا سکتا تو انہیں ٹڈی دل کے طاعون کے خلاف استعمال کیا جا سکتا۔ یہ کتنی قیمتی مفت کی خدمت ہوتی! چنانچہ مذکورہ بالا آیات پرندوں کو محکوم کرنے اور ان سے فائدہ اٹھانے اور بے جان مخلوقات کو ٹیلی فون کی طرح بات کرنے کا آخری نقطہ ظاہر کرتی ہیں۔ اس میدان میں بعید ترین مقصد کو مختص کرنے سے یہ آیات بنی نوع انسان کو اس کی طرف ترغیب دیتی ہیں۔

انہی آیات سے اللہ تعالیٰ مندرجہ ذیل نشان دہی کرتا ہے۔

تاکہ اس کی معصومیت بطور ایک پیغمبر اور اس کے عدل بطور ایک مقتدر اعلیٰ مجروح نہ ہو۔ میں نے تمہارے انسان میں سے ایک کے جو کلی طور

پر میرے تابع تھا' اپنی سلطنت میں سے بڑی بڑی مخلوقات کو تابع کیا اور ان کو بات چیت کرنے والا بنایا۔ میں نے اپنے زیادہ گروہوں اور جانوروں کو اس کی خدمت میں لگایا۔ میں نے تم میں سے ہر ایک کو عظیم ترین امانت (10) سونپی جس کو آسمانوں' زمین اور پہاڑوں نے اٹھانے سے انکار کر دیا اور تمہیں اپنے احکام کے مطابق زمین پر حکمرانی کرنے کی قوت بخشی۔ اس لئے تم کو اس کے آگے سر تسلیم خم کرنا چاہیے جس کے ہاتھوں میں تمام مخلوقات کی باگ دوڑ ہے۔ یہ امر اس کی سلطنت کی مخلوقات کو تمہارے زیر نگیں کرنے کا باعث ہو گا تا کہ تم انہیں اس کے نام پر استعمال کرو جو ان کی لگاموں کو تھامتا ہے اور تمہاری قوت کا شایان شان مقام تک تمہیں بلند کرے گا۔

یہ بتلانے کے بعد' اپنا وقت ریکارڈ پلیرز' آلات موسیقی' کبوتر بازی' طوطوں کو باتیں کرنا سکھانا اور اسی طرح دوسری باتوں میں ضائع نہ کرو۔ بلکہ ایک سب سے زیادہ خوش گوار' بلند اور مقدس تفریح کے لئے کوشش کرو۔ تا کہ پہاڑ تمہارے لئے بطور ایک بڑے ساؤنڈ سسٹم کے کام کریں جیسا کہ انہوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے کیا: تا کہ بادصبا ربانی حمد کی سروں اور تعریف کو درختوں اور پودوں سے تمہارے کانوں تک پہنچائے۔ تا کہ پہاڑ ہزاروں سروں میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتے ہوئے اپنے آپ کو عجیب و غریب مخلوقات کی صورت میں ظاہر کر سکیں' تا کہ پرندوں کی اکثریت میں سے ہر ایک حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہدہد کی طرح ایک قریبی دوست یا فرماں بردار نوکر ہو۔ وہ آپ کی تواضع کر سکیں اور تمہیں ان کمالات اور کامیابیوں کی طرف جوش کے ساتھ دھکیل سکیں جن کے آپ قابل ہیں بہ نسبت اس کے کہ تمہاری انسانیت کے متقاضی مقام سے گرا دیں۔ جیسا کہ بے سود کھیل تماشے کرتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک معجزے کے بارے میں یہ آیت:

---

(10) سب سے بڑی امانت ہماری انا یا انسانی شناخت ہے۔ جس میں آزادانہ رضامندی، علم، فہم و فراست اور گفتگو شامل ہے۔ اس عنوان پر مزید وضاحت کے لیے تیسواں لفظ ملاحظہ کیجئے۔

> ہم نے حکم دیا: ”اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے سلامتی بن جا“
>
> (الانبیاء۲۱:۶۹)

تین لطیف نکات پر محیط ہے

اول: فطرت میں ہر ایک عنصر کی مانند حکم کے تحت آگ ایک فرض سرانجام دیتی ہے' اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نہیں جلایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایسا نہ کرنے کا حکم دیا۔

دوم: ایک قسم کی حرارت ٹھنڈک کے ذریعے جلاتی ہے۔ فقرے ”سلامتی ہو جا“ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ٹھنڈک کو حکم دیا: ”حرارت کی طرح انہیں جلاتا نہیں“ [1] یہ بیک وقت آگ اور ٹھنڈی ہے۔ سائنس نے ایک آگ دریافت کی ہے جسے سفید حرارت کہتے ہیں جو اپنی حرارت کی شعاعیں نہیں نکالتی' اس کی بجائے' اردگرد کی حرارت کو کھینچ کر یہ اردگرد کے رقبے کو اتنا ٹھنڈا کر دیتی ہے کہ مائعات جم جائیں اور اثر کے لحاظ سے اپنی ٹھنڈک کے ذریعے انہیں جلاتی ہے۔ (دوزخ کو جس میں آگ کے تمام درجے اور قسمیں ہوتی ہیں' ضرور اس شدید ٹھنڈک کو بھی رکھنا چاہئے)۔

سوم: جس طرح غیر مادی چیز جیسے یقین اور دین جیسے اسلام ہے جو جہنم کی آگ کے اثرات سے دور اور اس کے خلاف حفاظت کرے گا' اسی طرح ایک طبعی چیز ہونی چاہئے جو آگ کے اثرات کے خلاف حفاظت اور روک تھام کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے نام حکیم یعنی حکمت و دانائی والا کا تقاضا ہے اور چونکہ یہ دنیا حکمت کا ٹھکانہ ہے (جہاں پر ایک چیز ایک خاص مقصد کے لئے وقوع پذیر ہوتی ہے اور عام طور پر علت اور اثر کے مطابق) اللہ تعالیٰ علت اور اثر کے پردے کے پیچھے سے عمل کرتا ہے' اس لئے جب آگ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بدن یا کپڑے نہیں جلائے' تو اس نے انہیں وہ حالت عطا کر دی جو آگ کی مزاحمت کرتے ہیں۔

چنانچہ یہ آیت خیال دلاتی ہے:

> اے ابراہیم علیہ السلام کی قوم! ابراہیم علیہ السلام جیسی ہو جانا کہ تمہارے کپڑے آگ کے خلاف تمہارے محافظ بن جائیں' جو دونوں

[1] قرآن مجید کا ایک ترجمان یہ رائے دیتا ہے: 'اگر اللہ تعالیٰ نے یہ نہ کہا ہوتا: ”ٹھنڈک ہو جا“ تو یہ انہیں اپنی ٹھنڈک سے جلا دیتی'۔

جہانوں میں تمہارے بہترین محافظ ہیں۔ اپنی روح کے اوپر عقیدے کی تہ
چڑھادو اور جہنم کی آگ کے خلاف یہ تمہاری زرہ بکتر بن جائے گی۔ مزید
براں، زمین میں وہ چیزیں ہیں جو تمہیں آگ کی برائیوں سے بچائیں گی۔
انہیں تلاش کرو، انہیں نکالو اور اپنے اوپر ان کی تہ چڑھاؤ۔

اس کی ترقی میں، بطور ایک اہم قدم، بنی نوع انسان نے آگ کی مزاحمت کرنے والی چیز دریافت کی۔ لیکن دیکھئے کہ یہ آیت کتنے بلند، عمدہ اور خوبصورت کپڑے کی طرف نشاندہی کرتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری اور عقیدے کے خلوص کی کپڑا بننے کی مشین پر بنا جائے گا جو ہمیشہ کے لئے ٹیکس سے آزاد ہوگا۔

یہ آیت

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام
سکھائے۔

(البقرۃ ۲:۳۱)

بتلاتی ہے کہ سب سے بڑی خلافت کے مقصد کے اس کے سب سے بڑے معجزے کے طور پر، حضرت آدم علیہ السلام کو چیزوں کے نام سکھائے گئے۔ جبکہ دوسرے انبیاء کے معجزے سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کی راہ میں ایک خاص عجوبے کی طرف اشارہ کرتے ہیں، حضرت آدم علیہ السلام کا جو انبیاء کے باپ اور نبوت کے منصب کی چابی ہیں، تقریباً ظاہری طور پر آخری نقطے اور انسانی کمال اور ترقی کے آخری مقاصد کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اس آیت کے ذریعے اللہ تعالیٰ یہ خیال دلاتا ہے:

اے بنی آدم! جہاں تک خلافت کا تعلق ہے، فرشتوں پر حضرت آدم
علیہ السلام کی برتری کے لئے آدم علیہ السلام کو تمام نام سکھائے [15]۔ ان کی
اولاد اور ان کی قابلیتوں کے وارث ہونے کی وجہ سے، تمام ناموں کو سیکھو
اور یہ ظاہر کرو کہ تمام مخلوقات پر اس برتری کے تم قابل ہو اس طرح سے کہ
بڑی مخلوقات جیسے زمین، تمہاری فرماں بردار بنائی گئی ہیں۔ آگے بڑھو،
میرے ناموں میں سے ایک کو تھامو اور اٹھ کھڑے ہو۔ آدم علیہ السلام نے

[15] آدم علیہ السلام کو سکھائے گئے نام، بطور انسانی علم، چیزوں کے نام ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ناموں سے شروع ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک سائنس کی ایک شاخ کا مصدر ہے۔ مثال کے طور پر طب یا علم ادویہ کا منبع اسم الشافی اور انجینئرنگ کا آغاز اس کے ناموں القائم اور المعطی میں ہے۔

السلام نے شیطان سے ایک ہی دفعہ دھوکا کھایا اور جنت جیسے ٹھکانے سے زمین پر آ رہے۔ پس اپنی ترقی میں شیطان کی پیروی نہ کرو کہ تم خدائی حکمت کے آسمانوں سے فطرت کی خالقیت کو منسوب کرنے کی گمراہی میں پھنس جانے یا فطرت کی تخلیق اور کاروائی میں علت اور اثر کی صحیح وجہ بن جانے کا ذریعہ بن جاؤ۔ اپنے سر اٹھاؤ اور میرے خوبصورت ناموں کا مطالعہ کرو۔ سائنس اور اپنی ترقی کو زینہ بناؤ جس سے آسمانوں کی طرف اوپر جاؤ۔ پھر تم بادشاہت کے میرے ناموں تک اٹھ سکتے ہو جو تمہاری سائنس اور کامیابیوں کی جڑیں اور مصادر ہیں اور ان کے ذریعے اپنے دلوں کے ساتھ اپنے پروردگار کو دیکھو۔

ایک نمایاں نکتہ اور اہم راز

علم' سائنسی ترقی اور ٹیکنالوجی کے عجوبوں کے تمام کمالات بیان کرنے میں' جو ہمیں ناموں کا سکھانا' کے زیر عنوان وسیع قوتوں کی وجہ سے عطا کی گئی ہیں' مندرجہ بالا آیت ایک لطیف نکتے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ہر ایک کمال' مہارت' علم' ترقی اور سائنس ربانی نام' پر مبنی ایک بلند حقیقت رکھتی ہے۔ پردوں اور مختلف طریقوں اور سطحوں کے واسطے سے اپنے آپ کو اجاگر کرنے سے سائنس یا آرٹ کی شاخ اپنی تکمیل حاصل کرتی ہے اور حقیقت بن جاتی ہے ورنہ یہ نامکمل' ادھوری اور مبہم رہ جاتی ہے۔

مثال کے طور پر انجینئرنگ کی حقیقت ربانی نام العادل (وہ جو ہر ایک چیز کو ایک خاص اندازہ یا پیمائش دیتا ہے اور ہر ایک چیز کو اس کے مقام پر تخلیق کرتا ہے) اور حد بندی کرنے والا میں واقع ہے۔ اس کا آخری مقصد مکمل اور ان کی تمام شان کے ساتھ ان ناموں کی حکمت والی تجلیاں حاصل کرنا ہے۔ طب ایک آرٹ اور ایک سائنس ہے۔ اس کی حقیقت ربانی نام الشافی میں اور اس کی تکمیل ہر ایک بیماری کے لئے ایک علاج تلاش کرنے میں زمین میں مطلق حکمت والے خداوند کریم کی تجلیاں دریافت کرنے میں ہے' اس یعنی اللہ تعالیٰ کی وسیع دوا سازی کے کارخانے میں ہے۔

ہر قدرتی سائنس جو موجودات کی حقیقت سے بحث کرتی ہے' صرف ضبط میں لانے' ہدایت دینے' انتظام چلانے' سنبھالے رکھنے اور چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نام 'الحکیم' کے ظہور کا مکمل احاطہ کرنے۔ ان چیزوں کے فوائد اور مفید صورتوں میں غور کرنے اور اس نام پر مبنی ہونے سے ہی دانائی سے پُر ایک اصلی سائنس ہو سکتی ہے ورنہ وہ توہم اور حماقت بن جاتی ہیں' یا طبیعاتی فلسفے کی طرح گمراہی

پیدا کرتی ہیں۔ ان تینوں مثالوں کا دوسری سائنسوں اور قابلیتوں سے تقابل کرو۔

اس آیت کے ساتھ' حکمت والا قرآن مجید بلند ترین نقاط' بعید ترین حدود' آخری درجوں' جن سے ہم ابھی تک بہت دور ہیں' کی طرف اشارہ کرتا اور ہمیں ان کی طرف ترغیب دیتا ہے۔ یہ آیت معانی میں انتہائی طور پر مالا مال اور مفصل ہے لیکن اب میں مزید نہیں لکھوں گا۔

قرآن مجید رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (1) کا سب سے عظیم معجزہ۔ منصب نبوت کی مہر' تمام انبیاء کے سردار اور تمام مخلوقات کے فخر کی وجہ ہے۔ جب آپ کی پیغمبری کے مقصد کے ساتھ موازنہ کیا جائے' تمام انبیاء کے معجزات ایک معجزے کی طرح ہیں۔ ان کو حضرت آدم علیہ السلام کو مختصر طور پر سکھائے گئے تمام ناموں کی تمام سطحوں کو' مکمل طور پر سکھایا گیا۔ اپنی شان کے جذبے میں' اپنی انگلی اٹھا کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاند کے ٹکڑے کر دیئے۔ اپنے فیض کے اظہار میں' انہوں نے اس سے بکثرت پانی بہایا اور سینکڑوں معجزات سے ان کی تصدیق اور تائید کی گئی۔ کئی آیات جیسے۔

> اگر کہیں تمام جن وانس مل کر اس بات کی کوشش کریں کہ اس قرآن کی مانند کوئی چیز لے آئیں تو وہ اس کی مثل نہ لا سکیں گے اور اگرچہ وہ سب ایک دوسرے کے مددگار ہو جائیں۔
>
> (بنی اسرائیل ۱۷:۸۸)

اس کی خالص تشریح' فصیح اظہار' جامع معنی اور ممتاز اور شیریں اسالیب بیان کرتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ قرآن مجید کے سب سے زیادہ نمایاں رخ تشکیل دیتی ہیں۔ ایسی آیات انسانوں اور جنوں کو اس ابدی معجزے کے سب سے زیادہ نمایاں اور روشن پہلو کی طرف کھینچتی ہیں۔ یہ ان کو اس کے دوستوں کے جوش اور اس کے دشمنوں کی سرکشی کو متحرک کر کے' بھڑکاتی ہیں۔ یہ ان کی حوصلہ افزائی کرتی ہے اور ان کو اس سے ملتی جلتی چیز پیدا کرنے کے لئے آمادہ کرتی ہے۔ یہ مخلوقات کے سامنے اس معجزے کو رکھتی ہے گویا کہ بنی نوع انسان کا واحد مقصد زندگی میں اسے اپنی منزل اور رہنما اصول

---

(1) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق میری کسی بھی کتاب یا اشاعت میں آپ کے لئے ہمارے احترام کا اظہار کرنے کے لئے "آپ کے نام یا لقب کے بعد آپ پر درود وسلام ہو" لکھا جاتا ہے اور یہ اس لئے بھی ہے کہ یہ ایک دینی تقاضا ہے۔ آپ کے صحابہ کرام اور دوسرے ممتاز مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے رضی اللہ عنہ (یا رضی اللہ عنہا) کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ لیکن چونکہ اس امر سے غیر مسلم قارئین حیران ہو سکتے ہیں' یہ فقرے یا الفاظ اس کتاب میں دکھائی نہیں دیتے" اس مفہوم کے ساتھ کہ وہ اختیار کر لئے گئے ہیں اور اس سے کوئی توہین مراد نہیں ہے۔

کے طور پر لینا اور اس کا مطالعہ کرنا ہے۔ مختصراً دوسرے انبیاء کے معجزے انسانی فنون یا پیشوں اور ٹیکنالوجی کے عجوبے کی طرف نشان دہی کرتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کا معجزہ ان پیشوں کی اساس کی بلیغ اور ملخص شکل اور سائنسوں' علم کی شاخوں اور عجائبات وکمالات کی طرف اشارہ کرتا ہے اور ہمیں ان کی طرف ترغیب دیتا ہے۔

معجزانہ اظہار کا قرآن' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عظیم ترین معجزہ' اپنے اتمام کے ساتھ تمام ربانی ناموں کی تجلیوں کا مدعا بھرپور طور پر سائنس اور علم کی تمام شاخوں اور کمالات وجواہر اور دونوں جہانوں کی خوشی دکھاتا ہے۔ یہ ہمیں ان کی طرف ایسے طریقے سے ترغیب دیتا ہے کہ جس کا مطلب ہے:

> اے لوگو! اس کائنات کے پیدا کرنے کا عظیم مقصد اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کے انکشاف کو (انتظام کرنے' ہدایت دینے' تربیت دینے اور سنبھال رکھنے میں) بین الاقوامی عبادت کے ساتھ تمہارا ردعمل ہے۔ تمہارا آخری مقصد اس عبادت کو سائنس' استعداد اور کمالات کے ذریعے وجود بخشنا ہے۔

قرآن مجید اس طرف اشارہ بھی کرتا ہے:

''وقت کے اختتام پر بنی نوع انسان کو سائنس اور فضیلت میں انڈیلا جائے گا'' اس کے فصیح و بلیغ اور خوبصورت اسلوب پر بار بار زور دینے سے' قرآن مجید یہ امر بجھاتا ہے:

وقت کے اختتام پر بیان کی فصاحت اور خوبصورتی' تاباں ترین سائنس اور علم کی شاخیں' اپنی تمام انواع واقسام میں تلاش کی جائیں گی۔ لوگوں کو معلوم ہوگا کہ جب ایک دوسرے کی آراء کو قبول کرنے اور اپنی حکمرانی کو نافذ کرنے کا موقع ہوگا' ان کا سب سے زیادہ موثر فصیح و بلیغ اظہار ہوگا اور ان کی سب سے زیادہ ناقابل مزاحمت عمدہ سخن وری ہوگی۔

مختصر یہ کہ اکثر قرآنی آیات کمالات کے خزانے کی کنجی اور علم کا خزانہ ہیں۔ اگر تم قرآن مجید کے آسمان پر بلند ہونا اور اس کی آیات کے ستاروں تک پہنچنا چاہتے ہو' ان بیس الفاظ کو بیس ڈنڈوں والی سیڑھی بناؤ اور ان کے اوپر سے بلند ہو جاؤ تم دیکھو گے کہ کتنا چمکدار اور روشن سورج قرآن مجید ہے! آگاہ ہو جاؤ کہ کیسے یہ ربانی صداقتوں اور اتفاقی (تخلیق کی ہوئی) سلطنت کی صداقتوں کے اوپر یہ پاک وصاف شعاعیں ڈالتا ہے! دیکھو! کیا ہی چمکدار روشنی یہ بکھیرتا ہے۔

اس طرح سے چونکہ انبیاء کے متعلق آیات معاصر عجائبات کی طرف اشارہ کرتی ہیں اور اظہار کا ایسا انداز رکھتی ہیں جو ان کی بعید ترین حدود کو سمجھاتا ہے' چونکہ ہر ایک آیت بہت سے معنی رکھتی ہے' اور چونکہ انبیاء کی پیروی اور فرماں برداری کے واضح احکام ہیں۔ مذکورہ بالا آیات ان کے لغوی معنی کے علاوہ ضرور انسانی علوم وفنون کی اہمیت کی طرف نشان دہی کر رہی ہیں اور ہمیں ان کی طرف ترغیب دیتی ہیں۔

دو اہم سوالات کے دو اہم جوابات

سوال: چونکہ قرآن مجید بنی نوع انسان کی طرف بھیجا گیا تھا' یہ ان عجائبات کا واضح طور پر کیوں ذکر نہیں کرتا جن کو ہم اہم سمجھتے ہیں؟ کیوں یہ اپنے آپ کو اشارات' نشان دہیوں اور حوالوں تک محدود رکھتا ہے؟

جواب: قرآن مجید اس طرح اس لئے کرتا ہے کیونکہ یہ ہر ایک عنوان پر اپنی نظروں میں اس کی وقعت کے مطابق بحث کرتا ہے اس کا بنیادی فرض اللہ تعالیٰ کی جناب کے کمالات' اللہ تعالیٰ کی لازمی خوبیوں اور اعمال اور نوکری کے فرائض' مرتبہ اور معاملات کا سکھانا ہے۔ اس لئے انسانی تمدن کے عجائبات کی صرف ایک ذرہ سی نشان دہی یا مبہم حوالے یا اشارے کے مستحق ہیں۔

مثال کے طور پر اگر ایک ہوائی جہاز قرآن مجید سے یہ استدعاء کرے ''مجھے بولنے کا اور اپنی آیات میں ایک مقام کا حق دو'' اللہ تعالیٰ کے کرہ کائنات کے ہوائی جہاز (مثلاً سیارے' زمین' چاند) قرآن مجید کی طرف سے جواب دیں گے: ''تم اپنے سائز کے تناسب سے ایک مقام لے سکتے ہو''۔[17] اگر ایک آبدوز ایک مقام طلب کرتی ہے' اس کرہ کائنات سے تعلق رکھنے والی آبدوزیں (مثلاً آسمانی اجسام جو فضا کے وسیع سمندر اور اثیر یا دلوں کے پار کی ہوا میں تیر رہے ہیں) کہیں گے: ''تمہارا مقام ہمارے نزدیک اتنا چھوٹا ہے کہ وہ ناقابل دید ہے''۔ اگر ایک ستارہ نما بجلی کی روشنی شامل کئے جانے کے لئے کہے' تو کرہ کائنات کی بجلی کی روشنیاں (مثلاً آسمانی بجلی' سیارے آسمان کو سجانے والے ستارے کہیں گے: ''تمہارا حق صرف تمہاری روشنی کی بابت ذکر کئے جانے کے تناسب سے ہے''۔ اگر انسانی تمدن کے عجائبات اپنے آرٹ کی موزونیت کے لحاظ سے مقام کا مطالبہ کریں تو ایک مکھی جواب دے گی: ''خاموش ہو جاؤ کیونکہ میرا تو ایک ہی پر اس سے زیادہ حق رکھتا ہے جتنا تم مانگتے ہو۔ اگر تمہارے تمام فنون لطیفہ اور نازک آلات اکٹھے کر دیئے جائیں وہ اتنے عجیب وغریب اور نفیس نہیں ہو سکتے جتنے کہ فن لطیف اور نازک ارکان جو میرے ننھے جسم میں اکٹھے ہو گئے ہیں''۔ یہ آیت:

[17] اس سنجیدہ موضوع پر بحث کرتے ہوئے' میرا قلم غیر رضا کارانہ طور پر اس ہلکے پھلکے طرز تحریر کی طرف لغزش کر گیا اور میں نے اسے جانے دیا۔ میرا خیال ہے کہ یہ امر موضوع کی سنجیدگی سے جدا نہیں کرتا۔

''یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو تم پکارتے ہو' وہ ہرگز ایک مکھی بھی
پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ وہ سب اس کام کے لئے جمع ہو جائیں''
(الحج ۲۲:۳۷)

تم کو خاموش کر دے گی۔

اگر وہ عجائبات نوکری کے کرہ سے التجا کریں تو وہ مندرجہ ذیل جیسا جواب وصول کریں گے:

تمہارا ہم سے بہت تھوڑا رشتہ ہے' اس لئے تم ہمارے کرے میں داخل نہیں ہو سکتے۔ دنیا ایک مہمان خانہ ہے۔ بنی نوع انسان کئی فرائض کے ساتھ ایک مہمان ہے۔ ہر ایک شخص وہاں تھوڑے عرصے کے لئے قیام کرے گا۔ اپنے آپ کو ہمیشہ کی زندگی کے لئے تیار کرنے کی تیاری سونپ دیئے جانے پے' وہ اپنے سب سے زیادہ ضروری اور اہم فرائض کو فوقیت دیں گے۔

جیسا کہ تم اکثر بے توجہی اور دنیاداری سے منصوبہ بندی کئے ہوئے معلوم ہوتے ہو' گویا کہ یہ دنیا ہمیشہ کے لئے ہے' تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی نوکری اور عبادت کے لئے بہت کم حصہ ہے جس کی بنیاد صداقت کی محبت اور آخرت داری یعنی آخرت کی محبت پر ہے۔ تاہم اگر تمہارے درمیان معزز ہنرمند لوگ' سائنسدان اور روحانیت یافتہ موجد ہیں جو صرف خالصتاً اللہ تعالیٰ کے بندوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے سماجی زندگی کے عام مفاد اور پبلک کی آسانی اور بہتری سرانجام دیتے ہیں' جو عبادت کی ایک قیمتی قسم ہے۔ ایسے حساس لوگوں کے لئے قرآن مجید کے اشارے اور نشان دہیاں کافی ہیں جو ان کی حوصلہ افزائی کرنے اور ان کی کامیابیوں کا احترام کرنے والے اپنے ساتھیوں میں اقلیت میں ہیں۔

سوال: آپ پوچھ سکتے ہیں: ''ان بحثوں کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ قرآن مجید دوسری صداقتوں اور اشاروں اور نشان دہیوں کے ساتھ ساتھ موجودہ تمدن کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ عجائبات کی گنجائش رکھتا ہے۔ اس کی وقعت کے تناسب سے' ہر ایک چیز جو انسانی خوشی کے لئے ضروری ہے اس میں پائی جاتی ہے۔ لیکن کیوں قرآن مجید غیر مبہم طور پر ان کا ذکر نہیں کرتا تا کہ ہر ایک یقین کرے اور ہمارے ذہن مطمئن ہوں؟''۔

جواب: دین امتحان کے لئے ہے۔ ایک دوسرے کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ممتاز بلند اور ادنیٰ روحوں کے لئے ایک ٹیسٹ اور آزمائش ہے' جس طرح سے ہیروں کو کوئلوں سے اور سونے کو مٹی سے الگ کرنے کے لئے خام مواد جلائے جاتے ہیں' اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کے فرائض باخبر مخلوقات کی آزمائش کرتے ہیں تاکہ انسانی قوت کی کان کی کچی دھات کو کوڑا کرکٹ سے الگ کیا جاسکے۔ چونکہ قرآن مجید بنی نوع انسان کی آزمائش کے ذریعے مکمل کئے جانے کے لئے بھیجا گیا ہے یہ صرف دنیا سے متعلق مستقبل کے ان واقعات کی طرف اشارہ کرتا ہے جن کو ہر ایک شخص دیکھے گا۔ یہ عقل کا صرف اتنا دروازہ کھولتا ہے جتنا کہ اس کی دلیل کو ثابت کرنے کے لئے ضروری ہو۔

اگر یہ ایسی چیزوں کا واضح طور پر ذکر کر دیتا تو آزمائش بے معنی ہوتی۔ وہ اتنے صاف ہوتے جتنی کہ یہ تحریر: ''ستاروں بھرے آسمان کے چہرے پر سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی دیوتا نہیں''۔ جس کو ہر کوئی ماننے پر مجبور ہوتا۔ کوئی مقابلہ نہ ہوتا اور ٹیسٹ اور آزمائش بے معنی ہوتے۔ ایک کوئلے کی مانند روح قیام کرتی اور ہیرے کی مانند روح کے برابر دکھائی دیتی۔ [10]

اے اللہ تعالیٰ! ہمیں قرآن مجید کے اسرار سمجھنے کے قابل بنا اور ہمیں ہر لمحے اور ہر وقت اس کی خدمت کرنے میں کامیاب کر۔ تیری حمد ہے ہمیں کوئی علم نہیں سوائے اس کے جو تو نے ہمیں سکھایا۔ یقیناً تو علیم اور حکیم ہے۔
اے اللہ تعالیٰ! درود و سلام' برکت اور عظمت بھیج ہمارے آقا و مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر' جو تیرے بندے' رسول اور پیغمبر اور امی نبی ہیں' آپ کی آل' صحابہ کرام' ازواج مطہرات اور آپ کی اولاد پر' تمام دوسرے انبیاء اور پیغمبروں پر' تیرے قربت والے فرشتوں پر اور بزرگوں اور متقیوں پر۔
ان پر بہترین درود' خالص ترین سلامتی اور سب سے زیادہ کثیر برکتیں بھیج' قرآن مجید کی سورتوں' آیات' الفاظ' حروف' معانی' علامات' اشارات اور حوالوں کی تعداد کے برابر۔ ہماری مغفرت کر' ہم پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ مہربانی ہو ہمارے خدا اور ہمارے خالق! ان برکتوں کی خاطر' اپنی رحمت کے ذریعے اے ارحم الراحمین! تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں! آمین!

[10] یعنی ابوجہل اور حضرت ابوبکر صدیق برابر دکھائی دیتے۔ لوگوں کو آزمانے اور انہیں اپنے آزاد اعمال کا ذمہ دار ٹھہرانا بے معنی ہو جاتا۔

پچیسواں لفظ

معجزاتی قرآن

جب ہمارے پاس قرآن مجید جیسا ابدی معجزہ ہے' مجھے کسی اور ثبوت کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ جو ہمارے پاس قرآن مجید جیسی صداقت کی شہادت ہے، مجھے ان کو جو انکار کرتے ہیں' چپ کرانے کی مشکل محسوس نہیں ہوتی۔

نوٹ: آیات جن پر اس مقالے میں بحث کی گئی وہ ہیں جن پر نکتہ چینی کی گئی ہے یا جن کے خلاف سوالات اٹھائے گئے ہیں۔ ان کی صداقتوں کی یہاں ایک ایسے طریقے سے تشریح کی گئی ہے کہ یہی نقاط' حقیقت میں' اعجاز کی کرنیں اور قرآن مجید کی فصاحت کے مصادر دکھائی دیتے ہیں۔ شبہات جو ایسے بہانوں پر مبنی ہیں جیسے سورج دوڑتا ہے .... اور پہاڑ لکڑی کے شہتیر ہیں' جن کے ذریعے وہ قرآن مجید کی صحت اور مصنف کی تصنیف میں شبہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں' دور کر دیئے گئے ہیں۔

چونکہ یہ مقالہ تیزی سے اور تکلیف دہ حالات میں مرتب کیا گیا ہے' اس لئے خیالات کے اظہار میں کچھ خامیاں ہو سکتی ہیں۔ تاہم یہ کئی مسائل کی وضاحت کرتا ہے جن کی بہت بڑی علمی اہمیت ہے اور اس لئے وہ اس کی موجودہ صورت میں بھی کارآمد ہو سکتا ہے۔

سعید نورسی

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

(ان سے) کہہ دیجئے: اگر کہیں تمام جن و انس مل کر اس بات کی کوشش کریں کہ اس قرآن کی مانند کوئی چیز لے آئیں تو وہ اس کی مثل نہ لا سکیں گے اگرچہ وہ سب ایک دوسرے کے مددگار ہو جائیں۔

(بنی اسرائیل ۱۷:۸۸)

قرآن مجید کے اعجاز کے ان گنت پہلوؤں میں سے' جو کہ معجزات کا خزانہ اور رسول اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ ہے' ❶ میں نے اپنے عربی مقالے ''اشارات الاعجاز'' میں ابھی تک تقریباً چالیس معجزات کا چوبیس الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ میں یہاں صرف پانچ کی تشریح کروں گا' جو قرآن مجید کی تمہید تعریف کے بعد' مختصر طور پر دوسرے معجزات کا ذکر کرتے ہیں۔

تین حصے

پہلا حصہ

سوال: کیا آپ مہربانی کر کے قرآن مجید کی تعریف کریں گے؟

جواب: جیسا کہ انیسویں لفظ میں وضاحت کی گئی ہے اور کہیں دوسری جگہ بھی بحث کی گئی ہے' قرآن مجید کائنات کی عظیم کتاب ❷ کا ابدی ترجمہ اور زبانوں کا ابدی مترجم ہے جس میں کائنات کی تخلیق کی کارروائی کے ربانی قوانین نقش کئے گئے ہیں۔ مرئی مادی دنیا اور مخفی دنیا کی کتابوں کا ترجمان' زمین میں چھپے ہوئے اور آسمانوں میں ربانی ناموں کے غیر مادی خزانوں کا کھولنا والا؟ واقعات کی تحت السطور صداقتوں کی کنجی' مرئی دنیا میں عالم غیب کی زبان کا جہان' اس مرئی دنیا کے پردے کے پار عالم غیب سے آتی ہوئی رب رحمان کی عنایتوں اور تمام تعریفوں والے رب کے ابدی خطابات کے خزانے' اسلام کی روحانی اور عقلی دنیاؤں کا سورج اور اس کی بنیاد اور خاکہ' آخرت کی دنیاؤں کا مقدس نقشہ' کسی نظریئے کی وضاحت کرنے والا' روشن ترجمان' ٹھیک ثبوت اور ربانی خاصیت' صفات' اسماء یا نام اور اعمال کا شفاف مترجم' بنی نوع انسان کی دنیا کا تعلیم و تربیت دینے والا' اسلام کی آب و تاب' سچی اور عظیم ترین انسانیت اور انسانیت کی سچی دانائی اور ان کو فرحت کی طرف لے جانے والا سچا رہنما۔

---

❶ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق میری کسی بھی کتاب یا اشاعت میں' آپ ؐ کے لئے ہمارے احترام کا اظہار کرنے کے لئے' آپ ؐ کے نام یا لقب کے بعد' آپ ؐ پر درود وسلام ہو' لکھا جاتا ہے اور یہ اس لئے بھی ہے کہ یہ ایک دینی تقاضا ہے۔ آپ ؐ کے صحابہ کرام اور دوسرے ممتاز مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے' رضی اللہ عنہ' کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ لیکن چونکہ اس امر سے غیر مسلم حیران ہو سکتے ہیں' یہ فقرے یا الفاظ اس کتاب میں دکھائی نہیں دیتے۔ اس مفہوم کے ساتھ کہ وہ اختیار کر لئے گئے ہیں اور اس سے کوئی توہین مراد نہیں ہے۔

❷ سعید نورسی کے خیال میں' اللہ تعالیٰ نے کائنات کو بطور کتاب ان لوگوں کے لئے تخلیق کیا جو اللہ تعالیٰ کی معرفت اور قربت چاہتے ہیں۔ کائنات کی ترکیب' باقاعدگی اور باہمی ربط' کارگزاری وعلی ھذا القیاس اس کے کچھ نام اور صفات ظاہر کرتے ہیں۔ دوسرے نام جیسے الروف' المعطی' الرحیم اور الغفار' اس کی جاندار اور بے جان مخلوقات کے ذریعے ظاہر ہوتے ہیں۔

انسانیت کے لئے یہ قانون' دعا' حکمت' عبادت اور اللہ تعالیٰ کی بندگی' احکام' دعوت' مناجات' عرض اور انعکاس کی کتاب ہے۔ یہ ایک مقدس آسمانی کتاب ہے جس میں ہماری تمام روحانی ضرورتیں سمائی ہوئی ہیں۔ یہ ایک آسمانی کتاب ہے جو مقدس لائبریری کی طرح ہے جس میں بہت سے کتابچے ہیں جن میں تمام بزرگوں' مشہور سچے لوگوں' تمام پاک وصاف غور کرنے والے علماء جو خدائی علم میں ماہر ہیں' نے اپنے خاص رستے بنا لئے ہیں جو ہر ایک رستے کو منور کرتے اور اپنے پیروؤں کی حاجات کو پورا کرتے ہیں۔

دوسرا حصہ

اللہ تعالیٰ کے عرش عظیم سے آ جانے' اس کے سب سے بڑے نام یعنی اسم اعظم سے وجود پا لینے اور ہر ایک نام کے سب سے زیادہ جامع مرتبہ کے صادر ہونے سے' اور جیسا کہ بارہویں لفظ میں تشریح کی گئی ہے' قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام (جہاں تک اس کے تمام جہانوں کے پروردگار ہونے کا تعلق ہے) اور اس کا فرمان (اس کے تمام مخلوقات کے دیوتا ہونے کے خطاب رکھنے کے لحاظ سے) ہے۔ یہ آسمانوں اور زمین کے خالق کے نام پر ایک مقالہ' مطلق خدائی سرکار کے نقطہ نظر سے ایک تقریر اور تمام تعریفوں والے رب کی عالمگیر سرکار کی جانب سے ایک ابدی وعظ ہے۔ یہ سب سے زیادہ رحمان ورحیم کی مکمل رحمت کے نقطہ نظر سے اس کی عنایتوں کا رجسٹر بھی ہے۔ ایک پیغامات کا مجموعہ جس میں سے کچھ صفر سے شروع ہوتے ہیں۔ ایک مقدس کتاب جو ربانی عظیم ترین نام یعنی اسم اعظم کے اردگرد دائرے سے نازل ہو کر اللہ تعالیٰ کے عرش عظیم سے محیط دائرے کو جانچتی اور اس کی پیمائش کرتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کا کلام' کا عنوان دیا گیا ہے (اور ہمیشہ دیا جائے گا) قرآن مجید کے بعد دوسرے انبیاء کی طرف بھیجی ہوئی کتابیں اور صحیفے آتے ہیں۔ دوسرے ان گنت ربانی الفاظ میں سے کچھ الہام ہیں جو ربانی رحمت' اقتدار اور حضوری کے خاص پہلوؤں کے خاص مظاہر کے طور پر ایک خاص عنوان کے تحت اور ایک خاص لحاظ سے آتے ہیں۔ فرشتوں' لوگوں اور جانوروں کی طرف آنے والے الہام اپنی عالمگیریت اور خصوصیت کے لحاظ سے بہت زیادہ مختلف ہیں۔

تیسرا حصہ

قرآن مجید گزشتہ انبیاء کی طرف نازل کی ہوئی تمام کتابوں' تمام بزرگوں کے مقالات کے مواد اور تمام پاک صاف علماء کے کارناموں کو مختصر طور پر اپنے اندر سمائے ہوئے ہے۔ اس کے چھ رخ چمکدار ہیں اور شک اور خبطی خیال سے بالکل آزاد ہیں۔ اس کی تائید کا نقطہ ربانی وحی اور روحانی ابدی لفظ ہے جس کا مقصد ابدی خوشی ہے اور جس کی اندرونی سمت خالص رہنمائی ہے۔ اوپر کی طرف سے اسے یقین کی روشنی نے گھیرا ہے۔ نیچے سے اسے ثبوت اور شہادت نے دائیں طرف سے دل کی اطاعت اور شعور نے اور بائیں طرف سے عقل کے دخل اور دوسری عقلی لیاقتوں نے سنبھالا دیا ہوا ہے۔

اس کا ثمر سب سے زیادہ رحمان ورحیم کی رحمت اور جنت ہے۔ اسے صدیوں سے فرشتوں اور بے شمار لوگوں نے منظور کیا اور فروغ دیا ہے۔

مذکورہ بالا تمام خوبیاں دوسرے مقامات پر ثابت کی گئی ہیں یا آئندہ صفحات پر ثابت کی جائیں گی۔

پہلی روشنی

اس روشنی کی تین کرنیں ہیں۔

پہلی کرن

یہ قرآن مجید کی اعجازی فصاحت ہے جو اس کے لفظوں کی خوبصورتی' تنظیم اور ترکیب اور مضمون نگاری سے جنم لیتی ہے اس کے متن کی خوبصورتی اور کمال اس کے اسلوب بیان کے متعلق اصلیت اور اچھوتا پن' اس کی تشریحات کی فوقیت' عمدگی اور وضاحت' اس کے معانی کی طاقت اور صداقت اور اس کی لسانیاتی صفائی اور روانی اس کی فصاحت اتنی غیر معمولی ہے کہ اس کے ہر فرد کو اس جیسی کچھ چیز خواہ ایک ہی سورۃ بنالانے کے ابدی چیلنج کا جواب اب تک باقی ہے۔ اس کی بجائے' غیر معمولی ذہانت کے لوگوں کو جو اپنی خود پسندی اور خود اعتمادی میں اپنے آپ کو اس کام کے برابر سمجھتے ہیں' ممکنہ طور پر اس کے سامنے مطیع ہونا پڑا ہے۔

میں اس کی اعجازی فصاحت کی دو طریقوں سے نشان دہی کرتا ہوں:

پہلا طریقہ

اس وقت عرب کے لوگ زیادہ تر ان پڑھ تھے۔ چنانچہ وہ اپنے قبیلے کا فخر' تاریخ اور ضرب الامثال زبانی شاعری میں محفوظ رکھتے تھے وہ فصاحت کے ساتھ بڑی اہمیت وابستہ کرتے تھے اور اس لئے کوئی بھی بامعنی اور اچھوتا بیان اس کی شاعرانہ صورت اور فصاحت کے لئے حفظ کر لیا جاتا تھا اور پھر اگلی نسل تک پہنچا دیا جاتا تھا۔ فصاحت اور روانی کی اتنی زیادہ مانگ ہوتی تھی کہ ایک قبیلہ اپنی فصیح و بلیغ ادبی شخصیات کو اپنے قومی ہیرو سمجھتا تھا۔

وہ ذہین لوگ جو اسلام کی آمد کے بعد دنیا کے خاصے حصے پر حکومت کرتے تھے' دوسری قوموں سے زیادہ فصیح تھے۔ فصاحت کو اتنا زیادہ درجہ دیا جاتا تھا کہ بعض اوقات ایک ادبی شخصیت کے قول پر دو قبیلے جنگ کرتے اور پھر کسی اور کے لفظوں سے ان کی صلح ہوتی۔ یہاں تک کہ انہوں نے سات شعراء کے قصائد کو سنہرے حروف میں لکھا اور ان کو کعبہ ❸ کی دیوار کے ساتھ معلق کر دیا۔

اس وقت جب فصاحت کی ایسی مانگ تھی' اعجازی تشریح والا قرآن مجید نازل کیا گیا۔ جس طرح موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو ان کے اوقات کے لحاظ سے بہترین معجزات عطا کئے گئے' اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فصاحت۔ قرآن مجید کے سب سے زیادہ نمایاں پہلو کو حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ❹ کا بڑا معجزہ قرار دیا۔ جب یہ نازل کر دیا گیا تو پہلے اس نے جزیرہ نما عرب کے پڑھے لکھے لوگوں کو چیلنج کیا:

> ''اگر تمہیں اس (کتاب) کے بارے میں شک ہے جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی تو اس کی مانند ایک سورۃ ہی بنا لاؤ''۔
>
> (البقرۃ ۲:۲۳)

اس امر نے ان کے عقلی دعووں کو مات کر دیا اور مزید وحی سے پست کر دیا:

> ''اگر تم ایسا نہ کر سکو اور تم ہرگز نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جو منکرین حق کے لئے تیار کی گئی ہے''۔
>
> (البقرۃ ۲:۲۴)

---

❸ ان سات قصائد کو 'سبع معلقات' کہا جاتا تھا۔

❹ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا اور ید بیضا کے معجزے عطا کئے گئے کیونکہ ان کے وقت میں جادو کی بڑی مانگ تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردوں کو زندہ کرنے اور کچھ خاص بیماریوں کا علاج کرنے کے معجزات عنایت کئے گئے کیونکہ ان کے وقت میں علاج معالجے کو بہت پسند کیا جاتا تھا۔

وہ خود پسند لوگ قرآن مجید کے مقابلے میں زبانی طور پر بحث نہ کر سکے اگرچہ اس پیغام کی مخالفت کرنے اور اسے جھٹلانے کا یہ آسان اور محفوظ طریقہ تھا۔ انہوں نے اس کے خلاف تلواروں کے ساتھ لڑنا پسند کیا۔ تباہ کن اور سب سے مشکل راستہ۔ اگر وہ ذہین اور جوڑ توڑ کے ماہر زبانی طور پر قرآن مجید کے ساتھ بحث کر سکتے ہوتے تو انہوں نے تباہ کن اور مشکل راستہ نہ چنا ہوتا اور انہوں نے اپنی جائداد اور جانیں کھونے کا خطرہ مول نہ لیا ہوتا' چونکہ وہ ایسا نہ کر سکتے تھے' اس لئے انہیں زیادہ خطرناک راستہ منتخب کرنا پڑا۔

قرآن مجید کی طرح کچھ بتانے کی کوشش میں دو قوی وجوہات تھیں :۔ اس کے وحی ہونے کی (اس کے دشمنوں کو) تردید کرنا اور اس کی نقل کرنا اور اس کی نقل کرنا (اس کے دوستوں کو)۔

نتیجہ یہ تھا اور اب تک یہی ہے' کہ عربی زبان میں لاتعداد کتابیں لکھی گئیں۔ تمام لوگ خواہ وہ عالم تھے یا نہیں' جنہوں نے ایسی کتابیں پڑھیں۔ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ وہ قرآن مجید سے مشابہت نہیں رکھتیں۔ چنانچہ یا تو قرآن مجید گھٹیا ہے۔ دوست اور دشمن مانتے ہیں کہ یہ ناقابل تصور ہے۔ یا یہ ان سب سے بڑھیا ہے' کوئی دوسرا انتخاب نہیں۔

سوال: ہم کیسے جانتے ہیں کہ لوگوں نے اس کے ساتھ اختلاف کرنے کی کبھی جرات نہیں کی اور یہ کہ ان کی مل کر کام کرنے کی کوشش ناکام ہوگئی؟

جواب: اگر یہ ممکن ہوتا تو اختلاف کرنے والے ظاہر ہو جاتے۔ چونکہ اتنے لوگوں نے صداقت کی مخالفت کی ہے' ایسی کوشش کسی حمایتی کو پالیتی اور مشہور ہو جاتی۔ جب ایک بے وقعت کش مکش بھی دریافت کرنے کی خواہش کو ابھارتی ہے تو ایسے تاریخی اور انوکھے جھگڑے کو پوشیدہ نہیں رکھا جا سکتا تھا۔ اگرچہ اسلام کے متعلق سب سے زیادہ بے معنی اور سخت نفرت انگیز اعتراضات دور دور تک گردش کرتے' تاہم کچھ مسیلمہ کذابوں (5) کو روایت کیا جاتا۔ اس کی جو بھی سخن ورانہ مہارتیں ہوں' اس کے لفظوں کے تاریخی ریکارڈ نے انہیں بطور حماقتیں ظاہر کیا ہے۔ جب ان کا قرآن مجید کا لامتناہی طور پر خوبصورت بیان سے مقابلہ کیا گیا۔ چنانچہ قرآن مجید کی اعجازی فصاحت غیر متنازع فیہ ہے۔

---

(5) مسیلمہ کذاب نے دعویٰ کیا کہ اسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار میں شریک بنا دیا گیا ہے اور اس نے کچھ سورتیں گھڑ لیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے مسترد کر دیا۔ مسیلمہ کو جنگ یمامہ کے دوران قتل کر دیا گیا (۶۶۳) جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران واقع ہوئی۔

دوسرا طریقہ

اب ہم قرآن مجید کی اعجازی فصاحت کی حکمت پانچ نقاط میں بیان کریں گے۔

پہلا نقطہ: قرآن مجید کے الفاظ کی ترتیب یا تصنیف میں غیر معمولی فصاحت اور اسلوب بیان کے متعلق پاکیزگی ہے۔اسے میرے مقالے 'اشارات الاعجاز' میں بیان کر دیا گیا ہے۔ بالکل اسی طرح سے جس طرح گھڑیال کی سوئیاں مکمل اور ایک دوسری کے ساتھ ٹھیک ٹھیک باضابطہ حسن ترتیب سے فٹ کی ہوتی ہیں' اسی طرح سے ہر ایک لفظ اور جملہ ہوتا ہے۔ درحقیقت سارے کا سارا قرآن مجید' ایک حصے کو دوسرے حصے کے ساتھ مکمل کرتا ہے۔

یہ غیر معمولی فصاحت تمام دیکھنے والوں کے لئے قابل دید ہے۔ مندرجہ ذیل مثالوں پر غور کیجئے:

سورۃ الانبیاء میں سے

''اور اگر تیرے رب کے عذاب کا جھونکا انہیں چھو بھی جائے''

(الانبیاء۲۱:۴۶)

اللہ تعالیٰ کے عذاب کی سختی کو ظاہر کرنے کے لئے مندرجہ بالا جملہ' اس کی کم از کم مقدار یا اس کے خفیف ترین عنصر کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اس کے تمام حصوں کو اس معنی کو مستحکم بنانا چاہیے۔ 'لَئِنْ' (اگر) سے مراد بے یقینی ہے اور اس طرح سے یہ (سزا کے) خفیف ترین حصے کی طرف دلالت کرتی ہے۔ مسّ سے مراد ہلکا سا چھونا ہے اور اس کے معنی بھی 'ذرا سا' ہے۔

نَفْحَة'' رنَفَحَتْن صرف ایک ہوا کا جھونکا ہے۔ گرامر کے لحاظ سے' یہ اس لفظ سے مشتق کیا گیا ہے جو اکیلے پن کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے' یہ اکیلے پن کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔ نفحة'' کے آخر میں ڈبل نون (تنوین) غیر معین یا اسم نکرہ کو ظاہر کرتا ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ خفیف اور غیر معین ہے۔ مِنْ سے مراد ایک حصہ یا ٹکڑا ہے' اس طرح سے یہ قلت یا اختصار کو ظاہر کرتا ہے۔ عذاب (اذیت یا سزا) معنون کے لحاظ سے بمقابلہ نَکَال (مثالی اصلاح کی سزا) اور عِتَاب (سخت سزا) خفیف ہے اور یہ ہلکی سزا یا اذیت پر دلالت کرتی ہے۔ لفظ رب کا استعمال کر کے اور بجائے (مثال کے طور پر) بہت ہی بڑی مہربانی کی طرف خیال دلاتے ہوئے بہت جبر کرنے والا اور انتقام لینے والا نام بھی چھوٹا پن بیان کرتا ہے۔

آخر میں اس جملے سے مراد ہے کہ اگر اذیت یا سزا کا اتنا چھوٹا جھونکا اس طرح کا اثر رکھتا ہے تو ایک شخص کو غور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی اصلاح کرنے کی سزا کتنی سخت ہو سکتی ہے۔ اس چھوٹے جملے میں ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح اس کے اجزاء ایک دوسرے سے مربوط ہیں اور اس معنی میں اضافہ کرتے ہیں۔ یہ مثال چنے ہوئے الفاظ اور ان الفاظ کے چننے کے مقصد سے متعلق ہے۔

سورۃ البقرہ سے

''اور اس میں سے جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے خرچ کرتے ہیں''

(البقرۃ ۲:۳)

مندرجہ بالا جملے کے اجزاء پانچ شرطوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو خیرات کو اللہ تعالیٰ کے حضور قابل قبول بناتی ہیں۔

پہلی شرط: خیرات دیتے وقت مسلمانوں کو اتنا زیادہ خرچ نہیں کرنا چاہیے کہ انہیں خود بھیک مانگنی پڑے۔ یہ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

دوسری شرط: انہیں ان میں سے دینا چاہئے جو ان کے پاس ہے نہ کہ اس میں سے جو دوسروں کے پاس ہے۔ ہم نے ان کو اس بارے میں اشارات دیئے ہیں۔ اس کے معنی (زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے) اس میں سے دینا ہے جو تمہارے پاس ہے (اپنی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے)

تیسری شرط: انہیں ان کی مہربانی حاصل کرنے والوں کو یاد نہیں کرانا چاہئے۔ ہم سے مراد۔ یہاں 'یہ' ہے:

''میں نے تمہیں روزی دی ہے جس میں سے تم غریبوں کو خیرات دیتے ہو' چونکہ تم کچھ اس میں سے دے رہے ہو جو میرا (یعنی اللہ تعالیٰ کا) ہے' اس لئے تم لینے والے پر احسان نہیں جتا سکتے''۔

چوتھی شرط: انہیں یہ خیرات صرف ان کو دینی چاہئے جو اسے صرف اپنی روزی پر صرف کریں گے۔ وہ اسے بطور خوراک دیتے ہیں' کا اس طرف اشارہ ہے۔

پانچویں شرط: انہیں یہ خداوند کریم کی خاطر دینی چاہئے۔ 'ہم نے ان کو عطا کی ہے' اسی کو بیان کرتا ہے۔ اس سے مراد ہے:

تم میری (یعنی اللہ تعالیٰ کی) جائداد میں سے دے رہے ہو' اسے ضرور میرے (اللہ تعالیٰ کے) نام پر دو۔

ان شرائط کے ساتھ لفظ 'کیا' ظاہر کرتا ہے کہ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ بخشتا ہے' کسی کی غذا یا روزی کا حصہ ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کو جو کچھ بھی ان کے پاس ہے اس میں سے دینا چاہئے۔ مثال کے طور پر اچھی بات' کچھ امداد' نصیحت اور پڑھانا تمام رزق اور صدقہ کے مفہوم میں شامل ہیں 'ما' (کیا) کے معنی عام ہیں اور یہ یہاں محدود نہیں ہیں چنانچہ اس کے معنی ہیں' جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔

یہ چھوٹا جملہ خیرات کے لئے معنی کا ایک وسیع سلسلہ اپنے اندر سمائے ہوئے ہے اور اس کی طرف خیال دلاتا ہے اور اسے ہماری فہم کو پیش کرتا ہے۔ قرآن مجید کے جملوں کے الفاظ کی ترتیب کئی ایک جیسے پہلو رکھتی ہے اور الفاظ ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات کا ایک وسیع سلسلہ رکھتے ہیں۔ جملوں کے درمیان تعلقات کے لئے بھی یہی امر صادق آتا ہے جیسا کہ ذیل میں دیکھا جا سکتا ہے:

سورۃ الاخلاص' جو کہ مندرجہ ذیل ہے

کہو کہ وہ اللہ یکتا ہے ☆ اللہ بے نیاز ہے ☆ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ☆ اور اس کا ہمسر بھی کوئی نہیں ہے ☆

اس چھوٹی سورۃ میں چھ جملے ہیں۔ تین مثبت اور تین منفی جو اللہ تعالیٰ کی توحید کے چھ پہلوؤں کو ثابت اور مستحکم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنانے کی چھ اقسام کی تردید اور نفی کرتے ہیں۔ ہر جملے کے دو معنی ہیں:

ثبوت کی علت کے طور پر کام کرنا اور بطور ایک اثر اور نتیجے کے کام کرنا۔ اس کا مطلب ہے کہ اس سورۃ میں چھیاسٹھ سورتیں ہیں اور ہر ایک میں چھ جملے ہیں۔ ایک یا تو وعدہ ہے یا ایک مسئلہ اور دوسرے اس کے لئے دلائل ہیں۔ مثال کے طور پر:

کہو: وہ اللہ ہے کیونکہ وہ ایک ہے' کیونکہ وہ ہمیشہ ہمیشہ سے سب کا مطلوب ہے' کیونکہ اس نے کسی کو جنا نہیں' کیونکہ وہ جنا نہیں گیا' کیونکہ کوئی اس کے مقابلے کا نہیں۔

اس کے علاوہ

کہو: اس کے مقابلے کا کوئی نہیں' کیونکہ وہ جنا نہیں گیا' کیونکہ اس نے جنا نہیں' کیونکہ وہ ہمیشہ ہمیشہ سے سب کا مطلوب ہے' کیونکہ وہ ایک ہے' کیونکہ وہ اللہ ہے۔

اس کے علاوہ

وہ اللہ ہے اس لئے وہ ایک ہے اس لئے وہ ہمیشہ ہمیشہ سے سب کا مطلوب ہے اس لئے اس نے جنا نہیں اس لئے اسے جنا نہیں گیا۔ اس لئے اس کے مقابلے کا کوئی نہیں۔

سورۃ البقرۃ میں سے

''الف' لام' میم یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے' اس (کے کتاب الٰہی ہونے) میں کوئی شک نہیں' اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لئے ہدایت ہے۔

اس کے ہر جملے کے دو معنی ہیں۔ ایک معنی دوسروں کے لئے ثبوت ہے اور دوسرے کے ذریعے ان کا نتیجہ اعجاز کا مرکب ڈایزائن سولہ دھاگوں سے ان کے درمیان واسطوں سے بنا جاتا ہے۔ یہ ڈیزائن میرے مقالے 'اشارات الاعجاز' میں دکھایا گیا ہے۔ جیسا کہ تیرھویں لفظ میں تشریح کی گئی ہے' یہ اس طرح سے ہے گویا کہ ہر ایک قرآنی آیت کی ایک آنکھ ہے جو اکثر آیات کو دیکھتی ہے اور ایک چہرے کو جو ان کی طرف دیکھتا ہے۔ یہ امر واقع ہے کہ اعجاز کے ڈیزائن کو بننے کے لئے یہ ان کی طرف غیر مادی دھاگے بڑھاتا ہے۔ ترتیب کی خوبصورتی کو 'اشارات الاعجاز' میں واضح کیا گیا ہے''۔

دوسرا نقطہ

قرآن کے معانی میں ایک حیران کن فصاحت ہے۔ مندرجہ ذیل مثال پر غور کیجئے:

''اللہ کی ہر اس چیز نے تسبیح کی ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے' اور وہ زبردست اور بڑی حکمت والا ہے''۔

(الحدید ۵۷:۱' الحشر ۵۹:۱ اور الصف ۶۱:۱)

معانی میں فصاحت کو مکمل طور پر سمجھنے کے لئے تصور کیجئے کہ آپ قبل از اسلام کے عرب کے صحرا میں رہ رہے ہیں۔ اس وقت جب ہر ایک چیز جہالت کی تاریکی اور بے توجہی میں ملفوف اور بے جان فطرت کی بدی میں لپٹی ہوئی ہے' تم قرآن کی آسمانی زبان سے سنتے ہو:

''ساتوں آسمان اور زمین اور وہ سب جو ان کے درمیان ہیں اس کی تسبیح کرتے ہیں''۔

(بنی اسرائیل ۱۷:۴۴)

یا اسی طرح کی دوسری آیات۔

تم دیکھو گے کہ کس طرح' لوگوں کے دماغوں میں وہ بے حس لاشوں کی طرح اشیاء ''تمام جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہیں'' کی آواز پر ایک بامقصد وجود حاصل کر لیتی ہیں اور اس طرح ترقی کرنے پر اللہ تعالیٰ کے اسماء یا ناموں کی تلاوت کرتی ہیں۔ ''اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں'' کی پکار اور روشنی پر' ستارے' جو کہ اس وقت تک سیاہ آسمان پر آگ کے بے حس ڈھیر ہوتے ہیں' آسمان کی تلاوت میں اپنے مفہوم میں بطور حکمت پھیلانے والے الفاظ اور صداقت نمائی کرنے والی روشنیاں اور زمین اور سمندر بطور حمد کی زبانیں اور ہر ایک پودا اور جانور ثناء کے لفظ کے طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔

سورۃ الرحمٰن سے

''اے گروہ جن وانس! اگر تم کر سکتے ہو یہ کہ نکل بھاگو آسمانوں اور زمین کی سرحدوں سے تو بھاگ دیکھو۔ تم بھاگ نہیں سکتے اس لئے کہ بڑا زور چاہئے۔ سو تم (اے گروہ جن وانس) اپنے رب کی کن کن قدرتوں کا انکار کرو گے؟ ☆ تم پر آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑا جائے گا۔ پھر تم اس کا مقابلہ نہ کر سکو گے ☆ سو تم (اے گروہ جن وانس) اپنے رب کی کن کن قدرتوں کا انکار کرو گے ☆''

(الرحمٰن ۵۵:۳۳تا۳۶)

سورۃ الملک سے

''اور بے شک ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے آراستہ کیا ہے اور ہم نے انہیں شیاطین کو مار بھگانے کا ذریعہ بنا دیا ہے اور ہم نے ان کے لئے دہکتی آگ کا عذاب مہیا کر رکھا ہے''۔

(الملک ۶۷:۵)

ان آیات کو سنئے جن پر پندرھویں لفظ میں بحث کی گئی ہے اور ان کے معنی پر غور کیجئے وہ بتلاتی ہیں:

اے انس وجاں! اپنی بے بسی اور کم بختی کے باوجود تم جابر اور سرکش ہو اپنی کمزوری اور محتاجی کے باوجود باغی اور ضدی ہو۔ اگر تم میرے احکام کی

اطاعت نہیں کرنا چاہتے' دور چلے جاؤ میری سلطنت کی سرحدوں سے اگر تم جا سکتے ہو' تم ایک ایسے بادشاہ کی نافرمانی کی کس طرح جرات کر سکتے ہو جس کے احکام کی پابندی ستارے' چاند اور سورج کرتے ہیں گویا کہ وہ تربیت یافتہ سپاہی ہیں اور اپنے سپہ سالار کے احکام کی بجا آوری کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ تم ایک باوقار حکمران کے خلاف بغاوت کرتے ہو جس کے پاس ایسے طاقتور اور فرماں بردار سپاہی ہیں جو فرض کرو کہ تمہارے شیطان ان کی مزاحمت کرتے ہیں' پہاڑوں جیسے توپ کے گولوں سے سنگ باری کر کے ان کو جان سے مار سکتے ہیں۔ تمہاری ناشکری تمہیں باوقار شہنشاہ کی سلطنت میں اس کی بغاوت پر اکساتی ہے جس کے پاس اس کی فوجوں میں وہ ہیں جو تم پر پہاڑ کے سائز کے حتیٰ کہ زمین کے سائز کے ستارے یا جلتے ہوئے میزائل پھینک سکتے ہیں' اگر تم اس سائز کے منکر ہو اور تمہیں شکست فاش دے سکتے ہیں۔ مزید برآں تم ایک ایسے قانون کو توڑ رہے ہو جس کی یہ مخلوق پابند ہے۔ اگر یہ ضروری ہو تو وہ زمین کو تمہارے چہرے پر زور سے پھینک سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اجازت سے تمہارے اوپر میزائلوں کی طرح ستاروں کی بارش کر سکتے ہیں۔

دوسری آیات اور ان کے ساتھ ان کے ارفع اسلوب کے معنی میں قوت اور فصاحت کا مقابلہ کرو۔

تیسرا نقطہ

قرآن مجید کے فقید المثال اور اصلی اسالیب ہیں جو عجیب و غریب اور قابل غور ہیں۔ اس کے اسلوب' جو ابھی تک اپنی اصلیت تازگی اور جوانی کی بہار اب بھی محفوظ رکھتے ہیں' نقل نہیں کرتے اور نہ ہی ان کی نقل کی جا سکتی ہے۔

حروف مقطعات

صفر کی طرح حروف مقطعات' الگ الگ اور انفرادی حروف (مثال کے طور پر الف' لام' میم' آلر' طه' یاسین' حم اور عسق جن کے ساتھ کچھ سورتوں کا آغاز ہوتا ہے) اعجاز کی پانچ یا چھ کرنوں پر مشتمل ہیں۔ مثال کے طور پر وہ حروف کی مشہور اقسام میں سے ہر ایک کی آدھی قسم پر مشتمل ہیں۔

تاکیدی، سرگوشی کردہ، دبایا ہوا، نرم، شفوی نطق کے متعلق بولی اور غلطہ (متعلق بہ قرآت وتجوید)۔ (با، جیم، دال، تا، قاف) ہلکے حروف میں سے آدھے سے زیادہ اور بھاری حروف میں سے آدھے سے کم لینے سے جن میں سے کوئی بھی قابل تقسیم نہیں ہے، قرآن مجید نے ہر قسم کو نصف کر دیا ہے۔

اگرچہ یہ ممکن ہے کہ تمام اقسام کو نصف کر دیا جائے، اکٹھے ایک کے دوسرے کے اندر موجود ہوتے ہوئے، غالباً دو صد میں سے ایک میں، ہر ایک قسم میں سے نصف لینے سے، ایک انسانی دماغ یا اتفاق کا کام نہیں ہو سکتا۔ ان الگ الگ حروف کے ساتھ، جو خاص سورتوں کی ابتداء میں بطور ربانی صفر اس کی طرح اعجاز کی مزید پانچ یا چھ کرنوں کو دکھاتے ہوئے حروف کے اسرار میں ماہر علماء، سخت گیر اور ولی صفت علماء نے کئی پراسرار نتائج اخذ کئے ہیں اور انہوں نے ایسی صداقتیں دریافت کی ہیں کہ وہ ان حروف کو ایک سب سے زیادہ تاباں معجزہ تشکیل دینا خیال کرتے ہیں۔ چونکہ میں ان کے اسرار اتنے صاف طور پر دریافت اور دکھا نہیں سکتا، میں اپنے مقالے 'اشارات الاعجاز' میں وضاحت کردہ اعجاز کی پانچ یا چھ کرنوں کا قارئین کو حوالہ دیتا ہوں۔ اب میں مختصر طور پر قرآنی اسالیب پر بحث کرتا ہوں جن کی اس کو سورتوں، مقاصد، آیات، جملوں، مرکبات ناقصہ اور الفاظ میں پیروی کی گئی ہے۔

سورۃ النبا پر غور کیجئے

> سورۃ النبا آخری دن اور قیامت اور جنت اور دوزخ کو ایک ایسے اصلی اور بے مثال اسلوب میں بیان کرتی ہے کہ یہ دل کو منوا لیتی ہے کہ اس دنیا میں ہر ایک ربانی عمل اور ربانی سرکار کا کام قیامت کے آنے اور اس کے تمام پہلوؤں کو ثابت کرتا ہے۔ فضائے بسیط کے مفاد میں، میں صرف چند ایک نقاط کا ذکر کرتا ہوں۔
>
> سورۃ کے آغاز میں، یہ قیامت کے دن کو مندرجہ ذیل سے ثابت کرتا ہے:
>
> "(ذرا غور کرو) کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہیں بنایا؟ اور پہاڑوں کو اس کی میخیں اور ہم نے تم کو جوڑا جوڑا بنایا اور ہم نے تمہاری نیند کو باعث سکون بنایا اور ہم نے رات کو پردہ پوش بنایا اور ہم نے دن کو کمائی کے لئے بنایا اور تمہارے اوپر ہم نے سات مضبوط (آسمان) قائم کئے اور ہم نے ایک چراغ کو جگمگاتا ہوا بنایا اور ہم نے نچڑنے والی (بدلیوں سے) موسلا دھار مینہ نازل کیا تاکہ ہم اس کے ذریعہ سے اناج اور سبزہ نکالیں

اور گھنے باغات بیشک ایک وقت مقررہ فیصلے کا دن ہے۔

(النبا۷۸:۶ تا ۱۷)

اسی کھچاؤ کے پیچھے چلتے ہوئے' یہ سورۃ مبہم طور پر ثابت کرتی ہے کہ آخرت کے دن پہاڑوں کو ہلایا جائے گا اور وہ ایک سراب کی طرح بن جائیں گے' آسمان ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں گے' دوزخ تیار کر دی جائے گی اور جنتیوں کو باغ اور باغیچے دیئے جائیں گے۔ اس کے معنی ہیں:

''چونکہ وہ یہ تمام چیزیں تمہاری آنکھوں کے سامنے زمین اور پہاڑوں پر کرتا ہے' وہ ان کی مانند چیزیں قیامت کے دن کرے گا''۔

دوسرے لفظوں میں پہاڑ جن کا ذکر سورۃ کی ابتداء میں کیا گیا' قیامت کے دن کے پہلوؤں سے کچھ تعلق رکھتے ہیں اور باغات سورۃ کے آخر میں مذکور باغات' ان باغات کے ساتھ جن کا ذکر سورۃ کے آخر میں اور یوم آخرت میں ذکر کیا گیا ہے' تعلق رکھتے ہیں' اسی نقطہ نظر سے دوسرے نکات کا مطالعہ کیجئے اور ملاحظہ کیجئے کہ واقعی کتنا بلند اس کا اسلوب ہے۔

سورۃ آل عمران سے

کہ دو! اے اللہ بادشاہی کے مالک! تو جسے چاہے حکومت دیتا ہے اور جس سے چاہے حکومت چھین لیتا ہے اور تو جسے چاہے عزت دیتا ہے اور تو جسے چاہے ذلت دیتا ہے۔ تیرے ہی ہاتھ میں خیر ہے۔ بیشک تو ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ تو رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں اور تو جاندار کو بے جان سے اور بے جان کو جاندار سے نکالتا ہے اور تو جسے چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

(آل عمران ۳:۲۶ تا ۳۰)

مومن کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں مومنوں کو چھوڑ کر اور جو ایسا کرے گا تو اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں اِلّا یہ کہ تم ان (کے شر) سے بچنا چاہو اور تم کو اللہ اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔ کہہ دو! خواہ تم اسے جو تمہارے سینوں میں ہے' چھپاؤ یا ظاہر کرو' اللہ اسے جانتا ہے اور وہ تو ہر اس چیز کو جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور اس کو بھی جو زمین میں ہے اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ اس دن ہر شخص اس نیکی کو جو اس نے کی ہوگی اپنے سامنے موجود پائے گا اور اس بدی کو بھی جو اس نے کی ہوگی اور وہ آرزو کرے گا کہ اے کاش! اس کے اور اس کی بدی

کے درمیان بہت دور کا فاصلہ ہوتا اور اللہ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ اپنے بندوں پر نہایت شفیق ہے۔

اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے افعال اور کارروائیاں' دن اور رات کی تبدیلیوں میں ربانی مظاہرے' موسموں اور زندگی اور موت کے افعال پر اللہ تعالیٰ کا تصرف اور دنیا کے تغیرات' تجدیدات' ہئیت کے تغیرات اور کھلبلیاں ایسے عمدہ نفیس اور ارفع اسلوب میں بیان کی گئی ہیں کہ یہ متوجہ دماغوں کو موہ لیتا ہے۔ اس شاندار' ارفع اور جامع اسلوب کو دیکھنے کے لئے چونکہ تھوڑی سی توجہ کافی ہے اس لئے میں اس پر مزید کچھ نہیں کہوں گا۔

سورۃ الانشقاق سے

> جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے رب (کے حکم) کی تعمیل کرے گا اور اسے یہی زیب دیتا ہے اور جب زمین ہموار کر دی جائے گی اور وہ جو کچھ اس کے اندر ہے نکال باہر کرے گی اور خالی ہو جائے گی اور اپنے رب (کے حکم) کی تعمیل کرے گی اور اسے یہی زیب دیتا ہے۔
>
> (الانشقاق ۸۴:۱تا۵)

یہ آیات سب سے زیادہ بلند اسلوب میں یہ بیان کرتی ہیں کہ کس حد تک آسمان اور زمین اللہ تعالیٰ کے حکم کے فرماں بردار ہیں۔ ایک جنگ' فوجی حکمت' مار کٹائی' سپاہیوں کے ناموں کا اندراج اور فوج کو حرکت میں لانے کے لئے۔ ایک سپہ سالار دو دفاتر قائم کرتا ہے۔ جب جنگ ختم ہو جاتی ہے تو وہ ان دفاتر کو دوسرے کام کے لئے استعمال کرتا ہے۔ تاہم دفاتر اپنے عملے کی زبان میں یہ درخواست کرتے ہیں:

> ''اے سپہ سالار! آیئے ہم پہلے کام کے ٹکڑوں اور ذروں سے دفاتر کی صفائی کریں اور پھر آپ اپنی موجودگی سے ہماری عزت افزائی کریں''

وہ ایسا کرتے ہیں اور پھر وہ سپہ سالار سے کہتے ہیں:

> 'اب ہم آپ کے حکم کے تابع ہیں۔ آپ جو چاہیں کریں کیونکہ جو کچھ بھی آپ کریں گے درست' اچھا اور مفید ہوگا''۔

اسی طرح سے آسمان اور زمین امتحان او آزمائش کے میدانوں کے طور پر بنائے گئے باخبر مخلوقات کے امتحان کے اس دور کے اختتام کے بعد' آسمان اور زمین' اللہ تعالیٰ کے حکم پر اس امتحان

سے منسلکہ اشیاء زبردستی نکال دیں گے پھر وہ پکاریں گے:

''اے آقا! ہم آپ کے حکم کے پابند ہیں' آپ جیسے چاہتے ہیں ہمیں استعمال کریں۔ ہمارا کام آپ کی فرماں برداری کرنا ہے کیونکہ جو کچھ بھی آپ کریں گے' درست اور سچ ہوگا''۔

اس اتفاق رائے پر مبنی ہو کر آیات کے بلند اسلوب اور معنی پر غور کیجئے۔

سورۃ ھود سے

اور حکم ہوا: ''اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان! تھم جا'' اور پانی اتر گیا اور فیصلہ چکا دیا گیا اور (کشتی) کوہ جودی پر جا ٹھہری اور (زبانِ حال سے) کہا گیا: ''ان لوگوں پر' جو ظالم ہیں' لعنت پڑ گئی''۔

(ھود ۱۱:۴۴)

فصاحت کے سمندر سے ایک قطرے کو دکھانے کے لئے' میں قیاس کے آئینے کے ذریعے اس کے اسلوب کا ایک پہلو دکھاؤں گا۔ فتح کے بعد' سپہ سالار اپنی ایک فوج کو جنگ بند کرنے کے لئے حکم دیتا ہے اور دوسری کو وہیں' جہاں وہ ہے' رہنے کا۔ وہ اعلان کرتا ہے: ''فرض اچھی طرح سے ادا کیا گیا ہے۔ دشمن کو شکست ہوگئی ہے اور ہمارا جھنڈا دشمن کے ہیڈ کوارٹر میں سب سے اونچے مینار پر لہرا رہا ہے۔ ان جارح ظالموں نے اپنی قرار واقعی سزائیں پالی ہیں اور وہ ذلیل سے ذلیل تر حد کو پہنچ گئے ہیں''۔

اسی طرح سے اس بادشاہ نے جس کا کوئی ہمسر نہیں ہے' آسمان اور زمین کو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو نیست و نابود کرنے کا حکم دیا۔ جب انہوں نے ایسا کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے زمین! اپنا پانی پی جا' اے آسمان! رک جا کیونکہ تو نے اپنا فرض مکمل کر لیا ہے۔ پانی اتر گیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی پہاڑ پر رک گئی گویا کہ ایک خیمہ لگا ہوا ہے۔ غلط کار لوگوں نے اپنا انجام پالیا۔

غور کیجئے کہ یہ کتنا نفیس اسلوب ہے۔ یہ آیت بتلاتی ہے کہ دو سپاہی' آسمان اور زمین اللہ تعالیٰ کے حکم پر کان دھرتے ہیں اور اس کی فرماں برداری کرتے ہیں۔ آسمان یہ خیال دلاتا ہے کہ کائنات برہم ہے اور یہ کہ آسمان اور زمین انسانیت کی بغاوت پر غضبناک ہیں۔ مزید برآں' یہ انسانیت کو تنبیہ کرتی ہے کہ اس کے خلاف' جس کے احکام کے آگے آسمان اور زمین سر تسلیم خم کرتے

ہیں' بغاوت بلا جواز ہے اور یہ کہ لوگوں کو بالکل بغاوت نہیں کرنی چاہئے۔ یہ آیت ایک بہت طاقتور حد بیان کرتی ہے۔ چند ایک جملوں میں اپنے تمام نتائج اور صداقتوں کے ساتھ مختصر' اعجازی اور خوبصورت طریقے سے یہ سیلاب کی طرح ایک عالمگیر واقعہ بیان کرتی ہے۔ اس سمندر کے دوسرے قطروں کا اس قطرے کے ساتھ مقابلہ کیجئے۔ اب قرآن مجید کے الفاظ کی کھڑکیوں کے ذریعے نمایاں اسلوب پر غور کیجئے:

اور چاند ہم نے اس کے لئے منزلیں مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ وہ
ان سے ہوتا ہوا پھر کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے۔

(یاسین ۳۶:۳۸)

کھجور کی سکڑی ہوئی پرانی شاخ کو دیکھئے یہ کتنا عمدہ اسلوب دکھاتی ہے۔ چاند کی منزلوں میں سے ایک برج ثریا ہے۔ آیت چاند کی اس کے آخری ربع یعنی ہفتہ کی حالت۔ ہلال۔ کا اس کی پرانی' سکڑی ہوئی کھجور کی شاخ سے مقابلہ کرتی ہے۔

یہ جائزہ یہ تاثر دیتا ہے کہ آسمان کے سیاہ پردے کے پیچھے ایک درخت ہے جس کی ایک نوکدار روشن شاخ پردے کو پھاڑتی ہے اور اپنے آپ کو اس شاخ سے لٹکتے ہوئے ایک جھنڈ کی طرح اور دوسرے ستاروں کو جو اس مخفی درخت پر چمکتے ہوئے پھلوں کی طرح ہیں' ظاہر کرتی ہے۔ اگر آپ ذوق رکھتے ہیں' تو آپ داد دیں گے کہ یہ کیا ہی موزوں' خوبصورت' عمدہ اور عالی منصب اسلوب ہے خاص طور پر صحرانشینوں کے لئے جن کا سب سے زیادہ اہم روزی کا وسیلہ کھجور کا درخت ہے۔

سورۃ یاسین سے

اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے

(یاسین ۳۶:۳۷)

یہ بیان کہ ''اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے'' ایک عالی شان تصور ہے۔ ہمیں ربانی طاقت کے منظم' شاندار اور آزاد دن اور رات کو اور موسم گرما اور موسم سرما کو تبدیل کرنے کے افعال اور کاروائیوں کو یاد کرا کے' یہ اللہ تعالیٰ کارساز کی طاقت اور عظمت کو قابل فہم بناتا ہے اور انسان کی توجہ کو اللہ تعالیٰ کے پیغامات کی طرف' جو کہ طاقت کے قلم سے موسموں کے صفحات پر کندہ ہیں' مبذول کراتا ہے اور خالق کی حکمت کو علم میں لاتا ہے۔ اور آیت

''اس نے سورج کو ایک چراغ بنایا ہے''

(نوح ۷۱:۱۶)

میں لفظ 'چراغ' کا استعمال کر کے' قرآن مجید ایک خاص معنی میں ایک کھڑکی کھولتا ہے:

یہ دنیا ایک محل ہے' اس میں شامل اشیاء انسانیت اور دوسری جاندار اشیاء زندگی کی خوراک اور ضروریات ہیں اور ایک چراغ (سورج) اسے روشن کرتا ہے۔ اس طرح سے کارساز کائنات کی شان اور خالق کی مہربانیوں کو قابل فہم بنانے سے' یہ جملہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ثبوت مہیا کرتا ہے اور سورج کو (جس کو اس وقت کے دہریئے سب سے زیادہ اہم اور روشن ترین دیوتا خیال کرتے تھے) ایک بے جان جسم اور زندہ مخلوقات کے فائدہ کے لئے ایک مغلوب چراغ بیان کرتا ہے۔

''چراغ'' کی شکل میں یہ آیت اللہ تعالیٰ کی سرکاری طاقت اور عظمت میں خالق کی رحمت کا اظہار کرتی ہے' اس کے رحمت کی وسعت میں اس کی شفقت کو ہمیں یاد دلاتی ہے' اللہ تعالیٰ کی فیاضی اور اس کی مطلق العنانیت کا خیال دلاتی ہے اور اس طرح سے اس کی توحید کا اعلان کرتی ہے۔ یہ یہ بھی سکھاتی ہے کہ ایک بے جان اور مغلوب چراغ عبادت کے ناقابل ہے۔ رات اور دن اور سردی اور گرمی کے ادل بدل کرنے میں قادر مطلق کے منظم اور حیران کن افعال کی نشان دہی کرنے سے' یہ اللہ تعالیٰ کی وسیع طاقت کی طرف خیال دلاتی ہے جو اپنی حکومت کو آزادانہ طور پر نافذ کرتا ہے۔

اس طرح سے یہ آیت ایک طرح سے سورج اور چاند کے بارے میں ہماری توجہ کو دن اور رات کے صفحات' گرمی اور سردی اور ان پر کندہ واقعات کی سطور پر بحث کرتی ہے۔ قرآن مجید سورج کو اس کے اپنے نام پر بیان نہیں کرتا بلکہ اس کے نام پر بیان کرتا ہے' جس نے اسے چمکنے والا بنایا ہے۔ یہ سورج کی طبعی فطرت کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ جو ہمیں فائدہ نہیں دیتی اور ہماری توجہ اس کی ضروری ذمہ داریوں کی طرف کھینچتی ہے:

ربانی تخلیق اور کارسازی کے نازک نظام کے لئے بطور پہیہ اور موسم بہار کے اور ربانی ڈیزائن کی ہم آہنگی کے لئے جو کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنے والا ڈیزائنر دن اور رات کے دھاگے کے ساتھ بنتا ہے' شٹل یا پھرکی کے طور پر کام کرتا ہے۔ جب تم دوسری آیات کا ان سے موازنہ کرتے ہو تو تم دیکھتے ہو کہ ہر ایک لفظ' خواہ وہ عام ہی ہو' عمدہ معانی کے خزانے کی کنجی ہے۔

خلاصہ کے طور پر' قرآن مجید کے اسالیب کی عمدگی اور غیر معمولی پن بعض اوقات ایک بدو کو ایک مرکب ناقص کے ذریعے وجد میں لے آتے جو کہ باوجود مسلمان نہ ہونے کے سجدہ ریز ہو جاتا۔

ایک آیت۔

ان باتوں کا اعلان کردو جن کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے۔

(الحجر ۱۵:۹۴)

نے اسی ردعمل کو جنم دیا۔ جب اسے کہا گیا کہ وہ مسلمان ہو گیا ہوتا تو اس نے جواب دیا:

''نہیں' میں اس مرکب ناقص کی فصاحت پر سجدہ ریز ہوتا ہوں''۔

چوتھا نقطہ

قرآن مجید کے الفاظ کی ترکیب وغیرہ غیر معمولی طور پر رواں اور خالص ہے۔ معنی کے اظہار کے وقت چونکہ یہ غیر معمولی طور پر فصیح ہے۔ اس لئے یہ الفاظ کی ترکیب اور ان کی آراستگی میں بھی حیران کن طور پر رواں اور خالص ہے۔ اس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ یہ افہام کو دِق نہیں کرتا' بلکہ یہ ان کو خوشی دیتا ہے خواہ اسے ہزار دفعہ تلاوت کیا جائے۔ ایک بچہ اسے آسانی سے حفظ کر سکتا ہے۔ بہت ہی زیادہ بیمار لوگ' خواہ قریب ہی کی معمولی گفتگو کے چند الفاظ سے انہیں تکلیف ہوئی ہو' اسے سن کر سکون اور آرام پاتے ہیں۔ یہ مرتے ہوئے لوگوں کے کانوں اور دماغوں کو وہی مزہ اور خوشی بخشتے ہیں جیسے کہ وہ مزہ اور خوشی جو آب زمزم نے ان کے مونہوں اور تالوؤں پر چھوڑی ہوئی ہو۔

قرآن مجید عقل و شعور کو اکتاہٹ نہیں دیتا۔ بلکہ یہ دل کو غذا بخشتا ہے۔ ذہن کو طاقت اور دولت دیتا ہے' روح کے لئے بطور پانی اور روشنی کام کرتا ہے اور روح کی بیماری کا علاج کرتا ہے۔ ہم روٹی کھاتے ہوئے کبھی نہیں تھکتے لیکن ہر روز وہی پھل کھانے سے تنگ آ سکتے ہیں۔ اسی طرح سے قرآن مجید کی خالص صداقت اور رہنمائی کی تلاوت اور سماعت ہمیں اکتاہٹ نہیں دیتی۔

قریش [6] نے اپنے فصیح رہنماؤں میں سے ایک کو قرآن مجید سننے کے لئے بھیجا۔ جب وہ واپس آیا' تو اس نے کہا: ''یہ اتنا شیریں اور خوش کن ہے کہ کوئی انسانی زبان اس سے مشابہت نہیں رکھ سکتی۔ میں شاعروں اور کاہنوں کو بڑی اچھی طرح جانتا ہوں۔ قرآن مجید ان کے کسی بھی کارنامے کی طرح نہیں ہے۔ ہمیں اس کو جادو کے طور پر بیان کرنا چاہئے تاکہ یہ ہمارے پیروؤں کو دھوکہ نہ دے سکے''۔ حتیٰ کہ اس کے سخت ترین دشمنوں نے اس کی روانی اور فصاحت کی تعریف کی ہے۔

ایسی چیزوں کی تشریح کرنے کے لئے بہت زیادہ وقت لگے گا۔ جو کوئی اس کے حروف کی ترتیب کو اس آیت:

---

[6] قریش رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبیلہ تھا۔

''پھر اللہ نے تم پر اس غم کے بعد اطمینان کی کیفیت (اونگھ کی شکل میں) نازل فرمائی جو تم میں سے ایک گروہ پر طاری ہوگئی اور ایک گروہ تھا کہ ان کو بس محض اپنی ہی جانوں کی فکر تھی۔ یہ اللہ کے بارے میں دور جاہلیت کے سے جھوٹے گمان رکھتے تھے۔ کہتے تھے کیا ہمارا بھی اس معاملہ میں کچھ (عمل دخل) ہے؟ اے پیغمبر! کہہ دیجئے! بے شک سارے کا سارا اختیار اللہ کا ہے۔ یہ لوگ اپنے دلوں میں ایسی باتیں چھپائے ہوئے ہیں جو تم پر ظاہر نہیں کرتے۔ کہتے ہیں: اگر اختیارات میں سے کچھ حصہ ہمارا بھی ہوتا تو ہم اس جگہ مارے نہ جاتے' کہہ دیجئے: اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو ضرور نکل آتے' وہ لوگ کہ جن کی قسمت میں اپنی قتل گاہوں کی طرف قتل ہونا لکھ دیا گیا تھا اور یہ اس لئے تھا کہ اللہ اس کو پرکھے جو تمہارے سینوں میں ہے تاکہ صاف کردے وہ کھوٹ جو تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے۔

(آل عمران ۳:۱۵۴)

ان حروف کی غیر معمولی ترتیب کے پیدا کردہ اعجاز میں دیکھئے گا۔

ایسا انتظام' لطیف تعلق' نازک ہم آہنگی اور مضمون نگاری یہ دکھاتی ہیں کہ آیت کسی شخص کا کام یا اتفاق نہیں ہے۔ ایسی ترتیب کسی دوسرے نامعلوم مقاصد کے لئے ہوسکتی ہے۔ چونکہ حروف کسی خاص بندوبست کے مطابق ترتیب دیئے گئے ہیں' اس لئے الفاظ' فقرات اور معانی کے انتخاب اور بندوبست میں ضرور کوئی پراسرار ترتیب اور تاب دار ربط ہونا چاہئے۔ وہ جو اس پر غور کرتے اور اسے سمجھتے ہیں' رائے زنی کریں گے: ''کیا عجائبات ہیں جن کا اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کتنے حیران کن طریقے سے اللہ تعالیٰ نے ان کو بنایا ہے''۔

پانچواں نقطہ

قرآن مجید کے بیانات میں برتری' طاقت' رفعت اور عظمت ہے۔ اس کی رواں' فصیح اور خالص مضمون نگاری اور الفاظ کی ترتیب اور فصیح معانی اور اچھوتے اور بے مثال اسالیب اس کی تشریحات پر واضح دلالت کرتے ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ اظہار اور خطاب کی اس تمام قسموں میں اور اس کی تفاصیل اعلیٰ ترین درجے کی ہیں۔

مثال کے طور پر:۔ سورۃ الانسان کے بیانات میں نیکی کی ترغیب اور اچھے کاموں کو حوصلہ افزائی کرنے کی کئی مثالیں سب سے زیادہ خوش کن ہیں جیسے جنت کے ایک دریا کا پانی اور اتنا میٹھا جتنے کہ جنت کے پھل۔

حوصلہ شکنی اور دھمکی کے مقصد سے سورۃ الغاشیہ کے شروع میں اس کی تشریحات ایک اثر پیدا کرتی ہیں جیسے گمراہ لوگوں کے کانوں میں ابلتا ہوا سکہ اور ان کے دماغوں میں جلتی ہوئی آگ' ان کے تالوؤں کو کھولتے ہوئے پانی سے زخمی کرنے والا زقوم (ایک قسم کا خاردار پودا)' ان کے چہروں پر حملہ کرنے والی دوزخ کی آگ اور ان کے معدوں میں ایک کڑوا اور کانٹے دار درخت اور یہ کہ دوزخ کا ایک اہلکار (داروغہ) جسے اذیت دینے' تکلیف پہنچانے اور ربانی مخلوقات کی دھمکیوں اور گرجدار آوازوں کا مظاہرہ کرنے کے کام پر مامور کیا گیا ہے' غصے اور جوش سے تقریباً پھٹ پڑتا ہے

(الملک ۶۷:۷تا۸)

حمد کی قسم میں ''تمام تعریف اللہ کے لئے ہے'' سے شروع ہونے والی پانچ سورتوں [۶] میں قرآنی تفاصیل سورج کی طرح چمکدار' ستاروں کی طرح مزین' آسمانوں اور زمین کی طرح شان و شوکت والی' فرشتوں کی طرح پیاری' اس دنیا میں چھوٹوں پر کی جانے والی شفقت اور مہربانی سے معمور اور جنت کی طرح خوبصورت ہے۔ جہاں تک ملامت اور پابندی کا تعلق ہے' مندرجہ ذیل پر غور کیجئے:

''کیا تم میں سے کوئی شخص پسند کرے گا کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟''

(الحجرات ۴۹:۱۲)

یہ غیبت کے خلاف دلی نفرت کے لئے آمادہ کرتی ہے۔ یہ غیبت کرنے والے کو ملامت کے چھ درجوں کے ساتھ ملامت کرتی ہے اور اس مرد یا عورت کو سختی کے چھ درجوں کے ساتھ روکتی ہے۔

(اصل عربی عبارت میں) ابتدائی ہمزہ یعنی ایحِبُّ میں اَ سوالیہ ہے' پانی کی طرح یہ مفہوم پورے جملے میں سرایت کرتا ہے تاکہ ہر ایک لفظ اثر کے لحاظ سے پوچھے: ''کیا تمہارے پاس اتنی عقل نہیں ہے کہ پوچھو' جواب دو اور اچھے اور برے کے درمیان امتیاز کرو یہ جاننے کے لئے کہ یہ چیز کتنی مکروہ ہے؟

[۶] یعنی الفاتحہ' الانعام' الکھف' السبا' اور الفاطر۔

جیسے یہ ہمزہ پوچھتا ہے: ''کیا تمہارا دل' جس کے ساتھ تم محبت اور نفرت کرتے ہو' اتنا خراب ہے کہ تم ایسی خلاف طبیعت اور مکروہ چیز سے محبت کرتے ہو؟'' تم میں سے کوئی استفسار کرتا ہے: ''تمہارے سماجی تعلق اور تمدن کے شعور کو کیا ہو گیا ہے' جو ان کی زندہ دلی کو یکسانیت سے نکالتی ہے' کہ تم سماجی زندگی کے لئے اتنی زہریلی چیز کو قبول کرتے ہو؟''

مردہ گوشت کھانا یہ استفسار کرتا ہے: ''تمہاری انسانیت کی عقل کو کیا ہو گیا ہے کہ تم ایک وحشی جانور کی طرح اپنے دانتوں سے اپنے بھائی کو چیر پھاڑ کر ٹکڑے کرتے ہو؟''

اس کا (مردہ) بھائی پوچھتا ہے: ''کیا تمہارے پاس انسانی نرمی اور رشتہ داری کا شعور نہیں ہے؟ تم کس طرح ایک معصوم شخص کے جسم میں جو اخوت کے متعدد رشتوں کے ذریعہ تم سے جڑا ہوا ہے' اپنے دانت گاڑتے ہو؟ یا کیا تمہارے پاس عقل نہیں ہے اور تم اتنی بے حسی سے خود اپنے اعضاء کو دانتوں سے کاٹتے ہو؟''۔

مردہ پوچھتا ہے: ''تمہاری عقل کہاں ہے؟ کیا تمہاری فطرت اتنی خراب ہے کہ تم آدم خوری میں مصروف ہو سکتے ہو اگرچہ تمہارا بھائی بڑی عزت کا مستحق ہے؟''

چنانچہ بہتان اور غیبت کسی کی عقل' دل' انسانیت' شعور' انسانی فطرت اور دینی اور قومی اخوت کی مخالف ہے۔ یہ آیت نہایت مختصر طور پر غیبت کی چھ درجوں میں مذمت کرتی ہے اور لوگوں کو چھ اعجازی طریقوں سے اس سے روکتی ہے۔ جہاں تک اس کو ثابت کرنے اور اس کے مظاہرے کا تعلق ہے' مندرجہ ذیل آیت پر غور کیجئے:

> ''سو اللہ کی رحمت کے اثرات کو دیکھو کہ اللہ کس طرح زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ یقیناً یہ ہستی مردوں کو ضرور زندہ کرے گی اور وہ تو ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے''۔
>
> (الروم ۳۰:۵۰)

یہ آیت قیامت کا ایسا عجیب و غریب ثبوت ہے کہ اس سے بہتر ثبوت قابل تصور نہیں ہے۔

ان گنت پودوں اور جانوروں کا جو گذشتہ موسم خزاں اور موسم سرما میں مر گئے تھے' سالانہ موسم بہار میں دوبارہ زندہ ہو جانا اپنے اندر دوبارہ زندہ [6] ہو جانے کی لامحدود مثالیں سمائے ہوئے

[6] دسویں لفظ کی نویں سچائی میں اور بائیسویں لفظ کی پانچویں شعاع۔

ہے۔ یہ آیت بتلاتی ہے کہ وہی خالق یکتا جو یہ کام کرتا ہے' وہ مردوں کو دنیا کے تباہ کرنے کے بعد آسانی سے زندہ کر سکتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں یہ سطح زمین پر طاقت کے قلم کے ساتھ ان گنت جنسیں پیدا کرنے کا سانچا ہے' کسی میں ابتری ہے اور کوئی بغیر ابتری کے سورج کی طرح اللہ تعالیٰ کی توحید کو ثابت کرنے کے ساتھ یہ آیت صاف صاف قیامت کو غروب آفتاب اور طلوع آفتاب کی طرح دکھاتی ہے۔ قیامت کے راستے کا کس طرح حوالہ دیا جائے' کو قرآن استعمال کرتا اور کئی دوسری سورتوں میں بیان کرتا ہے۔

نیز سورہ قٓ میں' قرآن مجید' اظہار کے چمکدار' خوبصورت' پیارے اور ارفع طریقے سے قیامت کو ثابت کرتا ہے۔ کفار کے اس انکار کے ساتھ کہ بوسیدہ ہڈیوں کو دوبارہ زندگی کس طرح مل سکتی ہے۔ قرآن مجید اعلان کرتا ہے:

> اور ہم نے زمین کو بچھایا' اس میں (پہاڑوں کے) لنگر ڈالے اور اس میں ہر طرح کی خوش منظر نباتات اگائیں ہر اس بندے کی آنکھیں کھولنے کے لئے اور یاد دہانی کی خاطر جو (حق کی طرف) رجوع کرنے والا ہے اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی برسایا۔ پھر اس سے باغات اور کھیتی کے اناج اگائے اور کھجور کے درخت جس میں لمبے لمبے خوشے تہ بہ تہ لگتے ہیں' (پیدا کئے) یہ بندوں کے لئے رزق کا انتظام ہے اور اس پانی کے ذریعہ سے ہم مردہ زمین کو زندگی عطا کرتے ہیں۔ اسی طرح (مرے ہوئے انسانوں کا زمین سے) نکلنا ہوگا۔
>
> (قٓ ۵۰:۶ تا ۱۱)

سچ سچ' اس کے اظہار کا طریقہ پانی کی طرح بہتا ہے' ستاروں کی طرح چمکتا ہے اور اس طرح جس طرح کھجوریں جسم کی نشو و نما کرتی ہیں' یہ دل کو فرحت' خوشی اور غذا بہم پہنچاتا ہے۔

ثبوت اور مظاہرے کی سب سے زیادہ مسرت بخش مثال یہ ہے:

> یٰس قرآن حکیم کی قسم ہے یقیناً تم رسولوں میں سے ہو
>
> (یٰس ۳۶:۱ تا ۳)

یہ قسم اس امر کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیغمبری یا رسالت کا ثبوت اتنا یقینی اور سچا ہے کہ اس پر قسم اٹھائی جا سکتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں: آپ رسول ہیں' کیونکہ سچائی اور خدا کا کلام آپ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ حکمت پر مشتمل ہے اور یہ اعجاز کی مہر کا حامل ہے"۔

ایسی ایک دوسری مختصر اور اعجازی مثال یہ ہے:

(انسان نے) کہا: ''کون ہڈیوں کو' جبکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں گی' زندہ کرے گا؟'' آپ فرما دیجئے: ''انہیں وہی' جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا' زندہ کرے گا اور وہ تو ہر تخلیق سے پوری طرح باخبر ہے''۔

(یٰس ۳۶: ۷۷تا۷۸)

جیسا کہ کسی اور مقام پر وضاحت کی جا چکی ہے' ایک سپہ سالار جو ایک بہت بڑی منتشر فوج کو ایک دن میں دوبارہ اکٹھا کرتا ہے' یقیناً وہ ڈھول کی آواز پر' آرام کے لئے گئی ہوئی بٹالین کو اکٹھا کر سکتا ہے اور سپاہیوں کی ان کی پہلی پوزیشن [9] پر صف بندی کر سکتا ہے' ''اس پر یقین نہ کرنا غیر منطقی ہے''۔

اسی طرح سے قادر مطلق اور عالم الغیب اللہ تعالیٰ تمام زندہ مخلوقات کے ذرات کو' بغیر کسی جگہ کے لحاظ کے' صرف یہ کہنے سے:

''ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے''

(البقرۃ ۲: ۱۱۷)

مکمل ترتیب اور عقل کے توازن کے ساتھ جمع کر سکتا ہے اور ان سے اجسام کی تشکیل دے سکتا ہے جن کے نازک ترین حواس اور تیز ترین دماغ ہوں گے۔ ہر موسم بہار میں اللہ تعالیٰ فوج نما لامحدود جاندار جنسیں کرۂ ارض پر پیدا کرتا ہے۔ اگر وہ یہ کر سکتا ہے تو تم کیوں یہ خیال کرتے ہو کہ وہ ایک گزشتہ زندہ ہستی کے ذرات کو دوبارہ اکٹھا نہیں کر سکتا اور اسرافیل کے صور پھونکنے سے اسے نئے جسم کے ساتھ نہیں اٹھا سکتا؟

بطور رہنمائی' قرآن مجید اتنا موثر' دل میں کھب جانے والا' محافظ اور پر درد ہے کہ اس کی آیات روح کو حرارت کے ساتھ' دل کو مسرت کے ساتھ' عقل کو تعجب کے ساتھ اور آنکھوں کو آنسوؤں کے ساتھ بلند کرتی ہیں۔ صرف یہ ایک مثال اس امر کو ظاہر کرتی ہے:

پھر ایسی نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی تمہارے دل سخت ہو گئے گویا کہ وہ پتھر ہیں یا (پتھر سے بھی) زیادہ سخت اور بیشک پتھروں میں تو ایسے بھی ہیں کہ جن میں سے نہریں پھوٹ بہتی ہیں اور ان میں سے ایسے بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں اور ان میں سے پانی نکلتا ہے اور ان میں تو ایسے بھی

[9] دسویں لفظ کی نویں سچائی کے تیسرے موازنے میں۔

ہیں جو اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں اور اللہ اس سے' جو تم کرتے ہو' بے خبر نہیں ہے۔

(البقرۃ ۲:۷۴)

اس آیت سے جس کا بنی اسرائیل سے خطاب ہے' مراد ہے:

''حتی کہ ایک سخت چٹان آنسوؤں کے ساتھ روتی ہے جس طرح کہ ایک چشمہ اپنی بارہ آنکھوں سے پھوٹا جب اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھا اور پھر بھی تمہاری آنکھیں خشک اور دل سخت اور بے حس رہے تمہیں کیا ہو گیا ہے؟''۔

چونکہ اس آیت کے معنی کسی اور مقام پر تفصیل سے بیان کر دیئے گئے ہیں' اس لئے میں اس پر یہاں کوئی بحث نہیں کروں گا۔ [10]

جہاں تک خاموش کر دینے اور بحث میں غالب آنے کا تعلق ہے' مندرجہ ذیل آیت پر غور کیجئے:

اور اگر تم کو اس کتاب کے بارے میں' جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی' شک ہے تو اس کی مانند ایک ہی سورۃ بنا لاؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو۔

(البقرۃ ۲:۲۳)

اس آیت سے جس کا خطاب بنی نوع انسان اور جنوں سے ہے' مندرجہ ذیل مراد ہے:

اگر تمہارا خیال ہے کہ کسی انسان نے قرآن مجید لکھا ہے' تو تم اپنے میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح کسی ای کو اسی طرح کا کچھ بنانے دو' اگر وہ ایسا نہیں کر سکتا' تو تم اپنے سب سے زیادہ مشہور لکھنے والوں اور علماء کو بھیجو۔ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے' تو انہیں مل کر کام کرنے دو اور ان کے تمام تاریخ کے دیوتاؤں' سائنسدانوں' فلسفیوں' ماہر عمرانیات اور مصنفوں کو اسی طرح کا کچھ بنانے دو اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تو انہیں کوشش کرنے دو۔

---

[10] بارھویں لفظ میں پہلا مرکز کی یہ تفاصیل ہیں: ''اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے (البقرہ ۲:۳۴) بے شک اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو۔ (البقرہ ۲:۶۷) اور پھر ایسی نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی تمہارے دل سخت ہو گئے گویا کہ وہ پتھر ہیں یا (پتھر سے بھی) زیادہ سخت (البقرہ ۲:۷۴)

اس کے معنی کے اعجازی اور نا قابل نقل پہلوؤں کو ایک طرف رکھ کر۔ کہ وہ معنی کی ترتیب اور مضمون میں اس کے مساوی کام تخلیق کریں۔
'اچھا تم اس کی مانند گھڑی ہوئی دس سورتیں لاؤ۔'

(ھود۱۱:۱۳)

سے قرآن مجید کی مراد ہے:

جو تم لکھتے ہو وہ درست ہوتا نہیں ہے لیکن اگر تم اب بھی قرآن مجید کی لمبائی کے برابر مقابلے میں نہیں لا سکتے' تو اس جیسی دس سورتیں بنالاؤ۔ اگر تم یہ بھی نہیں کر سکتے تو ایک چھوٹی سی سورۃ بنالاؤ۔ اگر تم یہ نہ کر سکے۔ جسے تم کبھی نہیں کر سکتے۔ اگر چہ ایسی نااہلیت تمہاری عزت' دین' قومیت' زندگیوں اور جائداد کو خطرے میں ڈال دے گی' تم ذلیل ہو کر مرو گے۔

مزید برآں جیسا کہ
'تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔'

(البقرۃ۲:۲۴)

میں بیان کیا گیا ہے تم اور تمہارے بت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہیں گے اپنی نااہلیت کے آٹھ درجوں کو سمجھ لینے پر تم اور کیا کر سکتے ہو سوائے اس کے کہ تم آٹھ مرتبہ تسلیم کرو کہ قرآن مجید ایک معجزہ ہے؟

جہاں تک خاموش کر دینے کا تعلق ہے' تو اس امر پر غور کیجئے: قرآن مجید اور مندرجہ ذیل کی تفصیل کے بعد نہ کسی اور تفصیل کی ضرورت ہو سکتی ہے اور نہ ہے:

پس اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تم نصیحت کئے جاؤ کہ تم اپنے رب کے فضل سے کاہن ہو اور نہ مجنون۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ شخص شاعر ہے اور ہم اس کے حق میں گردشِ ایام کا انتظار کر رہے ہیں؟ ان سے کہو: انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔ کیا ان کی عقلیں ان کو ایسی ہی باتوں کا حکم دیتی ہیں یا پھر وہ سب سرکش لوگ ہیں؟ کیا یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو اس نے خود ہی گھڑ لیا ہے؟ نہیں' اصل بات یہ ہے کہ یہ ایمان نہیں رکھتے۔ اچھا تو انہیں چاہیے کہ یہ کوئی کلام اسی شان کا بنا

لائیں اگر یہ سچے ہیں۔ کیا یہ بغیر کسی خالق کے پیدا ہو گئے ہیں یا یہ خود ہی اپنے خالق ہیں؟ یا انہوں نے خود ہی آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ یقین نہیں رکھتے۔ کیا ان کے قبضے میں تیرے رب کے خزانے ہیں یا انہی کا حکم ان پر چلتا ہے؟ کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے کہ یہ اس پر چڑھ کر (عالم بالا کی) سن گن لیتے ہیں؟ اچھا تو وہ شخص جس نے کچھ سنا ہے اس میں سے کوئی کھلی دلیل لائے۔ کیا اللہ کے لئے تو بیٹیاں ہیں اور تمہارے لئے بیٹے ہیں؟ کیا تم ان سے کوئی اجر جس کی وجہ سے وہ اس زبردستی پڑی چٹی کے بوجھ تلے دب گئے ہیں مانگتے ہو؟ کیا ان کے پاس غیب کے حقائق کا علم ہے جسے وہ لکھ رہے ہیں؟ کیا یہ کوئی چال چلنا چاہتے ہیں؟ تو وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے ان کی چال انہی پر پڑے گی۔ کیا اللہ کے سوا ان کا کوئی معبود ہے؟ اللہ اس شرک سے پاک ہے جو یہ کرتے ہیں۔

(الطور ۵۲:۲۹ تا ۴۳)

یہ دکھانے کے لئے کہ کس طرح قرآن مجید اپنے مخالفین کو خاموش کراتا ہے میں ان آیات میں پائی جانے والی ان گنت صداقتوں میں سے صرف ایک پر بحث کروں گا۔ متعارف کرائے گئے پندرہ سوالوں کے ذریعے یا جو ایک تردید اور امر محال کا اظہار کرتے ہیں یہ تمام مخالفین کو خاموش کرا دیتا ہے تمام شکوک کو ختم کر دیتا ہے اور گمراہی کو ناممکن بنا دیتا ہے۔ یہ تمام پردوں کو جن میں وہ چھپ سکتے ہیں پھاڑ دیتا ہے اور ان کے مغالطوں کو ظاہر کر دیتا ہے۔ ہر سوال مغالطے کو آشکار کرتا ہے خاموش رہتا ہے جہاں مغالطہ واضح ہو اور مختصر طور پر کافروں کی بات کو غلط ثابت کرتا ہے (اس کی زیادہ تفصیل کہیں اور ہے) مثال کے طور پر ان کی یہ بات کہ نبی ایک شاعر ہے کا۔

"اور ہم نے اس نبیؐ کو شاعری نہیں سکھائی اور یہ چیز اس کے شایان شان نہیں تھی"۔

(یٰس ۳۶:۶۹)

کا حوالہ دیتا ہے اور گزشتہ سیکشن میں ان کا دعویٰ مندرجہ ذیل میں اپنا جواب پاتا ہے:

اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کچھ خدا ہوئے تو فساد برپا ہو جاتا۔

(الانبیاء ۲۱:۲۲)

ابتداء میں یہ کہتا ہے: ربانی احکام کو نشر کریں۔ تم ایک کاہن نہیں ہو کیونکہ ان کے الفاظ الجھے ہوئے ہوتے ہیں اور اٹکل پچو پر مشتمل ہوتے ہیں۔ تم مکمل یقین کے ساتھ سچ بولتے ہو اور پاگل نہیں ہو حتیٰ کہ تمہارے دشمن تمہاری مکمل فہم وفراست کی تصدیق کرتے ہیں" یا کیا وہ کہتے ہیں: "وہ ایک شاعر ہے ہم یہ دیکھنے کے لئے کہ کیا ہوتا ہے انتظار کریں گے" ان سے کہہ دیجئے: "انتظار کریں اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کروں گا" عظیم اور شاندار صداقتیں جو تم لاتے ہو شاعرانہ تصور اور مصنوعی سجاوٹ سے پاک ہیں۔

یا کیا ان کی عقلیں انہیں یہ کرنے کا حکم دیتی ہیں؟ یا بے حس فلسفیوں کی طرح کیا وہ خود اپنی عقلوں کو کافی سمجھتے ہیں اور اس بنا پر تمہاری پیروی کرنے سے انکار کرتے ہیں؟ کوئی بھی صحیح عقل تمہاری پیروی کا تقاضا کرتی ہے کیونکہ جو کچھ بھی آپ کہتے ہیں معقول ہے۔ تاہم انسانی فہم وفراست اس جیسا پیدا کرنے اور خود اسے سمجھنے سے قاصر ہے۔ یا کیا وہ گستاخ اور باغی ہیں؟ یا باغی ظالموں کی طرح کیا ان کا انکار صداقت کو نہ ماننے کی وجہ سے ہے۔ ہر شخص ایسے باغی ظالموں کے انجام کو جیسا کہ فرعون اور نمرود ہیں جانتا ہے۔

یا کیا وہ کہتے ہیں: "اس نے اسے ایجاد کیا ہے"۔ وہ یقین نہیں کرتے اور جھوٹے اور بددیانت منافقوں کی طرح آپ پر قرآن مجید ایجاد کرنے یا گھڑنے کا الزام لگاتے ہیں۔ تاہم اس وقت تک وہ آپ کو اپنے درمیان سب سے زیادہ امانت دار جانتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کو امین یا امانت دار محمد کہتے تھے۔ ان کی ایمان لانے کی نیت نہیں ہے۔ ورنہ انہیں ضرور قرآن مجید کی طرح ایک انسانی کارگزاری پالینی چاہئے۔

یا کیا وہ نیستی میں سے پیدا کئے گئے؟ یا ان فلسفیوں کی طرح جو زندگی کو بے سروپا اور بے مقصد خیال کرتے ہیں کیا وہ اپنے آپ کو بے مقصد بغیر خالق کے اور اپنے آپ پر چھوڑے ہوئے خیال کرتے ہیں؟ کیا وہ اندھے ہیں؟ کیا وہ یہ نہیں دیکھتے کہ کائنات حکمت اور ثمر باری کی خواہشات سے سجائی گئی ہے اور یہ کہ ہر ایک چیز کے فرائض ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی فرماں برداری کرتی ہے؟

یا کیا وہ خالق ہیں؟ یا مادہ پرستوں کی طرح جن میں سے ہر ایک فرعون کی طرح ہے کیا وہ اپنے آپ کو از خود زندہ اور از خود باقی اور جس چیز کی انہیں ضرورت ہے۔ پیدا کرنے کے قابل تصور کرتے

ہیں؟ کیا یہی وجہ ہے کہ وہ عقیدے اور عبادت کا انکار کرتے ہیں؟ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو پیدا کرنے والے خیال کرتے ہیں۔ لیکن وہ جو ایک چیز پیدا کرتا ہے' اسے ضرور ہر ایک چیز پیدا کرنے کے قابل ہونا چاہئے۔ خود پسندی اور خود بینی نے انہیں اتنا بیوقوف بنا دیا ہے کہ وہ ایسے بے بس وجود کو مطلق طاقتور فرض کرتے ہیں۔ وہ انسانیت اور عقل سے اتنا عاری ہوتے ہیں کہ وہ جانوروں اور بے جان اجسام سے بھی نچلے درجے پر ہوتے ہیں۔ سوان کے انکار سے غمگین نہ ہوں۔

یا کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو بنایا؟ نہیں' کیونکہ انہیں یقینی اعتقاد حاصل نہیں ہے۔ یا ان کی مانند جو خالق کا انکار کرتے ہیں کیا وہ خدا کا انکار کرتے ہیں اور اس لئے قرآن مجید کو نظر انداز کرتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو انہیں آسمانوں اور زمین کے وجود کا انکار کرنے دیں یا ان کے خالق ہونے کا دعویٰ کرنے دیں' تاکہ تمام ان کے عقل سے مکمل طور پر محروم ہونے کو دیکھ سکیں۔ ربانی ہستی اور توحید کے اتنے متعدد ثبوت ہیں جتنے کہ ستارے اور پھول۔ ایسے لوگ یقینی اعتقاد حاصل کرنے اور صداقت کو تسلیم کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے ورنہ وہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ کائنات کی اس کتاب کا' جس کے ہر ایک حرف میں ایک باب لکھا ہوا ہے' کوئی مصنف نہیں ہے جبکہ وہ یہ جانتے ہیں کہ ایک حرف کا ایک مصنف ضرور ہوتا ہے؟

یا کیا وہ تمہارے آقا کے خزانے رکھتے ہیں؟ یا کچھ گمراہ فلسفیوں اور برہمنوں کی طرح جو اللہ تعالیٰ کے آزاد ارادے کا انکار کرتے ہیں' کیا وہ نبوت کا انکار کرتے ہیں اور اس لئے آپ میں اعتقاد کا بھی؟ اگر ایسا ہے تو انہیں عقل کے تمام نقوش' مقصد' نظام' بامقصد نتائج' عنایات اور مہربانی کے کاموں کا' جو پوری کائنات میں نظر آتے ہیں' انکار کرنے دو۔ انہیں محتاط انتخاب اور مطلق ارادے اور تمام انبیاء کے معجزات کو ظاہر کرنے دو یا انہیں تمام مخلوقات پر کی گئی نوازشوں کے خزانوں پر قبضہ رکھنے کا دعویٰ کرنے دو اور انہیں ظاہر کرنے دو کہ وہ خطاب کے قابل نہیں ہیں۔ اگر یہ ایسا ہے تو ان کے انکار پر افسوس کا احساس نہ کرو۔

یا کیا وہ رجسٹراروں کی نگرانی کر رہے ہیں؟ یا کیا معتزلہ کی طرح جنہوں نے معاملات کا فیصلہ کرنے میں عقل کو مطلق مختار بنایا' کیا وہ اپنے آپ کو خالق کے کام کے اوور سیرز اور انسپکٹرز خیال کرتے ہیں؟ کبھی دل برداشتہ نہ ہوں اور ان کے انکار کو دل پر نہ لگائیں کیونکہ یہ لا حاصل ہے۔ یا کیا ان کے پاس ایک سیڑھی ہے جس پر سے وہ سنتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو ان میں سے کسی ایک کو واضح دلیل لانے دو۔

یا کاہنوں اور روحانیات کے ماہروں کی طرح' جو جنوں اور شیطان کی پیروی کرتے ہیں' کیا وہ تصور کرتے ہیں کہ انہوں نے عالم غیب کا ایک دوسرا راستہ دریافت کر لیا ہے؟ کیا وہ سوچتے ہیں کہ ان کے پاس ایک سیڑھی ہے جس کے ذریعے وہ آسمانوں پر چڑھیں گے جو ان کے شیطانوں کے نزدیک ہیں؟ کیا یہی وجہ ہے کہ وہ تمہاری فردوسی خوشخبریوں کا انکار کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا انکار بے معنی ہے۔

یا کیا اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور ان کے بیٹے؟ یا فلسفیوں کی طرح جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔ (جیسے دس ذہانتیں اور جنسوں کے ماہرین فن) صابئین (جو آسمانی اجسام اور فرشتوں کے ساتھ خدائی کو منسوب کرتے ہیں) یا وہ جو بیٹوں کو اللہ تعالیٰ سے منسوب کرتے ہیں' کیا وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ فرشتے اس کی بیٹیاں ہیں' اس حقیقت کے باوجود کہ ایسا فقید المثال اور ہمیشہ کے لئے سب کا مطلوب ہونے کے اس کی توحید اور مطلق آزادی اور جنس سے پاک فرشتوں کی معصومی اور نوکری کے خلاف ہے؟ کیا وہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنا سفارشی خیال کرتے ہیں اور اس لئے تمہاری پیروی نہیں کرتے؟ جنسی تعلقات تمام اتفاقی اور فانی موجودات کے ضرب دینے کے عمل' تعاون اور دوام کا یقین دلاتے ہیں۔

ایک عظیم مثال انسانیت ہے جس کے ارکان بے بس اور دنیا کے فریفتہ ہیں اور چاہتے ہیں کہ بچے ان کے وارث بنیں' اس کی ضروری اور دوامی ہستی کے لئے اس کی پدریت کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا طبعی خوبیوں سے اس کی مطلق بریت' ضرب اور تقسیم سے اس کی استثناء سراسر ہوتی ہے اور مطلق طاقت پدریت کو غیر ضروری بناتی ہے۔ حتیٰ کہ ان کا یہ قول کہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں زیادہ حیرت ناک ہے جبکہ وہ خود اپنی بیٹیوں کو عار کے مصادر خیال کرتے ہیں۔ یہ جان کر' ایسے لوگوں کے انکار کو ذہن میں جگہ نہ دو۔

یا کیا تم ان سے اجرت مانگتے ہو اور ان کو قرضے کے زیر بار رکھتے ہو؟ یا باغی اور سرکش' بخیل اور بلند نظر لوگوں کی طرح' کیا وہ ان احکام جو تم ان کو پہنچاتے ہو' نا قابل برداشت پاتے ہیں اور اس لئے وہ تم سے اجتناب کرتے ہیں؟ کیا وہ نہیں جانتے کہ تم اپنی اجرت کی صرف اللہ تعالیٰ سے توقع رکھتے ہو۔ وہ دولت کثیر کی نعمت کو وصول کرنا سخت پاتے ہیں اور پھر بھی اس کا دسواں یا چالیسواں حصہ انہیں غریب لوگوں کو دینا پڑتا ہے کیا وہ اسلام کی مخالفت کرتے ہیں تاکہ

انہیں زکوٰۃ [11] نہ دینا پڑے؟ ان کا انکار جواب کے قابل نہیں ہے اور انہیں سزا دی جائے گی۔

یا کیا عالم غیب ان کے قبضے میں ہے؟ کیا وہ اسے تحریر کر رہے ہیں؟ یا ان کی مانند جو غیب کا علم رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور وہ نام نہاد دانشوران جو اپنے مستقبل کے واقعات کے اندازے کو یقینی ہونا تصور کرتے ہیں' کیا وہ تمہاری غیب کی خوشخبریوں کو پسند نہیں کرتے؟ کیا ان کے پاس غیب کی کتابیں ہیں جو تمہاری غیب کی کتاب کی تردید کرتی ہیں؟

اگر ایسا ہے' تو یہ غلطی سے یقین کرتے ہیں کہ عالم غیب جو صرف پیغمبروں پر واضح ہے' جن پر ربانی وحی نازل ہوتی ہے اور جس میں کوئی مرد یا عورت خود داخل نہیں ہو سکتا' ان کے لئے کھلا ہے اور یہ کہ وہ صرف اس خبر کو لکھ رہے ہیں جو وہ اس سے حاصل کرتے ہیں۔ ایسے فریبی لوگوں کے انکار سے دل برداشتہ نہ ہوں کیونکہ وہ صداقتیں جو تم لاتے ہو' تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ان کے تصورات کو برباد کر دیں گی۔

یا کیا وہ تم کو فریب یا حکمت سے مغلوب کرنا چاہتے ہیں؟ جان لو کہ کافروں کو مغلوب کر لیا گیا ہے یا منافقوں اور گمراہوں کی طرح' کیا وہ دوسروں کو ان کے کفر میں ان سے ملنے کے لئے حوصلہ افزائی کرتے ہیں یا آپ کو ایک کاہن' ایک جادوگر یا ایک پاگل خیال کرتے ہیں؟ وہ حقیقت میں انسان نہیں ہیں اور اس لئے' آپ کو ان کے انکار اور چالاکیوں سے دل برداشتہ نہیں ہونا چاہئے' بلکہ آپ زیادہ جوشیلے ہو جائیں اور مشکل تر کوشش کریں کیونکہ ان کا مکروفریب صرف انہی کو دھوکا دیتا ہے۔ برائی کرنے میں ان کی ظاہری کامیابی عارضی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لئے تیار کیا گیا ایک تدریجی عذاب ہے۔

یا کیا خدا کے علاوہ ان کا کوئی اور دیوتا ہے؟ حمد ہو اللہ تعالیٰ کی۔ وہ اس سے بالا ہے جس کا وہ شرک کرتے ہیں یا مجوسیوں کی طرح جو دو خداؤں میں ایمان رکھتے ہیں (اچھائی کا خالق اور برائی کا خالق) اور وہ جو ہر ایک چیز کو سانحہ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اسے اپنے لئے حمایت کا نقطہ بناتے ہیں' کیا وہ جھوٹے خداؤں پر انحصار کرتے ہیں اور آپ سے بحث کرتے ہیں۔ کیا وہ اپنے آپ کو آپ سے بے تعلق خیال کرتے ہیں؟

---

[11] دولت کی واجب مقدار یا رقم جو ہر ایک بالغ مسلمان کو جو ایسا کر سکتا ہے' ہر سال سورۃ براۃ کی آیت ۶۰ میں مذکور آٹھ قسموں کے لوگوں میں سے کسی ایک یا سب کو ضرور دے۔ اس کی صحیح مقدار اور اس کے وصول کرنے والوں کا انحصار مختلف محرکات پر ہے۔

اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو وہ کائنات کے مکمل نظم اور نازک ربط سے اندھے ہیں:

اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کچھ خدا ہوتے تو ان میں فساد برپا ہو جاتا۔

(الانبیاء۲۱:۲۲)

ایک گاؤں میں دو نمبر دار یا بڑے آدمی' ایک قصبے میں دو گورنر یا ایک ملک میں دو حکمران ملک کے نظم و نسق کو ناممکن بنا دیں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے شریک ہوتے' کائنات کا نازک نظم و نسق اور ہم آہنگی ناممکن ہو جاتی۔ کیونکہ ایسے لوگ مکمل طور پر عقل' دانائی' معمولی فہم و فراست اور واضح حقائق کے خلاف عمل کرتے ہیں' ان کا انکار تمہیں اللہ تعالیٰ کے پیغام کا پہنچانا ترک کرنے کا باعث نہ بننے دے۔

ابھی تک میں نے صداقتوں سے لدی ہوئی ایسی آیات کے سینکڑوں جواہرات میں سے ایک کی تلخیص کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر میں ان کے جواہرات میں سے چند ایک اور کی تلخیص کر کے دکھا سکتا' تو تم یہ نتیجہ اخذ کرتے:

''ہر ایک آیت ایک معجزہ ہے''۔

تدریس اور تشریح میں قرآنی تفاصیل اتنی عجیب و غریب' خوبصورت اور رواں ہیں کہ ہر کوئی سب سے زیادہ کامل صداقتوں کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ اعجازی تفاصیل کا قرآن کئی گہری اور عمدہ صداقتوں کی اتنی صفائی اور بلاواسطہ طریقے سے تدریس اور تشریح کرتا ہے کہ یہ نہ تو انسانی ادراک کو مجروح کرتا ہے اور نہ عوامی مسلمہ آراء کی مخالفت کرتا ہے۔ بلکہ ایسی تفصیل اس کے ساتھ مطابقت رکھتی ہے جو ہمیں معلوم ہے۔

بالکل اسی طرح جس طرح ایک بچے سے خطاب کرتے ہوئے کوئی مناسب الفاظ استعمال کرتا ہے' قرآن مجید انسانی دماغ سے ربانی خطاب کا ایسا اسلوب استعمال کرتا ہے جو اس کے سامعین کے فہم کی سطح کے مناسب ہو۔ یہ تمثیل دار قصہ اخلاقی حکایت اور جائزے استعمال کرتا ہے تاکہ سب سے زیادہ اور عام ان پڑھ شخص بھی سب سے زیادہ مشکل ربانی خطاب اور اسرار کو آسانی سے سمجھ سکے۔ مثال کے طور پر آیت:

وہ رحمان (کائنات کے) تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہے۔

(طہٰ۲۰:۵)

ربانی سرداری ظاہر کرتی ہے گویا کہ یہ ایک سلطنت ہے اور اس کی سرکار کا کائنات کا انتظام کرنا گویا کہ وہ بادشاہ ہے جو اپنی سلطنت کے تخت پر بیٹھا اور اپنی حکمرانی کر رہا ہے۔

قرآن مجید' کائنات کے شان وشوکت والے خالق کا کلام' جو اس کے سب سے زیادہ اعلیٰ درجے کے ظہور سے صادر ہوا ہے' تمام درجوں پر سبقت لے گیا ہے۔ یہ ان کی رہنمائی کرتا ہے جو ان درجوں پر فائز ہوتے ہیں اور ہر ایک کو منور کرنے کے لئے ستر ہزار پردوں

میں سے گزرتا ہے۔فہم وذہانت کی تمام سطحوں تک روشنی کی شعاعیں ڈال کر یہ بلا لحاظ لوگوں کی قابلیت اور علمی سطح کے' اپنے معنی انڈیلتا ہے اور اپنی لامحدود تازگی اور ملائمت برقرار رکھتا ہے۔ یہ لوگوں کو آسان لیکن سب سے زیادہ ماہرانہ اور جامع طریقے سے سبق دینا جاری رکھتا ہے اور ان سے اپنی صداقت کو منواتا ہے۔تم اس میں جہاں کہیں دیکھو' تم اس کے اعجاز کی شعاع پاؤ گے۔

مختصر طور پر جب ایک قرآنی مرکب ناقص یا فقرہ جیسے 'تمام تعریف اللہ کے لئے ہے' تلاوت کیا جاتا ہے' تو یہ ایک ننھی سی مکھی اور پہاڑ (ایک غار) کے کان کو بھر دیتی ہے۔اسی طرح سے جس طرح اس کے معنی عظیم ترین فہم وفراست کو مکمل طور پر سیر کر دیتے ہیں' وہی الفاظ سب سے چھوٹی فہم وفراست کو تسکین بہم پہنچا دیتے ہیں۔قرآن مجید انسانوں اور جنوں کو تمام سطحوں تک اعتقاد کو پکارتا ہے اور اعتقاد کے علم میں ان کو نصیحت کرتا ہے۔اس حالت میں سب سے زیادہ ان پڑھ شخص اور تعلیم یافتہ شعبے کا سب سے زیادہ ممتاز رکن اس کے اسباق کی پیروی کرے گا اور اس سے فائدہ اٹھائے گا۔

قرآن مجید عقلی اور روحانی غذاؤں کے ساتھ پھیلا ہوا ایک ایسا سماوی دسترخوان ہے کہ شعور' عقل' دل اور روح کی تمام سطحوں کے موجودات اپنی خوراک لیتے ہیں اور ان کے ساتھ اپنی بھوک مٹاتے ہیں۔مزید برآں قرآن مجید کے معانی اور صداقتوں کے کئی اور خزانے ہیں جنہیں مستقبل کی نسلیں کھولیں گی۔ سارا قرآن مجید اس صداقت کی مثال ہے۔ پیشے فہم وفراست کی سطح اور اللہ تعالیٰ کے علم کے لحاظ کے بغیر' تمام مسلمان یہ اعلان کرتے ہیں:

''قرآن مجید ہمیں بہترین طریقے سے پڑھاتا ہے''۔

دوسری کرن

یہ کرن قرآن مجید کی غیر معمولی جامعیت' پانچ شعاعوں پر مشتمل ہے۔

پہلی شعاع

یہ قرآن مجید کے جامع الفاظ سے آتی ہے' جس پر گزشتہ لفظ اور ان آیات میں جن کے معانی اس لفظ میں نقل کئے گئے ہیں' بحث کی گئی۔ جیسا کہ احادیث میں نشان دہی کی گئی' ہر آیت کے خارجی اور داخلی معانی' حدود' اور اک کا نقطہ' شاخیں' ڈالیاں اور چھوٹی ٹہنیاں [12] ہیں۔

سورۃ النبأ سے

اور پہاڑوں کو ان کی میخیں یا مستول بنایا۔

(النبأ ۷۸:۷)

کے معنی ہیں: ''میں نے پہاڑوں کو تمہاری زمین کے لئے مستول اور نوکدار کھمبے کی طرح بنایا ہے''۔ عام لوگ پہاڑوں کو زمین کے اندر گڑے ہوئے دیکھتے ہیں اور نتیجہ پذیر مفادات اور عطیات کے لئے خالق کا شکر ادا کرتے ہیں۔ شاعر زمین کو ایک گراؤنڈ تصور کرتے ہیں جس پر آسمانوں کا گنبد' دور رس قوس میں' بجلی کے قمقموں سے مزین ایک بہت بڑے نیلے ٹینٹ کی طرح' نصب کیا گیا ہے۔ ان کی میخوں کی طرح پہاڑوں کو آسمانوں کے تلے میں کنارے کنارے واقع دیکھ کر' وہ حیرت میں شان و شوکت والے خالق کی عبادت کرتے ہیں۔ صحرا نشین پڑھے لکھے لوگ زمین کو ایک وسیع صحرا تصور کرتے ہیں اور اس کے پہاڑی سلسلوں کو کئی خانہ بدیشوں کے خیمے' وہ انہیں اس طرح دیکھتے ہیں گویا کہ زمین کو بلند کھمبوں کے اوپر پھیلا دیا گیا ہے اور گویا کہ کھمبوں کی تیز نوکوں نے زمین کا کپڑا اٹھا دیا ہے جنہیں وہ ان گنت مخلوقات کا گھر خیال کرتے ہیں۔ وہ حیرت میں شان و شوکت والے خالق کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں' جس نے ایسی مرعوب کن اور مضبوط چیزوں کو اتنی آسانی سے رکھا اور نصب کر دیا۔

ادبی رجحان رکھنے والے جغرافیہ دان زمین کو ہوا یا ایتھر میں چلنے والے بحری جہاز خیال کرتے ہیں اور پہاڑوں کو مستول جو جہاز کو توازن اور استحکام دیتے ہیں۔ مکمل قادر مطلق کے سامنے جس نے زمین کو اچھا تعمیر کردہ منظم جہاز' جس پر وہ ہمیں کائنات میں سے سفر کراتا ہے' وہ اعلان کرتے ہیں:

---

[12] صحیح ابن حبان ۱:۱۴۶' المناوی فیض القدیر ۳:۵۴۔

"(اے اللہ تعالیٰ!) آپ کی ثناء ہو۔ آپ کی تخلیق کتنی عالی شان ہے!"

فلسفی اور ثقافت کے مورخ زمین کو ایک مکان کے طور پر دیکھتے ہیں جس کی زندگی کا ستون حیوانی زندگی ہے جس کی باری باری سے 'ہوا' پانی اور زمین (زندگی کی شرطوں) نے کفالت کی ہے۔ ان شرطوں کے لئے پہاڑ لازمی ہیں کیونکہ وہ پانی کا ذخیرہ کرتے ہیں۔ نقصان دہ گیسوں کو رسوب بنا کے ماحول کو پاک کرتے ہیں اور گراؤنڈ کو دلدل بننے اور سمندر کے تاخت وتاراج کرنے سے محفوظ رکھتے ہیں۔ پہاڑ انسانی زندگی کی دوسری ضروریات کے لئے خزانے ہیں۔ وہ مکمل احترام کے ساتھ اس شان وشوکت اور سخاوت والے کارساز خالق کی تعریف کرتے ہیں' جس نے ان بڑے پہاڑوں کو زمین کے ستون' ہماری زندگی کا گھر بنایا ہے اور ہماری روزی کے خزانوں کا نگہبان مقرر کیا ہے۔

تاریخ طبعی کے ماہر کہتے ہیں:

"زلزلے اور بھونچال جو خاص زیر زمین بناوٹوں اور پگھلاوٹوں کی وجہ سے ہوتے ہیں' پہاڑوں کی نمود سے متوازن کئے گئے تھے۔ اس واقعے نے زمین کے محور اور مدار کو بھی متوازن کیا ہے۔ چنانچہ اس کی سالانہ گردش زلزلوں کی وجہ سے متاثر نہیں ہوتی۔ اس کا جوش اور غضب اس کے پہاڑ کے سوراخ میں سے بھاگنے سے خاموش ہو جاتا ہے"۔

وہ یقین کرلیں گے اور اعلان کردیں گے:

"ہر ایک چیز میں' جو اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے' حکمت ہے"۔

سورۃ الانبیاء میں ہے

آسمان اور زمین ایک ٹکڑا تھے' پھر ہم نے اس کے حصے کردیئے۔

(الانبیاء۲۱:۳۰)

پڑھے لکھے لوگوں کے نزدیک' جنہوں نے مادہ پرست فلسفے کا مطالعہ نہیں کیا ہے' 'ایک ٹکڑے کے' معنی ہیں کہ جب آسمان صاف اور بغیر بادلوں کے تھے اور زمین خشک اور بے جان تھی اور کسی چیز کے پیدا کرنے کے ناقابل تھی' اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو بارش سے اور زمین کو روئیدگی سے کھولا اور تمام زندہ چیزوں کو ایک قسم کی شادابی اور زرخیزی سے پیدا کیا۔ ایسے لوگ سمجھتے ہیں کہ ہر ایک چیز ایسے شان

والے قادر مطلق کا کام ہے کہ زمین کی سطح اس کا چھوٹا باغ ہے اور آسمان کے چہرے کو ڈھانپنے والے تمام بادل اس کو پانی دینے کا اسفنج ہیں۔ وہ اس کی طاقت کی عظمت کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

سخت گیر داناؤں کے نزدیک اس کے معنی ہیں:

"ابتداء میں آسمان اور زمین ایک بے صورت مادہ تھا جس میں سے ہر ایک گیلے گندھے ہوئے آٹے کی طرح مادہ پر مشتمل تھا اور وہ کچھ پیدا نہیں کرتا تھا۔ حکمت والے خالق نے ان کو الگ کر دیا اور انہیں لڑھکا دیا اور ہر ایک کو ایک دلکش شکل اور منفعت بخش صورت دے کر انہیں گونا گوں صورتوں اور مزین مخلوقات کے مآخذ بنا دیا"۔

یہ حکمت والے خداوند کریم کی جامعیت کی تعریف سے معمور ہو گئے ہیں۔

جدید فلسفی یا سائنس دان یہ سمجھتے ہیں کہ نظام شمسی کو گندھے ہوئے آٹے کے ڈلے کی طرح پگھلا دیا گیا تھا۔ پھر قادر مطلق اور خود قائم خداوند کریم نے اسے لڑھکا دیا اور سیاروں کو ان کی محتاط پوزیشنوں پر رکھا۔ اس نے سورج کو وہاں چھوڑ دیا جہاں یہ تھا اور زمین کو یہاں لایا۔ اس کی سطح پر زمین کو بچھا کر' اسے بارش سے پانی دے کر اور اسے سورج کی روشنی سے منور کر کے' اس نے دنیا کو قابل رہائش بنایا اور ہمیں اس پر رکھا۔ یہ لوگ دہریت کے دلدل سے بچ گئے ہیں اور اعلان کرتے ہیں:

"میں واحد' فقید المثال اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہوں"۔

سورۃ یٰس سے

اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے۔

(یٰس ۳۶:۳۸)

حرف یا سابقہ (ل)' جس کا ترجمہ یہاں' کی طرف' کیا گیا ہے' کی طرف (toward)' میں (in) اور برائے یا کے لئے یا کے (for) کے معانی ظاہر کرتا ہے۔ عام لوگ اسے کی طرف (toward) کے معنی میں پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ سورج' جو روشنی اور حرارت مہیا کرتے ہوئے ایک حرکت کرتا ہوا لیمپ ہے' ایک دن اپنے قرار کے مقام پر پہنچ جائے گا اور اپنا سفر ختم کر کے' ایک ایسی شکل اختیار کر لے گا جو انہیں کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ عظیم مہربانیوں کے متعلق غور کرنے سے' جو شان و شوکت والا خالق سورج کے ذریعے عطا کرتا ہے' وہ اعلان کرتے ہیں:

''تمام اللہ کے لئے ہے'تمام تعریف اللہ کے لئے ہے''۔

تعلیم یافتہ لوگ (ل) li کو کی طرف' (toward) کے معنوں میں بھی پڑھتے ہیں لیکن سورج کو بطور ایک لیمپ موسم بہار اور موسم گرما کی مشین میں بنے ہوئے اللہ تعالیٰ کی صنعت پارچہ بافی کے کپڑوں کے لئے شٹل یا پھرکی کے دیکھتے ہیں جیسے کہ سیاہی کی دوات جس کی سیاہی رات اور دن کے صفحات پر لکھی ہوئی ہمیشہ کے لئے تمام کے مطلوب خداوند کریم کے حرفوں کے لئے روشنی ہے۔ دنیا کے نظام پر'جس کی کہ سورج کی ظاہری حرکت ایک نشان ہے اور جس کی طرف یہ اشارہ کرتا ہے' خیال آرائی کرتے ہوئے' وہ حکیم خالق فن کے سامنے اعلان کرتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے کیسے کیسے عجائبات کا ارادہ کیا ہے''۔

اور اس کی حکمت کے سامنے اعلان کرتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ اس کو برکت دے''۔

اور سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

جغرافیہ دان فلسفیوں کے نزدیک ل (li) سے مراد میں (in) ہے اور خیال دلاتے ہیں کہ سورج اللہ تعالیٰ کے حکم کے ذریعے اور اس کے محور پر بہار جیسی حرکت کے ساتھ سورج اپنے نظام کو حکم دیتا اور آگے کو دھکیلتا ہے۔ اللہ جل شانہ کے سامنے' جس نے نظام شمسی جیسے بہت بڑے کلاک کو پیدا کیا اور اسے ایک ترتیب میں رکھا' وہ مکمل حیرت اور تعریف کے ساتھ پکار اٹھتے ہیں:

''تمام عظمت اور طاقت اللہ تعالیٰ کی ہے''

وہ مادہ پرست فلسفی کو ترک کرتے ہیں اور قرآن مجید کی حکمت کو گلے لگاتے ہیں۔

محتاط اور عقل مند علماء'ل' (li) کو اتفاقی اور متعلق فعل خیال کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ دانائے کل کارساز ظاہری حادثے کے پردے کے پیچھے کام کرتا ہے' اس نے سیاروں کو اپنے قانون ثقل کے ذریعے باندھ دیا ہے اور ان کو نمایاں لیکن باقاعدہ حرکت کے ساتھ اپنی عالمگیر دانائی کے مطابق گردش کرنے کا باعث بنایا ہے۔ کشش ثقل پیدا کرنے کے لئے' اس نے سورج کی اپنے محور کے گرد حرکت کو ایک ظاہری وجہ بنایا ہے۔ چنانچہ'ایک قرار کی جگہ' کے معنی ہیں ''سورج خود اپنے (شمسی) نظام کے نظم اور توازن کے لئے اس کی مقرر کردہ جگہ میں حرکت کرتا ہے''۔

خدائی قوانین کی طرح' وہ حرکت حرارت پیدا کرتی ہے' حرارت قوت پیدا کرتی ہے اور قوت

کشش ثقل پیدا کرتی ہے۔ سورج خدائی حکومت کا ایک قانون ہے۔ قرآن مجید کے صرف ایک حرف سے حکمت کی ایک ایسی مثال سمجھ کر دانا علماء اعلان کرتے ہیں:

''تمام تعریف اللہ کے لئے ہے۔ صحیح عقل قرآن مجید میں پائی جاتی ہے انسانی فلسفے کی وقعت تقریباً کچھ نہیں ہے''۔

اس 'ل' سے شعراء کو مندرجہ ذیل خیال سوجھتا ہے:

''سورج روشنی نشر کرنے والا ایک درخت ہے اور سیارے اس کے متحرک پھل۔ لیکن درختوں کے غیر مشابہ سورج کو ہلایا جاتا ہے تا کہ اس کے پھول نہ گریں۔ اگر اسے ہلایا نہ جائے وہ گر پڑیں گے اور بکھر جائیں گے''۔ وہ سورج کو اللہ تعالیٰ کے ناموں کی تلاوت کرنے والے دائرے کا رہبر بھی تصور کر سکتے ہیں' دائرے کے مرکز میں وجد کی حالت میں تلاوت کرتے ہوئے اور تلاوت کرنے کے لئے دوسروں کی قیادت کرتے ہوئے''۔

میں نے اس مفہوم کو کہیں اور بیان کیا ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل ہے:

سورج ایک ثمر بار درخت ہے' اس کو ہلایا جاتا ہے تا کہ اس کے سفر کرنے والے پھل گر نہ پڑیں۔ اگر یہ رک جاتا ہے اور اسے ہلایا نہیں جاتا' کشش ختم ہو جائے گی اور وہ جو اس کی طرف کھنچے ہوئے ہیں' فضائے بسیط میں سے روئیں گے۔

سورۃ البقرۃ میں سے

''اور یہی فلاح پانے والے ہیں''۔

(البقرۃ ۲:۵)

یہ عام آیت تخصیص نہیں کرتی کہ وہ کس طرح فلاح پائیں گے۔ چنانچہ ہر ایک شخص جان سکتا ہے جو وہ اس میں پیچھا کرتے ہیں۔ مفہوم عہد و پیمان ہے تا کہ یہ جامع ہو سکے۔ لوگ آگ سے بچنے اور جنت میں داخل ہونے یا ابدی مسرت حاصل کرنے کی دعا مانگتے ہیں۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کی رضا یا دیدار طلب کرتے ہیں۔ کئی مقامات پر قرآن مجید مفہوم کو نہ تو تنگ کرتا ہے اور نہ خاص کرتا ہے کیونکہ خاص چیزوں کو کہے بغیر یہ کئی معانی بیان کر سکتا ہے۔

اس کی تخصیص نہ کر کے کہ کس طرح وہ فلاح پائیں گے' اس سے مراد ہے:

"اے مسلمانو! اچھی خوش خبریاں! اے خدا سے ڈرنے والے شخص تمہیں دوزخ سے بچایا جائے گا۔ اے پرہیزگار شخص! تم جنت میں داخل ہو گے۔ اے اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والے شخص' تم خدا کی خوشنودی حاصل کرو گے۔ اے اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے! تمہیں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے نوازا جائے گا"۔

سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

"(اے نبیؐ!) خوب جان لو کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور اپنے قصور کی معافی مانگو"۔

(محمدؐ ۴۷:۱۹)

یہ آیت اتنے پہلو اور درجے رکھتی ہے کہ تمام بزرگ اپنے آپ کو اس کا محتاج سمجھتے ہیں اور اس سے اپنے رتبوں کے مناسب تازہ معنی اور روحانی غذا اخذ کرتے ہیں۔ یہ اس لئے ہے کیونکہ 'اللہ' ربانی ہستی کا بالکل جامع اسم یا نام ہے اور اس طرح سے اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید کے اتنے دعاوی یا حلفی بیان ہیں جتنے کہ ربانی ناموں کی تعداد: کوئی فراہم کرنے والا نہیں ہے مگر وہ (اللہ)' کوئی خالق نہیں مگر وہ (اللہ) کوئی رحم کرنے والا نہیں مگر وہ (اللہ) علی ھذا القیاس۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں ہزاروں فائدے ہیں اور یہ کئی مقاصد تلاش کرتا ہے جیسے رسول اکرمؐ کی تسکین اور دل جوئی کرنا' کافروں کو دھمکی دینا' منافقین کی مذمت کرنا اور یہودیوں کی ملامت کرنا۔ اس لئے مختلف پہلوؤں پر زور دینے کے لئے اسے کئی سورتوں میں دہرایا گیا ہے۔ اگرچہ تمام مقاصد ہر ایک مقام پر موزوں ہیں' تاہم صرف ایک بڑا مقصد ہے۔

سوال: تم کیسے جانتے ہو کہ قرآن مجید میں وہ تمام معانی داخل ہیں اور اس کی ان سب سے مراد ہے؟

جواب: چونکہ قرآن مجید ایک ابدی خطاب ہے جو تمام سطحوں پر اور تمام وقتوں میں بنی نوع انسان سے گفتگو کرتا اور انہیں تعلیم دیتا ہے' یہ ان تمام معانی کو اپنے اندر سمائے ہوئے ہے۔ اس کی ان سب سے مراد ہے اور یہ ان سب کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اپنے مقالے "اشارات الاعجاز" میں میں عربی گرامر کے اصول' علم انشاء' علم مفہومیات اور فصاحت کے قواعد استعمال کرتا

ہوں یہ ثابت کرنے کے لئے کہ قرآن مجید کے الفاظ میں مختلف معانی داخل اور مراد ہیں۔ مسلمان ماہرین قانون کے اجماع اور تعبیر اور قرآن مجید کے مفسر اور دینی اصول تحقیق کے علماء کے مطابق' قرآن مجید سے سمجھے ہوئے تمام پہلو اور معانی پر اس کے معانی کے درمیان غور کیا جا سکتا ہے اگر وہ عربی گرامر کے قواعد' اسلام کے اصولوں اور انشاء' مفہومیات اور فصاحت کے علوم کے ساتھ متفق ہیں۔

پہلی شعاع

قرآن مجید نے ہر ایک معنی کے لئے اس کے درجے کے مطابق ایک لغوی یا کنایہ آمیز نشان مقرر کر دیا ہے۔ اگر یہ کنایہ آمیز ہے' ایک اور نشان یا تو متن کے شروع میں ہے یا آخر میں یا معنی کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ایک اور آیت ہے۔ قرآن مجید کی ہزاروں تفسیریں اس کے انتخاب الفاظ کی غیر معمولی جامعیت کو ثابت کرتی ہیں۔ غرض مند قارئین زیادہ جامع (تاہم جزوی) بحث کے لئے میرے مقالے ''اشارات الاعجاز'' کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔

دوسری شعاع

اس کا تعلق قرآن مجید کے غیر معمولی جامع معنی سے ہے۔ سخت گیر یا سنجیدہ ماہرین قانون کے لئے مصادر عطا کرنے اللہ تعالیٰ کی معرفت کی جستجو کرنے والوں کے انوار' اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرنے کی کوششیں کرنے والوں کے طریقے کامل انسانی ہستیوں کے راستے اور اس کے معنی کے خزانوں سے حق کے متلاشی علماء کے مدارس کے علاوہ قرآن مجید نے ہمیشہ ان کی رہنمائی کی ہے اور ان کے راستوں کو روشن کیا ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے۔

تیسری شعاع

اس کا تعلق قرآن مجید میں شامل علم کی غیر معمولی جامعیت سے ہے۔ نہ صرف اس کا وسیع علم' شریعت' حقیقت اور دینی سلسلوں سے متعلق ان علوم کے مصدر سے ہے بلکہ قرآن مجید پچی حکمت اور اتفاقی واقعات (مادی دنیا) کے حلقوں کے سائنسی علم' ضرورت کی سلطنت (خدائی سلطنت) کے سچے علم اور آخرت کے باطنی علم کو بھی محیط ہے۔ مثال کے طور پر گذشتہ الفاظ یا کلمات پر غور کریں۔ اگرچہ وہ قرآن مجید کے علم کے سمندروں کے صرف پچیس قطرے ہیں۔ ان الفاظ میں غلطیاں میری ناقص سمجھ سے آئی ہیں۔

چوتھی شعاع

اس کا تعلق قرآن مجید کے غیر معمولی جامع نفس مضمون سے ہے' یہ انسانیت اور اس کے فرائض' کائنات اور اس کے خالق' آسمان اور زمین' یہ اور آئندہ دنیا اور ماضی' مستقبل اور ابدیت سے بحث کرتی ہے۔ یہ ہماری تخلیق اور زندگی سے متعلق تمام ضروری امور' کھانے اور سونے کے صحیح طریقوں سے لے کر خدائی فرمان اور مشیت کے مسائل' چھ دنوں میں کائنات کی تخلیق سے لے کر ہواؤں کے وظائف جن کا ان آیات۔

''ان ہواؤں کی قسم جو چلائی جاتی ہیں''

(المرسلٰت ۷۷:۱)

''ان ہواؤں کی قسم جو بکھیرتی ہیں''

(الذٰریٰت ۵۱:۱)

جیسی دوسری ایسی آیتوں میں اشارہ کیا گیا ہے'

وضاحت کرتی ہے۔ یہ کئی دوسرے عنوانات سے بحث کرتی ہے۔ جیسے

ہمارے دل اور ہمارے آزاد ارادے میں اللہ کی مداخلت:

اللہ اس (مرد یا عورت) اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے

(الانفال ۸:۲۴)

اور تم چاہ بھی نہیں سکتے مگر یہ کہ اللہ چاہے

(الدھر ۷۶:۳۰)

سے لے کر

اس کی آسمانوں پر گرفت:

اور آسمان اس کے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے

(الزمر ۳۹:۶۷)

تک

زمین کے پھولوں' انگوروں اور کھجوروں تک:

اور ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کئے

(یٰسٓ ۳۶:۳۴)

سے لے کر اس آیت:

''جب زمین اپنی پوری شدت سے ہلا ڈالی جائے گی''

(الزلزال ۹۹:۱)

میں بیان کئے ہوئے اچنبھے میں ڈالنے والے واقعہ تک

پھر وہ متوجہ ہوا آسمان کی طرف جبکہ وہ محض دھواں تھا

(حٰمٓ السجدہ ۴۱:۱۱)

سے لے کر

اس کے پہاڑ ڈالنے اور نہ ختم ہونے والی فضائے بسیط میں ستاروں کے بکھیرے جانے۔

امتحان اور آزمائش کے لئے اس دنیا کے بنانے سے

سے لے کر

اس کی

تباہی تک

قبر دوسری دنیا کے پہلے مرکز

سے لے کر

قیامت، پل صراط اور جنت کی ابدی خوشی تک

یہ ماضی پر بھی بحث کرتی ہے

بشمول جب تیرے رب نے اولادِ آدم میں سے یعنی ان کی پشتوں میں سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور ان کو (خود ان کے اوپر) گواہ بنایا تھا (اور پوچھا تھا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا تھا ہاں (تو ہی ہمارا رب ہے) ہم گواہی دیتے ہیں (یہ ہم نے اس لئے کہا تھا) کہ کہیں تم قیامت کے دن (نہ) کہو کہ ہم تو اس بات سے بے خبر تھے

(الاعراف ۷:۱۷۲)

حضرت آدم علیہ السلام کے جسم کی تخلیق اور ان کے دو بیٹوں کے درمیان کش مکش' فرعون کی قوم کا ڈوبنا اور پیغمبروں کی سوانح عمریاں اور قیامت کے دن کیا ہوگا:

کچھ چہرے اس دن تر و تازہ ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

(القیامۃ ۷۵:۲۲-۲۳)

قرآن مجید تمام ایسے ضروری اور اہم معاملات کو اس قادر مطلق اور شان و شوکت والے رب کے شایان شان' جو کائنات کا ایک محل کی طرح بندوبست کرتا ہے' اس دنیا اور آخرت کو دو کمروں کی طرح کھولتا اور بند کرتا ہے' زمین پر باغ کی طرح اور آسمانوں پر جو لیمپ سے مزین گنبد کی طرح ہیں' پر تسلط رکھتا ہے جس کی نظر میں ماضی اور مستقبل دن رات یا دو صفحات کی طرح ہیں اور ابدیت موجودہ وقت کے ایک نقطے کی طرح۔

ایک معمار کی طرح جو دو مکانوں کا' جس کو اس نے بنایا ہے' ذکر کر رہا ہے اور جو اس سامان کی فہرست بنا رہا ہے جو اس کو درکار ہیں' قرآن مجید اگر کوئی اس کو بیان کر سکے' اس کے لئے ایک موزوں اسلوب میں ایک تحریری فہرست یا پروگرام ہے جس نے کائنات بنائی ہے اور اس کا بندوبست کرتا ہے۔قرآن مجید بتلاتا ہے کہ یہ دنیا کے خالق کا کلام ہے۔اس میں کوئی چالبازی' حیلہ یا غیر ضروری تکلیف نہیں ہے اور نہ ہی نقل' مکروفریب یا دھوکے کا تاؤ یہ دوسرے کے نام پر بولنے کا بہانہ نہیں کرتا۔ دن کی روشنی کی طرح یہ اعلان کرتے ہوئے کہ وہ سورج سے ہے۔اپنے مطلق اصلی' خالص' صاف' سنجیدہ' بنیادی اور نمایاں اسلوب کی طرح' یہ اعلان کرتا ہے:

''میں کائنات کے خالق کا کلام ہوں''۔

کیا قرآن مجید اپنے کارساز اور مہربانیاں عطا کرنے والے کے سوا کسی دوسرے کا ہو سکتا ہے جس نے دنیا کو فن کے سب سے زیادہ بنیادی اور انمول کارنامے سے سجایا ہے اور اسے سب سے زیادہ خوش گوار مہربانیوں سے بھرا ہے؟ یہ ساری دنیا میں پر جوش تائید' مدح' تعریف اور شکریئے کی باجماعت دعاؤں کی آوازوں کے ساتھ گونجتا ہے اور اس نے دنیا کو ایک ایسا مکان بنا دیا ہے جہاں اسمائے الٰہی کی تلاوت کی جاتی ہے' جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جاتی ہے اور جہاں اس کے فن کے کارناموں کا تعجب کے ساتھ مطالعہ کیا جاتا ہے۔اگر سورج سے نہیں' تو دنیا کو منور کرنے والی روشنی کہاں سے آ سکتی

ہے؟ قرآن مجید کس کا نور ہوسکتا ہے' سوائے ابدی سورج کے جس نے کائنات کے معنی سے پردہ اٹھایا اوراسے روشن کیا ہے؟ کون اس کی طرح کا پیدا کرنے کی جرات کرسکتا ہے؟

یہ ناقابل تصور ہے کہ آرٹسٹ' جس نے اس دنیا کو اپنے فن کے کارناموں سے سجایا ہے' انسانیت سے خطاب نہ کرے' جو اس فن کی قدردانی اور حوالگی کرتا ہے۔ چونکہ وہ جانتا ہے اور بناتا ہے' وہ بات چیت کرے گا۔ چونکہ وہ بات چیت کرتا ہے' وہ قرآن مجید کے ذریعے بات چیت کرے گا۔ کس طرح اللہ تعالیٰ جو تمام سلطنت کا بادشاہ ہے' جو ایک پھول کی بناوٹ سے لاتعلق نہیں ہے' اس لفظ یا کلمے سے لاتعلق ہوسکتا ہے جو اس کی تمام سلطنت میں گونج رہا ہے؟ کیا وہ دوسروں کو اس کے اپنانے کی اجازت دے گا اور اس طرح سے اسے بے ہودگی اور بے معنی چیز میں بدل دے گا؟

پانچویں شعاع

یہ قرآن مجید کے جامع اسلوب اور اختصار سے تعلق رکھنے والی پانچ ترازو کی ڈنڈیوں پر مشتمل ہے۔

ترازو کی پہلی ڈنڈی: اسلوب میں قرآن مجید حیرتناک طور پر اتنا جامع ہے کہ ایک سورۃ میں پورا قرآن مجید سما سکتا ہے جس میں کہ کائنات سمائی ہوئی ہے۔ ایک آیت میں اس سورۃ کا خزانہ سمجھا جاسکتا ہے گویا کہ اکثر آیات چھوٹی سورتیں ہیں اور اکثر سورتیں چھوٹے قرآن ہیں۔

رہنمائی اور آسانی کے لحاظ سے' یہ اعجازی اختصار اللہ تعالیٰ کے فضل کا ایک بڑا تحفہ ہے کیونکہ اگرچہ ہر ایک کو قرآن مجید کی ہمیشہ ضرورت ہے۔ تاہم تمام لوگ اسے پڑھتے نہیں۔ چنانچہ وہ اس کی برکتوں سے محروم نہیں ہوتے' ہر ایک سورۃ ایک چھوٹے قرآن کا متبادل ہوسکتی ہے اور ہر ایک لمبی آیت ایک چھوٹی سورۃ کا۔ مزید برآں' روحانی تحقیق کے تمام لوگ اور علماء اس امر پر متفق ہیں کہ قرآن مجید' سورۃ الفاتحہ میں داخل ہے۔ جو خود بسم اللہ (اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو بڑا مہربانی نہایت رحم والا ہے) میں شامل ہے۔

ترازو کی دوسری ڈنڈی: قرآن مجید میں بنی نوع انسان [16] کو مطلوب علم کے تمام حوالے شامل ہیں۔ مزید برآں' یہ لوگوں کو دیتا ہے جن کی ان کو ضرورت ہے تاکہ: جو کچھ تم خواہش کرتے ہو،

[16] جیسے تشریحات' حقیقی علم کے پہلو اور انواع واقسام' اوامر ونواہی' وعدے اور دھمکیاں' حوصلہ افزائی اور امتناع' پابندی اور رہنمائی' قصے اور تمثیلات' خدائی علم اور احکام' طبعی علوم اور ہمارے شخصی' معاشرتی' روحانی اور دیگر دنیاوی زندگیوں کے قواعد وشرائط۔

کرتے ہو' قرآن مجید سے لو کیونکہ تمہاری جو بھی ضرورت ہے' اسے تصدیق کرنے والے علماء کے درمیان دور دور تک مشتہر کر دیا گیا ہے۔ اس کی آیات اتنی جامع ہیں کہ کسی بھی بیماری کا علاج اور کسی بھی ضرورت کا جواب اس میں سے تلاش کیا جا سکتا ہے۔ یہ ضرور ایسے ہونا چاہیے کیونکہ کتاب جوان تمام کامل لوگوں کی مطلق رہنما ہے جو ہر روز اللہ کی راہ میں آگے بڑھتے ہیں' ضرور اس خوبی کی حامل ہونی چاہئے۔

ترازو کی تیسری ڈنڈی: قرآن مجید کے بیانات مختصر مگر بالکل جامع ہیں۔ بعض اوقات ایک طریقے سے یہ اس ایک لمبے سلسلے کی پہلی اور آخری شرائط کا ذکر کرتا ہے جو اس تمام کو ظاہر کرتا ہے دوسرے اوقات میں یہ ایک لفظ میں بنائے دعویٰ کے کئی واضح' مبہم' تلمیحی یا خیال آمیز ثبوت رکھتا ہے۔

سورۃ الروم میں سے

> اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں کا اور زمین کا پیدا فرمانا اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا مختلف ہونا ہے۔
>
> (الروم۳۰:۲۲)

کائنات کے دو حصوں کی تخلیق کا ذکر کرنے سے' آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور انسانی زبانوں اور نسلوں کی انواع و اقسام' یہ آیت تمام جاندار اور بے جان موجودات کی تخلیق اور انواع و اقسام کا' بطور خدائی توحید کے نشان کے' خیال دلاتی ہے۔ یہ دانائے کل کارساز کے وجود اور اس کی توحید' جس نے پہلے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور پھر اس کے پیچھے دوسرے روابط لایا۔ آسمانوں اور زمین کو ستاروں کے ساتھ سجانے سے لے کر زمین کو جاندار مخلوقات سے آباد کر کے' سورج' زمین اور چاند کو باقاعدہ مدار دے کر اور دن اور رات کو تبدیل کرنے سے اور انتہائی کثرت کی صورتوں میں گفتگو اور رنگ میں امتیاز کرنے اور شخصیت کو انفرادیت دے کر۔

چونکہ وسیع آسمانوں اور زمین کا تخلیق کرنا ایک خاص فنکاری اور مقاصد ظاہر کرتا ہے' ایک بنانے والے کی فنکاری اور مقاصد' جس نے کائنات کی بنیاد آسمانوں پر رکھی' زمین اس کی تخلیق کے دوسرے حصوں میں بہت زیادہ نمایاں ہوگی۔ چنانچہ اس کو جو چھپایا گیا ہے' ظاہر کرنے اور جو ظاہر ہے اس کو چھپانے کے لئے آیت ایک انتہائی اختصار کا مظاہرہ کرتی ہے۔

نیز ہستی میں تمام دوسری چیزوں سے زیادہ غالباً امتیاز کرنے کا حیرتناک اور پر مقاصد نظام صاف طور پر ایک محتاط ضابطہ ظاہر کرتا ہے۔ اگرچہ کوئی شخص یہ فرض کر سکتا ہے کہ یہ نظام اتفاق سے مقرر کیا گیا ہے' تخلیق کے روابط ان کے ڈیزائنر کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

سو بوقت شام اور بوقت صبح اللہ کی پاکی بیان کرتے رہو

(الروم ۳۰:۱۷)

اور اسی کی شان سب سے بلند ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہ زبردست اور بڑی حکمت والا ہے

(الروم ۳۰:۲۷)

جواہرات' روشنیوں' معجزوں اور اعجازی اختصار کا ایک سلسلہ ہے۔ میں ان خزانوں کے ہیرے دکھانے کی خواہش رکھتا ہوں لیکن ایسا کرنے کو ملتوی کرتا ہوں۔

سورۃ یوسف سے

جوان دو قیدیوں میں سے بچ گیا تھا' اس شخص نے کہا اور ایک مدت کے بعد اسے یاد آیا (تو اس نے کہا) میں تمہیں اس کی تعبیر بتاؤں گا' مجھے یوسف کے پاس بھیج دیجئے۔ اے یوسف اے سراپا راستی!

(یوسف ۱۲ : ۴۵تا۴۶)

یہ روایت درمیان کے کئی واقعات فروگزاشت کرتی ہے۔ 'تو مجھے بھیج دیجئے اور اے یوسف! 'اے سراپا راستی' کے درمیان: (تو مجھے بھیج دیجئے) یوسف کے پاس تاکہ میں اس سے خواب کی تعبیر کے بارے میں پوچھوں' انہوں نے اسے بھیجا۔ وہ جیل میں آیا اور اس نے کہا: (یوسف.....) اس طرح سے قرآن مجید' بغیر کسی وضاحت کی کمی سے' مختصر اور مطلب ضرور بیان کر دیتا ہے۔

سورۃ یٰس سے

جس نے تمہارے لئے سبز درخت سے آگ بنائی

(یٰس ۳۶:۸۰)

اور باغی انسانیت کے قیامت کے انکار کے مقابلے میں:

ہڈیوں کو جبکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں گی' کون زندہ کرے گا؟

(یٰسٓ ۳۶:۷۸)

قرآن مجید فرماتا ہے:

''وہی اللہ جس نے انہیں پہلی دفعہ پیدا کیا' انہیں دوبارہ زندہ کرے گا۔ مزید برآں' وہی جس نے سبز درخت سے تمہارے لئے آگ بنائی' گلی سڑی ہڈیوں کو دوبارہ زندہ کر سکتا ہے''۔

آیت کا حصہ جس کا حوالہ دیا گیا ہے' مختلف نقطہ ہائے نظر سے قیامت پر بحث کرتی (اور اسے ثابت کرتی) ہے۔

اولاً: یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کو یاد دلاتی ہے۔ چونکہ قرآن مجید کہیں اور ان کی تفصیل بیان کرتا ہے۔ یہ ان کا یہاں صرف اشارہ کرتا ہے اصل میں اس کی مراد ہے:

''تم اس سے بچ یا چھپ نہیں سکتے' جس نے تمہارے لئے درختوں سے آگ بنائی' انہیں تم کو پھل دینے کا باعث بناتا ہے' تمہیں اناج اور پودے مہیا کرتا ہے' زمین کو' جس میں تمہاری تمام ضروریات ہیں' بچھونا بنانا اور دنیا کو ایک خوبصورت محل بنایا جس میں وہ تمام چیزیں ہیں جن کی تمہیں ضرورت ہے۔ تمہیں بیکار اور بغیر مقصد کے پیدا نہیں کیا گیا' اس لئے تم ہمیشہ کے لئے' بغیر جگائے جانے' آزاد یا قبر میں سونے کے لئے آزاد نہیں ہو''۔

ثانیاً: قیامت کے ثبوت کی طرف اشارہ کرنے میں' یہ سبز درخت کو یہ یاد دلانے کے لئے استعمال کرتا ہے:

''اے وہ لوگو جو قیامت کا انکار کرتے ہیں! درختوں کو دیکھو تم کس طرح اس ہستی کی طاقت کا انکار کر سکتے ہو جو موسم بہار میں بے شمار درختوں کو جو موسم سرما میں مر گئے اور سخت ہو گئے تھے' زندہ کرتا ہے؟ انہیں چھلکنے' برگ و بار لانے سے' وہ ہر ایک درخت پر قیامت کی تین مثالیں نمایاں کرتا ہے''۔

یہ ایک دوسرے ثبوت کی طرف اشارہ کرتا ہے اور اس کی مراد ہے: تم اسے کیسے اس کے غیر

شایانِ شان خیال کرتے ہو جو سخت، سیاہ اور بھاری درختوں میں سے عمدہ اور روشنی دینے والی آگ جیسی چیز بناتا ہے؟ تم کیسے کہتے ہو کہ وہ آگ جیسی زندگی اور روشنی جیسی آگاہی لکڑی جیسی ہڈیوں کو نہیں دے سکتا؟'' اس کے علاوہ، یہ ایک دوسرے ثبوت کی طرف اشارہ کرتا ہے: کائنات میں ہر ایک چیز اس کے ماتحت ہے اور اس کے نافرمانوں پر انحصار کرتی ہے جو آگ کو پیدا کرتا ہے جب خانہ بدوش دو سبز درخت کی شاخوں کو باہم رگڑتا ہے اور نئی چیزیں پیدا کرنے کے لئے مخالف خصلتوں کی مصالحت کراتا ہے۔ تم اس کی کیسے مخالفت کر سکتے ہو اور قیامت کو خلاف قیاس کرتے ہو؟'' مزید برآں یہ اس مشہور درخت کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کے نزدیک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہلی وحی حاصل کی اور اس امر کی طرف خیال دلاتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقصد ایک ہی ہے۔ چنانچہ یہ بالواسطہ طور پر تمام انبیاء کے انہی لازمی شرائط کی رضامندی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور اس کے علاوہ اس لفظ یا کلمہ کے معنی کے متین خزانوں کا اضافہ کرتا ہے۔

ترازو کی چوتھی ڈنڈی: قرآن مجید کا اختصار سمندر کو گھڑے میں پیش کرنے کی مانند ہے۔ عام انسانی دماغوں کے لئے رحم اور ادب کے لحاظ سے، خاص موقع پر خاص واقعہ کے ذریعے یہ سب سے زیادہ جامع اور عالمگیر اصول اور عام قوانین دکھاتا ہے۔ کئی ایسی مختصر مثالوں میں سے صرف چند ایک مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

☆ بیسویں لفظ کے پہلے مرکز پر تین آیات کی تشریح میں کئی چیزیں تجویز کی جاتی ہیں۔ بنی نوع انسان کو تمام چیزوں کے اسماء یا نام سکھانے کا مطلب ہے کہ مردوں اور عورتوں کو تمام علم اور سائنس حاصل کرنے کی قوت دی گئی ہے۔ فرشتوں کا آدم کو سجدہ اور شیطان کا ایسا کرنے سے انکار کے معنی ہیں کہ سب سے زیادہ جانور ہمارے اختیار میں رکھے گئے ہیں جبکہ تکلیف دینے والے حیوانات (جیسے شیطان اور سانپ) اس طرح سے اصلاح پذیر نہیں ہوں گے۔ اسرائیل کے گائے ذبح کرنے کے ذکر کے معنی ہیں کہ گائے کی پرستش (جسے مصر سے لیا گیا اور اسرائیلیوں کے بچھڑے کو سامری کے ذریعے سجایا ہوا دکھایا گیا: طٰہٰ ۲۰: ۸۵تا۸۸) کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چھری سے تباہ کر دیا گیا یہ ذکر کرنا کہ کچھ چٹانوں سے دریا بہہ نکلے، دوسری پھٹ پڑیں تاکہ ان میں سے پانی جاری ہو جائے اور یہ کہ مزید چٹانیں اللہ تعالیٰ کے ڈر سے دھاکے سے گر پڑیں (البقرہ ۲: ۷۴) واضح طور پر بیان کرتا ہے کہ زیرِ زمین چٹانوں کے پرت پانی کی زمین دوز شریانوں کو اپنے میں سے گزرنے کی اجازت دیتی ہیں اور یہ کہ

زمین کے آغاز میں ان کا ایک کردار ہے۔

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے کا ہر ایک مرکب ناقص اور جملہ ایک عالمگیر اصول کی طرف اشارہ کرتا ہے اور اسے بیان کرتا ہے مثال کے طور پر آیت:

ہامان! میرے لئے ایک اونچا محل بناؤ

(المومن ۴۰:۳۶)

میں' قرآن مجید کا مطلب ہے: ''فرعون نے اپنے وزیر ہامان کو حکم دیا میرے لئے ایک اونچا محل بناؤ۔ میں آسمانوں کو دیکھوں گا اور آسمانی واقعات میں سے یہ دیکھنے کی کوشش کروں گا کہ آیا کوئی ایسا خدا ہے جس کا کہ موسیٰ علیہ السلام دعویٰ کرتا ہے''۔

اس خاص واقعے اور محل یا ٹاور کے واسطے سے' قرآن مجید فرعونوں کے ایک عمدہ رواج کی طرف اشارہ کرتا ہے: فطرت کی عبادت کرنے والے جو بغیر پہاڑوں کے کھلے صحراؤں میں رہتے تھے' خدا میں ایمان نہ لانے کی وجہ سے جادو اور دوبارہ تجسیم میں یقین رکھنے والے وہ پہاڑوں کے لئے ایک گہری تمنا کو عزیز جانتے تھے اور لوگوں پر خدائی حکومت کی طرح مطلوب اقتدار کا دعویٰ کرتے تھے۔ اپنے نام اور شہرت کو دوام بخشنے کے لئے انہوں نے اپنے مصالحہ لگے اور خشک جسموں کے لئے پہاڑوں کی طرح اہرام بنائے۔

سورۃ یونسؑ سے

سو آج ہم تیرے جسم کو بچالیں گے

(یونسؑ ۱۰:۹۲)

فرعون کے ڈوبنے کا ذکر کر کے' قرآن مجید تجویز کرتا ہے: ''چونکہ تمام فرعون تجسم یا انسانی شکل میں یقین رکھتے تھے' انہوں نے اپنے آپ کو دوام بخشنے کے لئے انہوں نے اپنے جسموں کو مرنے کے بعد ممی بنوایا۔ چنانچہ ان کی لاشیں اب تک زندہ رہ گئی ہیں۔ اگر چہ ممی نہ بنوایا گیا اس فرعون کا جسم' جو اپنی فوج کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیچھا کرتے ہوئے ڈوب گیا تھا' انیسویں صدی کے قریب کے سالوں میں دریائے نیل میں پیٹ کے بل اوندھی پائی گئی۔ یہ ایک واضح قرآنی معجزہ ہے' جس کی زیر بحث آیت میں صدیوں پہلے قرآن مجید نے پیشن گوئی کردی تھی۔

سورۃ یونس سے

جنہوں نے تم کو بدترین عذاب میں مبتلا کر رکھا تھا تمہارے بیٹوں کو
ذبح کرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رہنے دیتے تھے

(البقرۃ ۲:۴۹)

یہ آیت بنی اسرائیل کے ساتھ فرعون کی بدیوں اور ظلموں کا ذکر کرتی ہے۔ یہ واضح طور پر یہودیوں کا کئی مقامات اور اوقات میں جم غفیر کی شکل اور تاریخ میں یہودی عورتوں کے شر انگیز کردار کے ادا کئے جانے میں قتل عام کا بھی حوالہ دیتی ہے:

اور یقیناً تم ان (یہودیوں) کو جینے کا سب سے بڑھ کر حریص پاؤ گے

(البقرۃ ۲:۹۶)

اور تم ان میں سے اکثر کو دیکھتے ہو کہ گناہ اور ظلم وزیادتی کے کاموں میں اور حرام کھانے میں دوڑ دھوپ کرتے ہیں یقیناً وہ کام جو یہ کر رہے ہیں' بہت ہی برے ہیں

(المائدۃ ۵:۶۲)

اور وہ زمین میں فساد مچانے کی خاطر دوڑ دھوپ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا

(المائدۃ ۵:۶۴)

اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں متنبہ کر دیا تھا تم ضرور زمین میں دو مرتبہ فساد مچاؤ گے۔

(بنی اسرائیل ۱۷:۴)

اور زمین میں فساد پھیلاتے مت پھرو۔

(البقرۃ ۲:۶۰)

یہ آیات بنی نوع انسان کی معاشرتی زندگی کے خلاف یہودیوں کی دو عام آفت ناک سازشوں کو بیان کرتی ہیں۔ یہودیوں نے سود مرکب استعمال کیا ہے جس نے انسانی معاشرتی زندگی کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ سرمایے کے خلاف انہوں نے غریب کو امیر کے خلاف جدوجہد کرنے کے لئے آگے بڑھایا ہے اور غیر قانونی طریقوں کے ذریعے بنکوں کے بنانے اور دولت کے انبار لگانے کا

باعث بنے ہیں۔ نیز وہ عام طور پر وہی قوم رہے ہیں جوان ریاستوں یا حکومتوں سے بدلہ لینے' جنہوں نے انہیں نقصان پہنچایا یا شکست دی ہے' بغاوت انگیز کمیٹیوں میں داخل ہو گئے ہیں یا جنہوں نے انقلابات میں شرکت کی ہے۔

سورۃ الجمعہ میں سے

اے لوگو جو یہودی بن گئے ہو! اگر تمہیں گھمنڈ ہے کہ تم اللہ کے
چہیتے ہو دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر' تو موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو' اور یہ موت
کی ہرگز نہ تمنا کریں گے

(الجمعہ ۶۲:۶ تا ۷)

مدینہ منورہ کی یہودی جماعت کے دعوے کی تردید کرنے کے لئے نازل کی گئی یہ آیات بیان کرتی ہیں کہ یہودی' جو اپنی زندگی کی محبت اور موت کے ڈر سے مشہور ہیں' ان امتیازی اوصاف کو آخری دن تک ترک نہیں کریں گے۔ آیت

اور ان پر ذلت اور محتاجی مسلط ہو گئی

(البقرۃ ۲:۶۱)

ان کی تمام تقدیر کو بیان کرتی ہے ان کی نطرت اور خطرات کے ایسے عام اور دہشت ناک پہلوؤں کی وجہ سے' قرآن مجید ان کے ساتھ بڑی سختی سے سلوک کرتا ہے اور بڑی تندی سے ان پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کی قرآنی تفصیل کے ان دوسرے پہلوؤں کا موازنہ کریں۔ ترازو کی اس ڈنڈی میں بیان کی ہوئی اعجاز کے اختصار کی شعاع کی مانند' قرآن مجید کے سادہ الفاظ اور خاص عناوین کے پس منظر میں اعجاز کی کئی شعاعوں پر غور کریں۔

ترازو کی پانچویں ڈنڈی: یہ قرآن مجید کے غیر معمولی مقصد' نفس مضمون' معنی' اسلوب' خوبصورتی اور لطافت سے تعلق رکھتی ہے۔ جب توجہ سے اس کا مطالعہ کیا جائے' اس کی سورتیں اور آیات' خاص طور پر اول الذکر کے افتتاحی جملے اور موخر الذکر کی شروعات اور خاتمے' واضح طور پر ظاہر کرتے ہیں کہ اس میں الجھاؤ کا کوئی نشان نہیں ہے اور یہ باوجود اس حقیقت کے کہ یہ فصاحت کی تمام اقسام عمدہ گفتگو کی تمام انواع واقسام' بلند اسلوب کی تمام اقسام' اچھے اخلاق اور خوبیوں کی تمام مثالیں' اللہ تعالیٰ کی معرفت کے تمام اشارے' انفرادی اور معاشرتی زندگی کے تمام مفید قواعد اور تخلیق کی عظیم وجوہات اور مقاصد کو منور کرنے والے تمام قوانین پر محیط ہے۔

درحقیقت' ایسا مکمل اور جامع کام صرف اس قادر مطلق کا کارنامہ ہو سکتا ہے جو ہر ایک چیز کو ایک ترتیب میں رکھتا ہے۔ یہ صرف قرآن مجید جیسے معجزوں کے مصدر کا غیر معمولی کارنامہ ہو سکتا ہے جو صداقت کو دیکھتا اور دکھاتا ہے۔ علم غیب سے واقف ہے اور ہدایت بخشتا ہے۔ ایسے کارنامے کے صرف دل میں کھب جانے والے بیانات اشیاء اور واقعات پر پڑے ہوئے معمولی پردے کو چیر سکتے ہیں جو کفر کی طرف لے جانے والی مرکب جہالت (جیسے دہریت اور مادہ پرستی) کا باعث بنتا ہے اور اس پردے کے پیچھے انوکھا پن دکھاتا ہے۔ اس کے ثبوت کی صرف ہیرا نما تلوار فطرت پرستی (گمراہی کا منبع) تباہ کر سکتی ہے' اپنی گرج نما آوازوں کے ساتھ عدم توجہی کی موٹی تہوں کو ہٹا سکتی ہے اور ہستی کے مخفی معانی اور تخلیق کے اسرار کو کھول سکتی ہے' جو فلسفیوں اور سائنس دانوں کے قابلیتوں سے ماوراء ہیں۔

دوسری کتابوں کے غیر مشابہ' قرآن مجید خاص مربوط مضامین پر بتدریج منکشف دلائل کے سلسلے کا تعاقب نہیں کرتا' بلکہ اس کی آیات یہ تاثر دیتی ہیں کہ ہر ایک آیت یا آیات کا مجموعہ ایک وقت میں بہت سنجیدہ اور اہم پیغام کے ضوابط کے طور پر الگ بھیجا گیا تھا۔ خالق کائنات کے علاوہ کون خالق کائنات اور اس کے خالق سے متعلق اتنی اطلاع دہانی جتنی کہ قرآن مجید ہے' جاری رکھ سکتا ہے؟ کون شان والے خالق کو گفتگو کرنے اور کائنات کو اتنی سچائی سے گفتگو کرنے کا باعث بناتا ہے۔ درحقیقت' کائنات کا مالک بات چیت کرتا ہے اور کائنات کو سب سے زیادہ سنجیدگی اور صداقت سے اور سب سے زیادہ ارفع اسلوب میں' قرآن مجید میں بلواتا ہے۔

کوئی بھی اس میں تقلید کا کوئی نشان تلاش نہیں کر سکتا کیونکہ اس میں کوئی ایسا نشان ہے ہی نہیں۔ بفرض محال کوئی مسلیمہ کذاب کی طرح ظاہر ہوا اور اس نے کائنات کے قادر مطلق و جبار اور شان والے خالق کو بلوا لیا اور کائنات کی اپنی خواہش کے مطابق اللہ تعالیٰ سے بات چیت کرا دی' تو تقلید اور جھوٹے دعوے کے ان گنت نشانات ہوں گے ان لوگوں کا' جو بہت ہواؤں میں اترتے ہیں' ہر ایک طریقہ' خواہ ادنی ترین حالتوں میں ہو ان کی بہانے بازی ظاہر کرتا ہے۔ مندرجہ ذیل آیات پر غور کریں جو قسم کے ساتھ اعلان کرتی ہیں:

> قسم ہے تارے کی جب وہ ڈوبنے لگے' تمہارا رفیق نہ بھٹکا ہے اور نہ بہکا اور وہ اپنی خواہش نفس سے بولتا نہیں ہے۔ یہ کلام نہیں ہے مگر ایک وحی جو نازل کی جا رہی ہے۔

(النجم ۵۳:۱ تا ۴)

تیسری کرن

یہ قرآن مجید کی اعجازی پیشن گوئی' اس کی تازگی اور تمام سطحوں کی فہم سے خطاب کرنے کی قابلیت سے' بلالحاظ وقت اور جگہ کے' تعلق رکھتی ہے۔ یہ کرن تین چمکوں پر مشتمل ہے۔

پہلا پہلو

قرآن مجید ماضی کی خبر دیتا ہے' اگرچہ ایک امی کے ذریعے بھیجا گیا' قرآن مجید ایک سنجیدہ اور طاقتور طریقے سے تمام انبیاء کے' حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خوشخبری کے وقت تک کے اہم تجربات اور ان کے مشن کے بڑے پہلوؤں کا ذکر کرتا ہے۔ اطلاع جو یہ فراہم کرتا ہے' عموماً گذشتہ الہامی کتابوں کے عرف عام میں یک جان بیانات پر منطبق ہوتی ہے۔ یہ ان کے ان الفاظ کی بھی تصحیح کرتی ہے جن پر ان کی تحریف شدہ صورتیں اختلاف رکھتی ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید کامل بصیرت والی نگاہ رکھتا ہے جو ماضی کو گذشتہ الہامی کتابوں سے بہتر جانتی ہے۔

اس کے ماضی کی تفصیل کچھ عقلی نہیں ہے لیکن یہ روایتی ہو سکتی ہے۔ روایت عموماً پڑھے لکھے اشخاص سے مخصوص/ جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امی (1) تھے۔ جبکہ گذشتہ انبیاء کے قصے زیادہ تر مکی سورتوں میں مذکور ہیں' ان کے بارے میں مکہ میں ان کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ مزید برآں' روایات جزوی طور پر سنی سنائی بات پر مبنی اور عموماً سچ اور جھوٹ کے مرکبات ہوتی ہیں۔ لیکن قرآن مجید ماضی کے واقعات پر اس طرح گفتگو کرتا ہے کہ وہ ان کو دیکھ رہا ہے۔

یہ واقعات کے ایک لمبے سلسلے میں سے مغز نکالتا ہے اور اپنے دلائل اس مغز کے ذریعے پیش کرتا ہے۔ اس لئے ان میں پائے جانے والے اقتباسات' تلخیصات اور اشارات ظاہر کرتے ہیں کہ وہ جو ان کو پیش کرتا ہے' ماضی کے تمام امتداد دیکھتا ہے۔ بالکل اسی طرح' جس طرح سے ایک ٹھوس تلخیص' ایک عمدہ اقتباس اور ہدایت کرنے والی مثال ایک ماہر کی مہارت اور ماہرانہ علم ظاہر کرتا ہے' خاص واقعات میں سے چنے ہوئے قرآن مجید کے بڑے نکات اور اہم مرکزی خیال ظاہر کرتے ہیں کہ وہ جو انہیں چنتا ہے سب کا کامل احاطہ کرنے والا علم رکھتا ہے اور انہیں غیر معمولی مہارت کے ساتھ بیان کرتا ہے۔

---

(1) مزید یہ کہ مقامی لوگ ماضی کے متعلق آپؐ کو بتا نہیں سکتے تھے۔

دوسرا پہلو

یہ قرآن مجید کی پیش گوئیوں کی قسموں سے تعلق رکھتا ہے' ایک کا تعلق بزرگوں اور روحانی کشف سے ہے۔ مثال کے طور پر محی الدین ابن العربی نے کئی پیش گوئیاں سورۃ الروم سے تلاش کیں۔ امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ نے حروف مقطعات (خاص سورتوں کے آغاز میں انفرادی اور امتیازی حروف) میں مستقبل کے کئی واقعات کی علامات دریافت کیں۔ اس کے داخلی پہلوؤں' باطنی معانی اور تخلیق کے علماء کے لئے' قرآن مجید پیش گوئیوں سے بھرا پڑا ہے۔ بغیر تفصیل میں گئے ہوئے میں صرف ایک پر اپنی نگاہ مرکوز کروں گا اور کچھ مثالیں دینے پر اکتفا کروں گا۔

قرآن مجید کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب ہے:

پس صبر کریں یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے

(الروم ۳۰:۶۰)

تم اللہ کے اذن سے پورے اطمینان کے ساتھ ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے۔ اپنے سر منڈھواؤ گے اور اپنے بال ترشواؤ گے اور تمہیں کوئی خوف نہ ہوگا

(الفتح ۴۸:۲۷)

وہی ہے وہ ذات جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کردے

(الفتح ۴۸:۲۸)

رومی (عرب سے) قریب ترین سرزمین میں مغلوب ہو گئے اور وہ اپنے مغلوب ہو جانے کے بعد جلد ہی غالب ہو جائیں گے چند سالوں میں اللہ ہی کا سارا اختیار ہے۔

(الروم ۳۰:۲تا۴)

سو عنقریب تم بھی دیکھ لو گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں سے کون دیوانہ ہے۔

(القلم ۶۸:۵تا۶)

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ شخص شاعر ہے اور ہم اس کے حق میں گردش ایام کا انتظار کر رہے ہیں؟ ان سے کہو: ''تم انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں کے ساتھ ہوں''

(الطور۵۲:۳۰تا۳۱)

اللہ لوگوں (کے شر) سے تم کو بچالے گا

(المائدہ۵:۶۷)

اور اگر تم کو اس (کتاب) کے بارے میں شک ہے جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی تو اس کی مانند ایک ہی سورت بنالاؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بھی بلالو اگر تم سچے ہو لیکن اگر تم (ایسا) نہ کر سکو اور تم ہرگز نہ کرسکو گے تو آگ سے ڈرو

(البقرۃ۲:۲۳تا۲۴)

کہو: ''اگر آخرت کا گھر اللہ کے ہاں تمہارے ہی لئے مخصوص ہے' دوسروں کے لئے نہیں' تو موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو'' اور وہ ہرگز تمنا نہیں کریں گے

(البقرۃ۲:۹۴تا۹۵)

عنقریب ہم اپنی نشانیاں آفاق میں بھی اور ان کے اپنے نفس میں بھی انہیں دکھائیں گے یہاں تک کہ ان کے سامنے یہ بات کھل کر آجائے گی کہ یہ کتاب حق ہے۔

(حٰم السجدۃ۴۱:۵۳)

(ان سے) کہہ دیجئے: ''اگر کہیں تمام جن وانس مل کر اس بات کی کوشش کریں اس بات کی کہ اس قرآن کے مانند کوئی چیز لے آئیں تو وہ اس کی مثل نہ لاسکیں گے اور اگرچہ وہ سب ایک دوسرے کے مددگار ہو جائیں

(بنی اسرائیل۱۷:۸۸)

اللہ ایسے لوگوں کو' جو اللہ کے محبوب ہوں گے اور انہیں اللہ سے محبت

ہوگی' لائے گا وہ مسلمانوں پر مہربان اور کفار کے لئے سخت ہوں گے وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور ملامت والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے

(المائدۃ ۵:۵۴)

کہو: ''تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ وہ عنقریب تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا۔ پھر تم انہیں پہچان بھی لو گے''

(النمل ۲۷:۹۳)

کہہ دیجئے: ''وہ رحمان ہے ہم اس پر ایمان لائے اور ہمارا اسی پر بھروسہ ہے۔ سو عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون کھلی گمراہی میں پڑا ہوا ہے

(الملک ۶۷:۲۹)

اللہ نے وعدہ فرمایا ہے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے کہ وہ ان کو زمین میں ضرور خلیفہ بنائے گا جس طرح اس نے ان لوگوں کو جو ان سے پہلے تھے خلیفہ بنایا تھا اور ان کے لئے ان کے اس دین کو ضرور مضبوط بنیادوں پر قائم کر دے گا جسے اللہ نے ان کے لئے پسند کر لیا ہے اور ان کی حالت خوف کو امن سے ضرور بدل دے گا۔

(النور ۲۴:۵۵)

ان آیات میں کی گئی تمام پیشن گوئیاں درست نکلیں۔ چنانچہ اگر ایک شخص جو سخت ترین تنقیدات اور اعتراضات کا سزاوار تھا' جس میں خواہ ایک خطا بھی اس کے مقصد کی ناکامی کی طرف لے جانے کے لئے یقینی تھی' تو غیر متذبذبانہ اور اعتماد سے اور ایسے سنجیدہ طریقے سے' یہ بغیر کسی شک کے ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنے بارے میں نہیں بولتا بلکہ اس کے بارے میں بولتا ہے جو وہ اپنے ابدی معلم یعنی خداوند کریم سے حاصل کرتا ہے۔

تیسرا پہلو

اس کا تعلق اس سے ہے جو قرآن مجید غیب' خدائی صداقتوں اور آخرت کی حقیقتوں کے متعلق بتلاتا ہے۔ تخلیق کی کچھ صداقتیں بھی اس زمرے میں شمار کی جا سکتی ہیں۔

ان میدانوں میں قرآن مجید کی تشریحات غیب کے متعلق اہم معلومات میں سے ہیں' بنی نوع انسان گمراہی کے راستوں میں سے سیدھی سمت میں آگے نہیں بڑھ سکتے اور غیب کی صداقتوں یا حقیقتوں تک نہیں پہنچ سکتے۔ فلسفے اور سائنسدانوں کے مکاتیب کے درمیان گھرے اور نہ ختم ہونے والے

اختلافات یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ان کے عظیم ترین ذہین انسان بھی ان صداقتوں کی کم از کم مقدار بھی غور و فکر کی امداد کے بغیر دریافت نہیں کر سکتے۔ پاک وصاف روحوں' مصفی دلوں' ترقی پذیر جانوں اور قرآن مجید سے تکمیل پائی ہوئی عقل وفراست کے ساتھ بنی نوع انسان ان صداقتوں اور حقیقتوں کو محسوس اور قبول کر سکتے تھے اور پھر صرف یہ کہہ سکے: "اللہ تعالیٰ قرآن مجید کو برکت دے!" کوئی مرد اور عورت آخرت کے واقعات' حالات' رنگ ڈھنگ' مراحل بشمول قبر کی زندگی کو خود دریافت اور محسوس نہیں کر سکتا۔ تاہم قرآن مجید کی روشنی کے ذریعے کوئی ان کو سمجھ سکتا ہے گویا کہ صاف طور پر ان کو دیکھ رہا ہے اور ان کا مشاہدہ کر رہا ہے۔ تم دسویں لفظ یا کلمے کی طرف رجوع کر سکتے ہو جو اس امر سے بحث کرتا ہے کہ کس طرح اس آخرت کی غیب کی دنیا کے متعلق قرآن مجید کی تشریحات درست اور سچی ہیں۔

دوسری چمک

اس کا تعلق قرآن مجید کی تروتازگی سے ہے جسے برقرار رکھا گیا ہے گویا کہ یہ ہر دور میں نئے سرے سے نازل کیا گیا ہے۔ تمام بنی نوع انسان سے خطاب کرنے والی ایک ابدی تقریر کے طور پر' بلا لحاظ وقت' جگہ اور فہم کی سطح کے' اسے کبھی نہ مرجھا جانے والی تازگی رکھنی چاہئے اور یہ رکھتا ہے۔ ہر نئی نسل کو قرآن مجید اتنا متاثر کرتا ہے کہ کوئی اسے خود اس کی طرف نازل کیا ہوا خیال کرتا ہے اور اس سے ہدایات لیتا ہے انسانی الفاظ اور قوانین پرانے ہو جاتے ہیں اور انہیں نظر ثانی اور تبدیلی کی ضرورت ہوتی ہے لیکن قرآن مجید کے قوانین اور اصول اتنے مستحکم اور مضبوط اور لازمی انسانی فطرت اور تخلیق کے نہ تبدیل ہونے والے قوانین کے موافق ہوتے ہیں کہ وقت کا گزرنا ان پر کوئی اثر نہیں رکھتا بلکہ قرآن مجید کی سچائی' جواز اور قوت اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔

یہ بیسویں صدی کو بشمول اہل کتاب [12] اپنے آپ پر گزشتہ صدیوں سے زیادہ پر اعتماد ہے اور فی الواقع قرآنی حکمت کی جس کا آغاز اس آیت سے ہوتا ہے:

> کہہ دیجئے: "اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو یکساں ہے ہمارے ہاں اور تمہارے ہاں یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ ذرا بھی شرک نہ کریں اور نہ ہم سب سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا رب بنائے"
>
> (آل عمران ۳:۶۴)

---

[12] یہودی اور عیسائی۔

زیادہ ضرورت ہے۔

ہماری موجودہ تہذیب نے' جو انسانی اور شاید جنوں کے خیالات کی پیداوار ہے' نے قرآن مجید کے ساتھ بحث کرنے کا انتخاب کرلیا ہے۔ یہ اپنی دلکشی اور کششوں کے ذریعے اس کے اعجاز کو رد کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ قرآن مجید کے اعجاز کو اس نئے اور خوفناک مخالف کے ثابت کرنے کے لئے اور اس آیت:

> (ان سے) کہہ دیجئے: "اگر تمام جن وانس کہیں مل کر کوشش کریں اس بات کی کہ اس قرآن کے مانند کوئی چیز لے آئیں تو وہ اس کی مثل نہ لا سکیں گے اگرچہ وہ سب ایک دوسرے کے مددگار ہو جائیں"
>
> (بنی اسرائیل ۸۸:۱۷)

کے چیلنج کو برقرار رکھنے کے لئے' میں موجودہ تہذیب کے اصولوں اور بنیادوں کا اور قرآنی اصولوں اور بنیادوں کا موازنہ کروں گا۔

اولاً: اب تک کئے گئے تمام تقابل اور معیار اور ان میں شامل تمام صداقتیں اور آیتیں جدید تہذیب پر قرآن مجید کے اعجاز اور فوقیت کو ثابت کرتی ہیں۔

ثانیاً: جیسا کہ بارہویں لفظ میں قابل یقین طریقے سے استدلال کیا گیا: جدید تہذیب بتلاتی ہے کہ معاشرتی زندگی میں حمایت کا نقطہ قوت یا طاقت ہے' زندگی کا مقصد ذاتی منفعت کا حاصل کرنا ہے' جنگ زندگی میں رشتے کا اصول ہے' طبقات کے درمیان رابطہ نسل پرستی اور منفی قومیت ہے' اس کے ثمرات جنسی خواہشات اور انسانی ضرورتوں کی بہتات کی تسکین ہے۔

اس کے علاوہ قوت جارحیت کو دعوت دیتی ہے اور ذاتی منفعت کی تسکین مادی ذرائع کے لئے کشمکش کا باعث بنتی ہے۔ کشمکش جدوجہد کو پیدا کرتی ہے۔ نسل پرستی دوسروں کو ہڑپ کر کے اپنے آپ کو پروان چڑھاتی ہے اور اس طرح سے جارحیت کے لئے راستہ بناتی ہے۔ اس طرح سے' جدید تہذیب کے فوائد اور مثبت پہلوؤں کے باوجود صرف بیس فیصد لوگ سطحی طور پر مطمئن ہیں جبکہ اسی فیصد تکلیف اور مصیبت میں ہیں۔

اس کے برعکس' قرآن مجید' حق' معاشرتی زندگی میں حمایت کا نقطہ تسلیم کرتا ہے' زندگی کا مقصد نیکی اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو خیال کرتا ہے' اور دین' پیشے اور شہریت کو طبقات کے درمیان بندھنوں کے طور پر تسلیم کرتا ہے۔ یہ خواہش نفسانی کے غیر اخلاقی حملوں کے خلاف باڑ لگانے کی کوشش کرتا ہے'

روح کو اپنی ارفع آرزوؤں کو سرفراز اور پورا کرنے کے لئے مجبور کرتا ہے اور لوگوں کی پختگی کے لئے حوصلہ افزائی کرتا اور انہیں صحیح طور پر انسان بناتا ہے۔

حق اتحاد کے لئے منادی کرتا ہے' نیکی باہمی حمایت اور باہمی اتحاد لاتی ہے۔ باہمی امداد کا مطلب ایک دوسرے کی مدد کرنا ہے۔ دین اخوت (اور بھناپے) باہمی لبھاؤ کا تحفظ کرتا ہے جبکہ جنسی خواہش کو قابو میں رکھنا اور روح کو کمال حاصل کرنے کے لئے مجبور کرتا اس دنیا میں اور آخرت میں مسرت لاتا ہے۔

چنانچہ اس کے گذشتہ ادیان اور خاص طور پر قرآن مجید سے' جو اپنے قابل اتفاق پہلوؤں کا سبب بناتا ہے' مستعار لینے سے جدید تہذیب قرآن مجید کا مقابل پیش نہیں کر سکتی۔

ثالثاً: میں قرآن مجید کے کئی مضامین اور احکام کی کچھ مثالیں دوں گا۔ چونکہ اس کے قوانین اور اصول وقت اور فضائے بسیط سے ماوراء ہیں' وہ متروک نہیں ہوتے۔ مثال کے طور پر باوجود اس کی تخریبانہ بنیادوں' اصول اور اخلاقی تربیت کے اداروں اور سخت ضوابط' قوانین اور قواعد کے جدید تہذیب مندرجہ ذیل امور میں قرآن مجید سے شکست کھا گئی ہے۔

پہلا تقابل

نماز قائم رکھو اور زکوۃ دیا کرو

(البقرۃ۲:۴۳)

اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام کر دیا ہے۔

(البقرۃ۲:۲۷۵)

جیسا کہ میرے مقالے "اشارات الاعجاز" میں وضاحت کی گئی ہے' مندرجہ ذیل دو رویے تمام انقلابات اور معاشرتی طوفان انقلابات اور تمام اخلاقیوں کی ناکامیوں کی جڑ کے اسباب ہیں ان کی بالترتیب اس طرح تلخیص کی جا سکتی ہے:

> "اگر دوسرے بھوک سے مرتے ہیں تو مجھے اس وقت تک اس کی پرواہ نہیں ہے جب تک کہ میرا پیٹ بھرا ہوا ہے" اور "تمہیں ضرور میری آسائش کی محنتوں کو برداشت کرنا چاہیے' تمہیں ضرور کام کرنا چاہیے تاکہ میں کھا سکوں"۔

ایک پرامن معاشرتی زندگی ممتاز افراد (دولت مند) اور عام افراد (غریب) لوگوں کے

درمیان توازن پر منحصر (1) ہے۔ یہ معیار اول الذکر کی فکر اور خدا ترسی اور موخر الذکر کے احترام اور فرماں برداری کے توازن پر مبنی ہے۔ پہلے رویے کو نظر انداز کرنا دولت مندوں کو غلط کاری' غصب' بداخلاقی اور بے رحمی پر اکساتا ہے۔ دوسرے رویے کو نظر انداز کرنا غریبوں کو دولت مندوں کے ساتھ نفرت' دشمنی' حسد اور چپقلش کی طرف چلاتا ہے۔ اس تصادم نے گزشتہ دو یا تین صدیوں کا معاشرتی امن برباد کر دیا ہے' خاص طور پر یورپ کے معاشرتی طوفانی انقلابات نے' جو سب کے ساتھ مزدور اور سرمایہ دار کے درمیان صدیوں پرانی جدوجہد میں مستحکم ہیں۔

باوجود اس کے تمام خیراتی معاشروں کے' اخلاقی تربیت گاہوں اور سخت قوانین وضوابط کے' جدید تہذیب نے نہ تو ان دو معاشرتی طبقوں سے صلح کی ہے اور نہ ہی انسانی زندگی نے ان دو معاشرتی طبقوں کو صحت یاب کیا ہے۔ تاہم' قرآن مجید پہلے رویے کی بیخ کنی کرتا ہے اور زکواۃ کے ذریعے اس کے زخموں کو مندمل کرتا ہے اور دوسرے رویے کو راندہ قانون قرار دینے کی حمایت کی بیخ کنی کرتا ہے۔ قرآن مجید دنیا کے دروازے پر کھڑا ہے اور سود کو برخاست کرتا ہے۔ یہ ہمیں بتلاتا ہے کہ اگر تم معاشرتی تصادم اور جدوجہد کو ختم کرنا چاہتے ہو' تو سود میں مشغول نہ ہو" اور اپنے طالب علموں کو ایسی چیزوں سے اجتناب کرنے کا حکم دیتا ہے۔

دوسرا تقابل

جدید تہذیب کثرت ازواج کو معاشرتی زندگی میں غیر دانش مندانہ اور غیر مفید ہونے کی وجہ سے رد کرتی ہے' اگرچہ اگر شادی کا مقصد جنسی تسکین ہو تو کثرت ازدواج اس کو پورا کرنے کا قانونی طریقہ ہوگا۔ خاص حالات میں قرآن مجید ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت دیتا ہے۔ تاہم جیسا کہ جانوروں اور پودوں میں بھی مشاہدہ کیا گیا ہے' جنسی تعلقات کا مقصد اور اس کی حکمت نسلی تسلسل ہے۔ اس سے حاصل فرحت ایک چھوٹی ادائیگی ہے جو رحمت خداوندی نے اس فرض کو محسوس کرنے کے لئے ٹھہرائی ہے۔

---

(1) سعید نوری لفظ 'ایلیٹ' (Elite) ان لوگوں کے لئے استعمال کرتے ہیں جو زکوۃ دے سکتے ہیں اور لفظ 'ماس' (Mass) ان لوگوں کے لئے استعمال کرتے ہیں جو زکوۃ لینے کے قابل ہیں۔ یہ القاب اضافی ہیں کیونکہ وہ دولت مندی کے مقامی معیار پر منحصر ہوتے ہیں۔ چونکہ اسلام مسلمانوں کے درمیان گہرے معاشرتی و معاشی شگاف پڑنے کی اجازت نہیں دیتا' ان گروہوں کے درمیان شگاف زیادہ بڑا نہیں ہے۔ آج کے کئی مسلمان معاشروں میں' دونوں گروہوں کے ارکان متوسط طبقے میں پائے جا سکتے ہیں۔ چونکہ زکوۃ کا بڑا مقصد غریبوں کے لئے ہے کہ وہ اپنے خاندانوں کے لئے کافی رقم وصول کریں، زکوۃ پر غور و خوض کرتے وقت یہ اسلام کے نقطہ نظر سے دیئے گئے زندگی گزارنے کے معیار کو مد نظر رکھیں گے۔

شادی جنس کے نسلی تسلسل اور دوام کے لئے ہوتی ہے ایک سال میں زیادہ سے زیادہ ایک دفعہ جننے کے قابل ہونے' ایک ماہ کے نصف کے دوران حاملہ ہونے' پچاس سال کی عمر کے لگ بھگ حیض کی دائمی بندش میں داخل ہونے سے' ایک عورت ایک مرد کے لئے عام طور پر نا کافی ہوتی ہے' جو کہ بعض اوقات ایک سو سال کی عمر تک بھی عورت کو حاملہ کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر صورتوں میں جدید تہذیب عصمت فروشی کو برداشت کرتی ہے۔

تیسرا تقابل

جدید تہذیب ایک عورت کو وراثت میں سے ایک تہائی (اپنے بھائی کے حصے کا نصف) دینے پر نکتہ چینی کرتی ہے جبکہ ایک مرد کو دو تہائی دیا جاتا ہے۔ تاہم عام قواعد اور قوانین بنانے کے لئے عام حالات کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ اس معاملے میں ایک عورت عام طور پر مرد کو اس کی کفالت کرتے پاتی ہے جبکہ ایک مرد کو کسی دوسرے کی ذمہ داری لینا پڑتی ہے۔ [17]

یہ امر واقع ہے کہ ایک عورت کے خاوند کو اس عورت کے وراثت کے حصے اور اس کے بھائی کے حصے کے درمیان فرق کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ اس کے برعکس اس عورت کا بھائی اپنی بہن کے حصے کو برابر کرنے کے لئے اپنی وراثت کا نصف حصہ اپنی بیوی پر خرچ کرے گا۔

چوتھا تقابل

قرآن مجید بت پرستی سے منع کرتا ہے اور مورتیوں کی عبادت کی' جو بت پرستی کی نقل ہو سکتی ہے' مذمت کرتا ہے۔ تاہم جدید تہذیب' زندہ موجودات کی سنگ تراشی اور تصویر کھنچوانے کے لئے خاص انداز سے بیٹھنے کو جس کی قرآن مجید مذمت کرتا ہے' اپنی خوبیوں میں سے ایک گردانتی ہے۔ سایوں کے ساتھ یا سایوں کے بغیر (سنگ تراشی اور زندہ موجودات کی تصویریں) پتھر بنائی گئی زیادتی (پتھر میں دکھائی گئی زیادتی)' مجسم دکھاوا یا بخیل کاری ہیں' جو تمام لوگوں کو ظلم' خود نمائی اور وہم پر مجبور کرتے ہیں۔

---

[17] قرآن مجید کے مطابق' ایک خاوند قانونی طور پر اپنے خاندان کی کفالت کرنے کا ذمہ دار ہے' خواہ کتنی ہی دولت مند ہو' بیوی کی کوئی قانونی ذمہ داری نہ ہے کہ وہ خاندان کی روزی میں مدد کرے۔ دوسرے چونکہ بیوی اپنی دولت میں اضافہ کرنے کے لئے تجارت جیسی مہم کے ذریعے آزاد ہے' قرآن مجید بیوی کو مجبور نہیں کرتا کہ معاشی طور پر وہ اپنے خاوند پر انحصار کرے۔ اس لئے قرآن مجید کی وراثت کی تقسیم نفسیاتی' معاشرتی اور معاشی محرکات اور نتائج رکھتی ہے۔ مزید معلومات کے لئے سعید نورسی کا "گیارھواں حرف" دیکھئے۔

دردمندی کے خیال سے' قرآن مجید عورتوں کو اپنی عزت کو برقرار رکھنے کے لئے شرم وحیا کا نقاب پہننے اور ان کو سفلی جذبات کے تماشے میں ڈھلنے سے بچنے کے لئے یا خواہش نفسانی کے بھڑکانے میں استعمال ہونے سے بچنے کا حکم دیتا ہے۔ جدید تہذیب نے عورتوں کو گھروں سے نکال باہر کیا ہے۔ ان کے نقابوں کو پھاڑ کے ایک طرف رکھ دیا ہے اور انسانیت کو خرابی کی طرف گامزن کر دیا ہے۔ خاندان کی زندگی شرم وحیا والے مردوں اور عورتوں کے درمیان باہمی محبت اور عزت پر مبنی ہوتی ہے۔ جدید تہذیب نے پرخلوص محبت اور احترام کو برباد کر دیا ہے اور خاندانی زندگی کو زہر آلود کر دیا ہے۔

مجسمے اور تصویریں خاص طور پر جو فحش ہیں' اس اخلاقی بگاڑ اور روحانی خواری میں ایک بڑا حصہ رکھتی ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح ایک خوبصورت عورت کی میت کو دیکھنے سے جو دردمندی اور جنسی خواہش کی مستحق ہے' اخلاق تباہ ہو جاتا ہے۔ ہوسناکی سے زندہ عورتوں کی تصویروں کو دیکھنا' جو چھوٹی میتوں کی طرح ہیں' اعلیٰ انسانی جذبات کو تکلیف دیتا اور دوسری طرف متوجہ کرتا ہے اور اعلیٰ انسانی احساسات کو جھنجھوڑتا اور برباد کر دیتا ہے پھر آخر میں اس دنیا میں تمام لوگوں کے لئے مسرت حاصل کر لینے کے علاوہ قرآنی احکام اپنی ابدی خوشی بجالاتے ہیں' دوسرے مضامین کا مذکورہ مضامین کے ساتھ تقابل کریں۔

موجودہ تہذیب معاشرتی زندگی اور انسانیت کے لئے قرآن مجید کے قواعد اور اصولوں کے سامنے شکست خوردہ ہے۔ اب تک لکھے گئے الفاظ بنیادی طور پر گیارہواں اور بارہواں لفظ' اس امر کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ یورپین فلسفہ اور سائنس پرستی اور اس تہذیب کی روح قرآن مجید کی حکمت کے سامنے مجبور ہیں۔ اس کے علاوہ جب اس کا موازنہ اس کی ادبی خوبیوں سے کیا جائے' جن کو ایک باوقار عاشق کے روحانی سربلندی عطا کرنے والے نغموں سے جو عارضی جدائی یا ہیرو کے جنگ نامے سے پیدا ہوئے ہوں اور اپنے سامعین کے لئے فتح اور بڑی قربانیوں کے لئے حوصلہ افزائی کرتے ہیں تو جدید تہذیب کا ادب اور مبالغہ یتیم کا مایوس اور غمزدہ واویلا یا شرابی کا شور لگتے ہیں۔

ادب اور صفاحت وبلاغت کے اسلوب غم یا خوشی کو جنم دیتے ہیں۔ غم دو قسم کا ہوتا ہے' تنہائی اور کسی تحفظ اور حمایت کی کمی یا محبوب سے جدائی۔ پہلا مایوس کن ہے اور جدید گمراہ فطرت پرستی اور بے احتیاط تہذیب پیدا کرتا ہے۔ دوسرا اعلیٰ اور مسرورکن ہے اور دوبارہ ملاپ کے لئے امید اور شوق جگاتا ہے یہ ہے وہ قسم جو قرآن مجید کی ہدایت دینے والی اور روشنی بکھیرنے والی ہے۔

خوشی بھی دو قسم کی ہے۔ پہلی بیہمانہ خواہشات (جیسے نام نہاد فنون لطیفہ' ڈرامہ اور سینما وغیرہ) ابھارتی ہے۔ دوسری جنسی خواہش کو روکتی ہے اور (ایک باوقار اور معصومانہ طریقے سے) انسانی دل؛

روح' جان' عقل اور تمام داخلی احساسات اور قابلیتوں کو بلند چیزوں اور اصلی اور ابدی گھر اور ان دوستوں کے دوبارہ ملاپ' جو پہلے فوت ہو چکے ہیں' کی طرف ترغیب دیتی ہے۔ قرآن مجید اس خوشی کی' جنت' ابدی خوشی اور اللہ تعالیٰ کے دیدار کے شوق کو جگانے سے حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

چنانچہ گہرے معنی اور عظیم صداقت جو اس آیت:

(ان سے) کہہ دیجئے: ''اگر تمام جن وانس کہیں مل کر اس بات کی
کوشش کریں کہ اس قرآن کی مانند کوئی چیز لے آئیں تو وہ اس کی مثل نہ لا
سکیں گے اگر چہ وہ سب ایک دوسرے کے مددگار ہو جائیں''۔
(بنی اسرائیل ۱۷:۸۸)

میں شامل ہے' کوئی دعویٰ اور مبالغہ نہیں ہے' یہ خالص صداقت اور حقیقت ہے جسے اسلام کی طویل تاریخ نے ثابت کیا ہے۔ اس میں شامل چیلنج کے دو بڑے پہلو ہیں۔ پہلا یہ ہے کہ کسی انسان اور جن کا کام قرآن مجید کے اسلوب' فصاحت' بلاغت اور الفاظ کی ترتیب جامعیت اور گہرائی کے مشابہ یا برابر نہیں ہو سکتا' نہ ہی ان کے خوبصورت ترین اور فصیح الفاظ جن کو ان کے ماہر نمائندوں نے ایک جلد میں ترتیب دیا ہو' قرآن مجید کے برابر ہو سکتے ہیں۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ تمام جن وانس کی تہذیبیں' فلسفے' آداب وقوانین' بلالحاظ ظاہری گہرائی اور خوبصورتی کے' جب قرآن مجید کے احکام' حکمت اور فصاحت کے سامنے لائے جائیں تو وہ مبہم اور بے بس ہوتے ہیں۔ قرآن مجید تمام لوگوں کو بلالحاظ وقت' مقام اور اللہ تعالیٰ کو سمجھنے کی سطح کے' اسلام اور عقیدے سے آگاہ کرتا ہے۔ اس لئے اسے تمام گروہوں اور سطحوں کے لوگوں کو ایک واجبی طریقے سے پڑھانا پڑتا ہے۔ چونکہ لوگ بڑے ناموافق ہوتے ہیں' قرآن مجید میں ان تمام کے لئے سمجھانے کی کافی سطحیں ہونی چاہئیں۔ میں اسے مختصر طور پر معمولی نکات کی طرف اشارہ کر کے واضح کروں گا۔

سورۃ الاخلاص سے

''اللہ بے نیاز ہے' سب اسی کے محتاج ہیں نہ اس کی کوئی اولاد ہے
اور نہ وہ کسی کی اولاد اور اس کا ہمسر بھی کوئی نہیں''۔
(الاخلاص ۱۱۲:۲ تا ۴)

عام لوگ' انسانوں کی اکثریت سمجھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے والدین' بچے' بیویاں اور ہمسر نہیں ہیں۔ وہ لوگ جو مقابلتاً فہم کی زیادہ اونچی سطح رکھتے ہیں۔ یہ نتیجہ نکالیں گے کہ یہ آیات (عیسائیوں کے

عقیدے کے مطابق) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مفروضہ خدا کے بیٹے ہونے اور خدائی فرشتوں کے خدا ہونے اور تمام موجودات کی جو پیدا کرتے ہیں اور پیدا ہوتے ہیں' کی خدائی کو مسترد کرتی ہیں۔

اب چونکہ فصاحت کے علم کے مطابق ایک انکار یا امر محال کو مسترد کرنا بے معنی ہے' اسے ضرور ایک اور اہم اور مفید معنی رکھنے چاہئیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ تو پیدا کرتا ہے اور نہ پیدا کیا گیا ہے۔ اس استرداد کو ایک مقصد سرانجام دینا چاہیے:

جس کے بھی والدین' بچے اور ہمسر ہیں وہ خدا نہیں ہو سکتا ہے اس لئے وہ عبادت کا استحقاق نہیں رکھتا۔ یہ ایک وجہ ہے کہ کیوں مقالہ 'اشارات الاعجاز'' جس میں سے یہ آیات نقل کی گئی ہیں' تمام اشخاص اور تمام اوقات کے لئے اتنا زیادہ کار آمد ہے۔

وہ جو فہم کے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں' یہ معنی اخذ کرتے ہیں کہ ایسے تخلیق کے رشتوں سے جو پیدا کرنے اور پیدا کئے جانے کی طرف خیال دلاتے ہیں' اللہ تعالیٰ پاک ہے اور یہ کہ اس کے کوئی والدین' مددگار اور ساتھی دیوتا نہیں ہیں۔ وہ خالق ہے اور ہر ایک چیز اور ہر ایک دوسری ہستی مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حکم ''ہو جا اور اس کے ابدی ارادے سے 'وہ ہو جاتی ہے' سے پیدا کرتا ہے وہ ہر اس خوبی سے مطلق طور پر پاک ہے جو لاچاری اور مجبوری کی طرف خیال دلاتا ہے اور غیر ارادی اور نارضامندانہ کام' ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے مطلق کمال کے خلاف ہوگا۔

فہم کی اس سے بھی اونچی سطح کا حامل ایک اور گروہ یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بغیر کسی آغاز اور انجام کے ابدی ہے اور سب سے اول اور سب سے آخر ہے۔ اس کا کوئی ہمسر' ہم رتبہ ثانی یا اس کی ہستی یا اس کی صفات میں اس جیسا یا اس سے ملتا جلتا نہیں ہے۔ تاہم اس کے افعال کو قابل فہم بنانے کے لئے' قرآن مجید مناسب تقابلات کی طرف بازگشت کی اجازت دیتا ہے۔ آپ ان معانی کا ان لوگوں کی آراء جنہیں مکمل آگاہی اور اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہے اور جو سب سے زیادہ با اعتماد اور جفاکش علماء ہیں' سے تقابل کر سکتے ہیں۔

سورۃ الاحزاب سے

''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں''

(محمد ۳۳:۴۰)

عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت زید بن حارثہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم اور متبنّی نے اپنی بیوی حضرت زینب بنت جحشؓ کو طلاق دے دی کیونکہ انہوں نے ان کو نیکی میں اپنے سے

اعلیٰ پایا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا اس لئے یہ آیت بتلاتی ہے: ''اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو بیٹا کہتے ہیں تو یہ آپؐ کے پیغمبر ہونے کے مشن کی وجہ سے ہے۔ علم حیاتیات کی رو سے وہ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں جو امران کو تمہاری بیواؤں میں سے کسی کے ساتھ نکاح کرنے سے نہیں ہوگا۔

ایک دوسرا گروہ یہ معنی اخذ کرتا ہے: ''ایک اعلیٰ درجے کا شخص اپنی رعایا کے ساتھ پدرانہ توجہ اور شفقت کا سلوک کرتا ہے اگر وہ اعلیٰ شخص دنیوی حکمران اور روحانی رہنما ہے تو اس کی شفقت صرف باپ کی' شفقت سے کہیں زیادہ ہوگی۔ اس کی رعایا اس کو حقیقی باپ سمجھتی ہے۔ چونکہ یہ امر لوگوں کے لئے مشکل کا سبب بن سکتا ہے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جن کو وہ ایک باپ سے زیادہ باپ کا سا سمجھتے ہیں' اپنی عورتوں کے خاوند کے طور پر دیکھیں۔ قرآن مجید اس خیال کو اس طرح سے درست کرتا ہے:

> ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں رحمانی شفقت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ان کے مشن کے نقطہ نظر سے تم ان کے بچوں کی طرح ہو۔ لیکن وہ حیاتیاتی طور پر تمہارے باپ نہیں ہیں' جو امران کے لئے یہ بات نامناسب بنائے گا کہ وہ تمہاری عورتوں میں سے ایک کے ساتھ نکاح کریں''۔

ایک تیسرا گروہ یہ سمجھتا ہے کہ محض اس وجہ سے کہ ان کا تعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اور یہ کہ ان کا ان کے کمالات اور ان کی پدرانہ شفقت پر انحصار ہے' مسلمان یہ یقین نہیں کر سکتے کہ ان کی نجات کی یقین دہانی کرادی گئی ہے خواہ وہ گناہ اور خطائیں [18] کریں۔

ایک چوتھا گروہ یہ پیشن گوئی نکالتا ہے:

> رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹا نہیں لیں گے کہ اپنی (نبوت کے سلسلہ کی) صف جاری رکھیں۔ ان کے بیٹے چھوٹی عمر میں مر جائیں گے جیسا کہ لفظ مردوں (Men) سے اظہار کیا گیا یعنی چونکہ وہ مردوں کا باپ نہیں ہوگا وہ بیٹیوں کا باپ ہوگا۔ چنانچہ ان کا سلسلہ نسب ان کی بیٹیوں سے جاری ہوگا۔

---

[18] مثال کے طور پر پڑھولوی فرض نماز نہیں ادا کرتے اور کہتے ہیں کہ ان کی نمازیں پہلے ہی ادا کی جا چکی ہیں۔ عیسائی اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود ان کے لئے قربانی دی اور اس لئے وہ اپنے قائد اور ہادی کے کمالات پر انحصار کرتے ہیں اور سست ہو جاتے ہیں جب دینی احکام کے بجا لانے کا وقت آتا ہے۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں' آپؐ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی آل پر' دونواسوں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ پر' دو شاندار سلسلوں کے دو روشنی دینے والے قمروں پر' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سورج کے سلسلے کو حیاتیاتی اور روحانی طور پر جاری رکھ۔ اے اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے خاندان پر برکتیں نازل فرما۔

دوسری روشنی

پہلی کرن

اس دوسری روشنی کی تین کرنیں ہیں۔

قرآن مجید ایک مکمل روانی' عالی شان وضاحت اور سلامتی' مضبوط ربط اور اچھی مستحکم ہم آہنگی اور تناسب والی کتاب ہے۔ اس کے جملوں اور ان کے حصوں کے درمیان باہمی تائیدی دخل ہے اور اس کی آیات اور مقاصد کے درمیان باوقار میل ملاپ ہے۔ عربی علم اللسان' ادب اور مفہومیات کی الزمخشری' الشکاکی اور عبدالقاہر الجرجانی جیسی مشہور شخصیات اس کی تصدیق کرتی ہیں۔

اس کے علاوہ اگرچہ سات یا آٹھ محرکات روانی' سلامتی' تناسب' دخل اور میل ملاپ میں مزاحم ہوتے ہیں' لیکن یہ محرکات قرآن مجید کی روانی' سلامتی اور ربط کو مالا مال کرتے ہیں۔ پھل پیدا کرنے والے درخت کے تنے سے نکلنے والی شاخوں اور ڈالیوں کی طرح اور درخت کی خوبصورتی اور نشوونما کو مکمل کر کے' بعض اوقات یہ محرکات قرآن مجید کی مضمون نگاری کی رواں ہم آہنگی میں بے آہنگی کا باعث نہیں بنتے بلکہ اس کے برعکس نئے متمول اور مکمل معانی بیان کرتے ہیں۔

مندرجہ ذیل امور پر غور کریں:

- ☆ اگرچہ قرآن مجید مختلف ضرورتوں اور مقاصد کے لئے تیئس سال سے زیادہ عرصے میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا گیا' اس میں ایک ایسی مکمل ہم آہنگی ہے کہ یہ ایسے ہے گویا یہ تمام ایک ہی دفعہ نازل ہوا تھا۔
- ☆ اگرچہ قرآن مجید تیئس سال سے زیادہ عرصے میں مختلف موقعوں پر نازل کیا گیا' اس کے حصے ایک دوسرے کی اتنی تائید کرتے ہیں کہ یہ ایسے ہے گویا یہ تمام ایک ہی دفعہ نازل ہوا تھا۔
- ☆ اگرچہ قرآن مجید مختلف اور بار بار کے سوالات کے جواب میں آیا' اس کے حصے ایک دوسرے کے ساتھ اتنے متحد اور ہم آہنگ ہیں کہ یہ ایسے ہے گویا یہ ایک ہی سوال کے جواب میں آیا ہے۔

☆ اگرچہ قرآن مجید قسم قسم کے معاملات اور واقعات کا نتیجہ نکالنے کے لئے آیا۔ یہ ایک ایسا مکمل ضابطہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ ایسے ہے گویا یہ صرف ایک معاملے یا واقعہ پر دیا گیا فیصلہ ہے۔

☆ اگرچہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی عنایت سے مختلف اسالیب میں فہم کی مختلف سطحوں مزاجوں اور طبعیتوں کے لاتعداد لوگوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے نازل کیا گیا ہے' اس کے حصے اتنی خوبصورت مشابہت' میل ملاپ اور روانی ظاہر کرتے ہیں کہ یہ ایسے ہے گویا کہ فہم اور طبعیت کے ایک درجے کو خطاب کر رہا ہے۔

☆ اگرچہ قرآن مجید ان گنت انواع واقسام کے لوگوں سے گفتگو کرتا ہے' جو ایک ہی وقت' فضائے بسیط اور کردار میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں اس کا پیرایہ بیان' خالص اسلوب اور تذکرے کا طریقہ ایسا آسان ہے کہ یہ ایسے ہے کہ گویا یہ ہم جنس گروہ سے خطاب کر رہا ہے' جس میں ہر مختلف گروہ یہ خیال کرتا ہے کہ اسے بے نظیر اور خصوصی طریقے سے خطاب کیا جا رہا ہے۔

☆ اگرچہ قرآن مجید مختلف مقاصد کے لئے مختلف لوگوں کی ہدایت کے لئے درجہ بدرجہ ایسی مکمل دیانتداری' حساس توازن اور خوبصورت ضابطے کے ساتھ نازل کیا گیا کہ یہ ایسے ہے گویا کہ صرف ایک مقصد ہی مقصد کے درپے ہے۔

الجھاؤ کی وجوہات کے باوجود' یہ محرکات قرآن مجید کی تشریحات اور اس کے اسلوب کی روانی اور ہم آہنگی کے اعجاز میں اضافہ کرتے ہیں۔ غیر مردہ دل' صحیح اختصار اور اچھے ذوق والا شخص اس کی تشریحات میں شائستہ روانی' پاکیزہ تناسب' خوشگوار ہم آہنگی اور بے مثال فصاحت دیکھتا ہے۔ بصیرت اور بصارت کی صحیح طاقت والا شخص یہ دیکھتا ہے کہ قرآن مجید بصارت رکھتا ہے' جس کے ساتھ وہ اپنے تمام داخلی اور خارجی امتداد کے ساتھ تمام دنیا کو صرف ایک صفحے کی طرح اور اس میں شامل تمام معانی کو دیکھتا ہے۔ چونکہ مجھے اس صداقت کو مثالوں کے ساتھ سمجھانے کے لئے کئی جلدوں کی ضرورت ہوگی' مہربانی کر کے میرے مقالے' اشارات الاعجاز' کو اور اب تک لکھے گئے الفاظ یا کلمات کی طرف رجوع کریں۔

دوسری کرن

اس کا تعلق قرآن مجید کی اعجازی خوبیوں سے' جن کو اس کی آخری سورتوں کو اللہ تعالیٰ کے خوبصورت ناموں کے استعمال سے ختم کرنے کے لئے اس کی تلمیحات اور بے نظیر اسلوب کے ذریعے ظاہر کیا گیا ہے۔

نوٹ: اس کرن میں کئی آیات ہیں جو اس کرن اور دوسرے گذشتہ زیر بحث لائے گئے معاملات کے لئے بطور امثلہ کام دیتی ہیں۔ چنانچہ میں ان کا مختصر طور پر ذکر کرتا ہوں۔

قرآن مجید عام طور پر اپنی سورتوں کو ان تلخیصات پر ختم کرتا ہے جو ان خدائی خوبصورت ناموں پر مشتمل ہیں جن میں آیات کے مضامین پیدا ہوتے ہیں' آیات کے تمام معانی ملخص صورت میں یا قرآن مجید کے بڑے مقاصد سے متعلق جامع اصول سمائے ہوئے ہیں' آیات کی تصدیق وتائید کرتے ہیں یا ذہنوں کو غور وفکر پر ابھارتے ہیں یہ امر واقع ہے کہ یہ تلخیصات قرآن مجید کی باوقار حکمت سے علامات' خدائی قوت کے آب حیات کے قطرات پر محیط ہیں یا قرآن مجید کے اعجاز کی برق سے گفتگو کرتی ہے۔

میں متعدد علامات میں سے صرف دس کے بارے میں مختصر طور پر بحث کروں گا اور ہر ایک علامت کے کئی کئی پہلوؤں کی کئی مثالوں میں سے صرف ایک کا ذکر کروں گا۔ ہر ایک مثال میں شامل کئی صداقتوں میں سے میں ایک کے معنی کا ایک مختصر گوشوارہ منسلک کروں گا۔ زیادہ علامات اکثر آیات کے ساتھ اکٹھی پائی جاتی ہیں اور اعجاز کا ایک صحیح ڈیزائن بناتی ہیں۔ بطور امثلہ دی گئی اکثر آیات اکثر علامات کے لئے بھی امثلہ ہیں۔ گذشتہ الفاظ یا کلمات میں مذکور آیات کے لحاظ سے' میں ان آیات کے معنی کا ایک مختصر حوالہ دوں گا' جو یہاں پیش کی گئی ہیں۔

فصاحت کی پہلی خوبی: اپنے اعجازی اظہار کے ساتھ قرآن مجید نے شان وشوکت والے کارساز کے افعال واعمال کو پھیلایا ہوا ہے۔ پھر یہ ان افعال واعمال کو پیدا کرنے والے خدائی نام یا ناموں کو بطور قرآن مجید کے ایک لازمہ کے ثبوت کے طور پر (مثلاً ربانی توحید یا قیامت) پورا کرتا ہے۔

مثال کے طور پر یہ آیت۔

> ''وہی تو ہے جس نے وہ سب کچھ جو زمین میں ہے' تمہاری خاطر پیدا کیا۔ پھر آسمان کی طرف توجہ فرمائی اور سات آسمان استوار کر دیئے اور وہ تو ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے''
>
> (البقرۃ ۲:۲۹)

ایک خاص نتیجے یا منزل کی طرف رہنمائی کرنے والے طریقے میں' سب سے زیادہ جامع کارناموں کی جو تمام کے تمام اپنے مقاصد اور ضابطے کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے علم اور طاقت کی تصدیق کرتے ہیں اور آیت اللہ تعالیٰ کے نام ''علیم'' کے ساتھ اختتام پذیر ہوتی ہے۔

آیات:

"(ذراغور کرو) کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہیں بنایا؟ اور پہاڑوں کو اس کی میخیں؟ اور ہم نے تم کو جوڑا جوڑا پیدا کیا...... بے شک فیصلے کا دن ایک وقت مقرر ہے"۔

(النبا ۷۸:۶ تا ۸، ۱۷)

یہ اللہ تعالیٰ کے طاقت والے انعام اور بہت بڑے کارناموں کا ذکر کرتا ہے اور قیامت کے دن پر ختم کرتا ہے۔

فصاحت کا دوسرا نقطہ: قرآن مجید بغیر ہر ایک کام کو پیدا کرنے والے ربانی نام کی تخصیص کئے ہوئے، ربانی فن کے کارناموں کو کھولتا ہے اور یا تو ناموں کے اکٹھے ذکر نے یا ان کا فہم و فراست کی طرف حوالہ دینے سے اختتام کرتا ہے۔ مثلاً

ان سے پوچھو: "تم کو آسمان سے یا زمین سے کون رزق دیتا ہے یا تمہارے سننے اور دیکھنے کی (قوتوں کا) کون مالک ہے اور کون نکالتا ہے جاندار کو بے جان سے اور (کون) نکالتا ہے بے جان کو جاندار سے اور کون تمام امور کا انتظام کرتا ہے؟" تو وہ ضرور کہیں گے: "اللہ" سو کہو: "تو کیا پھر تم ڈرتے نہیں؟" سو یہ ہے اللہ، تمہارا رب، حقیقی۔ پھر اب حق کے بعد سوائے گمراہی کے کیا (رہ گیا) ہے؟

(یونس ۱۰:۳۱۔۳۲)

ابتداء میں یہ پوچھتا ہے: "آسمان اور زمین کو تمہاری ضرورت کے مصادر کے طور پر تیار کر کے، کون وہاں سے بارش برساتا اور یہاں سے اناج اگاتا ہے؟ سوائے اللہ تعالیٰ کے کون آسمان اور زمین کو تمہاری روزی کے دو ذخیروں کے طور پر زیر کرتا ہے؟ یہ ایسا ہونے پر، تعریف اور شکر تمام اسی ذات باری تعالیٰ کے لئے ہیں"۔ دوسرے حصے میں اس سے مراد ہے: "تمہاری آنکھوں اور کانوں کا (جو تمہارے جسم کے سب سے زیادہ قیمتی حصے ہیں) کون مالک ہے۔ تم نے انہیں کس دکان یا فیکٹری سے خریدا ہے؟ صرف تمہارا رب ہی تمہیں سننے اور دیکھنے کی یہ لطیف قابلیتیں دے سکتا ہے۔ وہ تمہاری تخلیق اور پرورش کرتا ہے۔ اس لئے اس کے سوا کوئی مالک نہیں ہے لیکن وہی اور صرف وہی عبادت کا مستحق ہے"۔

تیسرے حصے میں، اس کی مراد یہ ہے:

''مردہ زمین کو ہر موسم بہار میں کون زندگی دیتا ہے اور بے شمار جنسوں کو پیدا کرتا ہے جو گذشتہ موسم خزاں یا سرما میں مرگئی تھیں۔ کون سوائے حق' تمام کائنات کے خالق کے' یہ کرسکتا ہے؟ چونکہ وہ زمین کو زندگی دیتا ہے' وہ تمہیں بھی زندہ کرے گا اور تمہیں ٹربیونل یا ایک اعلیٰ ترین خصوصی عدالت میں بھیجے گا''۔

چوتھے حصے میں' یہ وضاحت کرتی ہے:

''سوائے اللہ تعالیٰ کے کون مکمل نظم ونسق کے ساتھ اس وسیع کائنات کا انتظام کرسکتا ہے:؟ چونکہ یہ صرف وہی کرسکتا ہے' کائنات اور اس کے کُروں کی نگرانی کرتا ہے' کائنات کی چھوٹی مخلوقات کو دوسروں کے رحم وکرم پر نہیں چھوڑتا۔ اس لئے تمہیں اللہ تعالیٰ کو خوشی سے یا ناخوشی سے تسلیم کرلینا چاہئے''۔

پہلا اور چوتھا حصہ اللہ تعالیٰ کی طرف خیال دلاتے ہیں جبکہ دوسرا مالک کی طرف خیال دلاتا ہے۔

اس:

''پھر ایسا ہے اللہ تعالیٰ تمہارا مالک' حق'' سے اس اعجاز کو سمجھو۔ اللہ تعالیٰ کے طاقت والے افعال اور اس کی طاقت کی اہم پیداوار کے پیش کرنے کے بعد قرآن مجید' اللہ تعالیٰ کے اسماء' مالک' اور' حق' کا ذکر کرتا ہے اور اس سے ان افعال اور پیداوار کے منبع کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

ایک مثال کہ کس طرح قرآن مجید انسانی فہم وفراست کو کارساز حقیقی کے کارناموں کو سمجھنے اور اسے پہچان لینے کی ترغیب دیتا ہے' ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

''بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے اور شب وروز کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور کشتیوں میں جو سمندر میں چلتی ہیں وہ (چیزیں) لے کر جو نفع بخش ہیں انسانوں کے لئے اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی نازل کیا ہے' پھر اس کے ذریعے سے زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندگی بخشی اور اس میں ہر طرح کی جاندار مخلوق پھیلائی اور ہواؤں کی گردش میں اور جو بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان تابع فرمان بنا کر رکھے گئے۔ یقیناً ان (سب چیزوں) میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں''۔

(البقرۃ ۲:۱۶۴)

یہ آیت ربانی تخلیق کے کارناموں اور تجلیوں کو گنواتی ہے جیسے آسمانوں اور زمین کو پیدا کر کے ربانی اقتدار اعلیٰ ظاہر کرنا' رات اور دن کو بدلنے کی ربانی حکمت' اللہ قادر مطلق کی طاقت کے کمال اور اس کی سرداری کا مظاہرہ' سمندر اور جہاز کو مغلوب کر کے اپنی رحمت دکھانا' جو انسانی معاشرتی زندگی کے لئے بڑے استعمال کی ہیں۔ زمین اور اس کی بے شمار مخلوقات کو بارش برسا کر زندہ کرنے کی عظمت کی طاقت کا اظہار اور اسے قیامت اور حشر کے لئے ایک نہایت عمدہ جگہ کی طرح بنانا' زمین سے بے شمار جانور پیدا کرنے میں طاقت اور شفقت کا اظہار' ہواؤں کو پودوں کی ثمر باری کی ذمہ داری سونپنے اور جاندار مخلوقات کو سانس لینے کی اجازت دینے میں رحمت اور حکمت کا اظہار' بادلوں (رحمت کے وسائل) کے اکٹھا کرنے اور منتشر کرنے میں اس کی سرداری کا اظہار اور انہیں آسمانوں اور زمین کے درمیان معلق رکھنا۔

ربانی عمل کے ایسے کارنامے اور تجلیاں گننے کے بعد انہیں پیدا کرنے والے ناموں کا ذکر کئے بغیر آیت اس امر پر اختتام پذیر ہوتی ہے۔

.....ان لوگوں کے لئے علامات ہیں جو اپنی عقلوں کو استعمال کرتے ہیں اور عقل کو ان صداقتوں کی جو وہ اپنے اندر سمائے ہوئے ہیں' پوری طرح سے منعکس کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔

فصاحت کی تیسری خوبی: بعض اوقات قرآن مجید اللہ تعالیٰ کے افعال کو تفصیل سے بیان کرتا ہے اور ایک خلاصے کے ساتھ اسے ختم کرتا ہے یہ یقین کامل دینے کے لئے مکمل کیفیت استعمال کرتا ہے اور پھر ان کی تلخیص کر کے ان کے دماغ پر ثبت کرتا ہے۔

سورۃ یوسف سے

> ''تیرا رب تجھے منتخب کر لے گا اور تجھے باتوں کی تہہ تک پہنچنا سکھائے گا اور اپنی نعمت تم پر اور آل یعقوبؑ پر پوری کرے گا اسی طرح جیسے وہ اس نعمت کو اس سے پہلے تیرے آباؤ اجداد (یعنی ابراہیمؑ اور اسحاقؑ) پر پورا کر چکا ہے۔ بیشک تیرا رب سب کچھ جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے''۔
>
> (یوسفؑ ۱۲:۶)

یہ آیت حضرت یوسف علیہ السلام' ان کے باپ اور آباء واجداد کی خدائی نعمتوں کی طرف اشارہ کرتی ہے اور بتلاتی ہے:

"(یوسفؑ) تمہیں اللہ تعالیٰ نے نبوت سے ممتاز کیا ہے اور پیغمبروں کو تمہارے آباء واجداد کے ساتھ منسلک کر کے' تمہارے نسب کو باوقار اور نمایاں کیا ہے۔ اس نے تمہارے گھر کو تعلیم اور رہنمائی کا مقام بنایا ہے جس میں ربانی معرفت اور خدائی حکمت سکھائی جاتی ہے اور اس علم اور حکمت کے ذریعے' اس نے تم میں' آخرت میں ابدی مسرت کے ساتھ دنیا کی آسودگی والی روحانی شہنشاہیت جمع کر دی ہے۔ وہ تمہیں علم اور حکمت سے آراستہ کرے گا اور تمہیں ایک شان وشوکت والا حکمران' ایک عالی نسب نبی اور دانا رہنما بنائے گا"۔

تمہارا مالک علیم وحکیم ہے' کے ساتھ اختتام کر کے یہ آیت ان تمام نعمتوں اور وسائل کو سمیٹتی ہے:

'تمہارا مالک اور آقا علیم وحکیم ہے' اس کی سرداری اور حکمت تقاضا کرتی ہیں کہ وہ تمہارے ذریعے اپنے اسماء یا ناموں کو آشکارا کرے گا اور تمہیں صاحب علم اور دانا نبی بنائے گا جیسا کہ اس نے تمہارے باپ اور آباء واجداد کو بنایا"۔

سورۃ آل عمران سے

کہہ دو: "اے اللہ' بادشاہی کے مالک! تو جسے چاہے حکومت دیتا ہے اور جس سے چاہے حکومت چھین لیتا ہے اور تو جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلت دیتا ہے۔ تیرے ہی ہاتھ میں خیر ہے۔ بیشک تو ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے' تو رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور جاندار کو بے جان سے اور بے جان کو جاندار سے نکالتا ہے اور تو جسے چاہے بے حساب رزق دیتا ہے"۔

(آل عمران ۳:۲۶۔۲۷)

یہ آیات بنی نوع انسان کی معاشرتی زندگی اور کائنات میں اللہ تعالیٰ کے قوانین کے نفاذ کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ وہ امر پر زور دیتی ہیں کہ عزت اور ذلت اور امارت اور غربت بلاواسطہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور انتخاب پر منحصر ہیں' اس کی انواع واقسام کی بہتات والی سلطنت میں کچھ بلکہ سب سے ادنیٰ خوشی بھی اس کی مشیت کی مملکت سے باہر نہیں اور اس طرح سے' اتفاق کی کوئی جگہ نہیں ہے۔

اس ضروری اصول کی نشان دہی کرنے کے بعد آیت باضابطہ اعلان کرتی ہے کہ ہماری پیش بنی' جو دنیاوی زندگی میں سب سے زیادہ ضروری ہے' بلاواسطہ رحمت اور وسائل کے اصلی مہیا کرنے والے کے خزانے سے پیدا ہوتی ہے:

> "تمہارا رزق زمین کے دم خم پر منحصر ہے۔ جس کی حیات نو موسم بہار کے ذریعے ممکن ہے۔ صرف وہی جس نے سورج اور چاند کو مسخر کیا ہے اور جورات اور دن کو بدلتا ہے' موسم بہار کو لاسکتا ہے' اگر ایسا ہو' تو صرف وہی جو زمین کی سطح کو پھلوں سے بھر دیتا ہے' کسی کو ایک سیب دے سکتا ہے اور کسی کا حقیقی راز ہو سکتا ہے"۔

"اور جسے تو چاہے بے حساب رزق دیتا ہے" کے ساتھ ختم کرنے سے یہ آیات ان تمام افعال کا جو پہلے تفصیل میں بیان ہوئے تخیص کرتی ہیں' باضابطہ اعلان کرتی ہیں کہ وہ جو تمہیں بے حساب رزق دیتا ہے' تمام کام کرتا ہے۔

فصاحت کا چوتھا نکتہ: بعض اوقات قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور مخلوقات کو ایک خاص سلسلے میں بیان کرتا ہے۔ یہ ظاہر کر کے کہ ان کا وجود اور زندگی ایک بامقصد دستور اور توازن رکھتے ہیں' انہیں ایک خاص چمک اور روشنی دینے لگتا ہے۔ پھر یہ اس خدائی نام یا ناموں کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اس دستور کو پیدا کرتا ہے جو آئینوں کی طرح اس ذات پاک کو منعکس کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر سورۃ المومنون سے:

> بیشک ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے اس کو نطفہ بنا کر ایک محفوظ جگہ (رحم مادر) میں رکھا۔ پھر ہم نے نطفہ کو خون کے لوتھڑے کی شکل دی۔ پھر ہم نے بوٹی سے ہڈیاں بنائیں پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ پھر ہم نے اسے بنا کر کھڑا کیا' ایک دوسری ہی مخلوق' سو اللہ بڑا ہی برکت والا ہے جو سب سے بہتر تخلیق فرمانے والا ہے۔
>
> (المومنون ۲۳:۱۲ تا ۱۴)

قرآن مجید انسان کی تخلیق کی غیر معمولی' عجیب وغریب اچھی طرح سے مرتب اور متناسب مراحل کا اس طریقے سے تذکرہ کرتا ہے کہ گویا کہ ایک آئینے۔

اللہ تعالیٰ اتنا بابرکت ہے' اعلیٰ ترین اور اعلیٰ ترین بابرکت درجے پر میں اسے دیکھا جا سکتا ہے' جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جو بھی اسے پڑھتا یا سنتا ہے' اسی جملے کو بار بار کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ایک کاتب نے

جس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحی لکھواتے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تلاوت کرنے سے پہلے اس جملے کو بول دیا چنانچہ وہ حیران ہوئے کہ آیا وہ بھی وحی وصول کر رہے تھے۔ لیکن حقیقت میں یہ آیات کی مکمل ترتیب' ہم آہنگی اور صفائی تھی جو اسے اس کی تلاوت سے بھی پہلے اس تک لے گئی۔

سورۃ الاعراف سے

> "بلاشبہ تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔ پھر اپنے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ وہ رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے اور وہ اس کے پیچھے پیچھے دوڑتی چلی آتی ہے اور سورج اور چاند اور ستارے سب کام پر لگے ہوئے ہیں اس کے حکم کے مطابق خبردار رہو اسی کا کام ہے پیدا فرمانا اور (اسی کو اختیار ہے) حکم دینے اور فیصلہ کرنے کا۔ اللہ بہت بابرکت ہے جو رب ہے سب جہانوں کا"۔
>
> (الاعراف ۷:۵۴)

یہاں قرآن مجید یہ دکھا کر کہ کس طرح سورج' چاند اور ستارے اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ کی طاقت کی ہیبت اور اس کی بادشاہت کے اقتدار کو ظاہر کرتا ہے اور بادشاہت کے تخت پر بیٹھے قادر مطلق کی شان وشوکت جو سفید اور سیاہ ریشمی فیتوں یا سطروں کی طرح' مسلسل رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے چلنے سے کائنات کے صفحوں پر اپنے دستخط کرتا ہے۔

اس لئے جو بھی اس آیت کو پڑھتا یا سنتا ہے اللہ تعالیٰ بابرکت ہے' جو تمام جہانوں کا رب ہے' پڑھ کر فرحت محسوس کرتا ہے۔ اس طرح سے یہ مرکب ناقص سیاق وسباق میں پچھلی سطروں اس کے معنی یا بیج یا پھل کی تلخیص کرتا ہے۔

فصاحت کی پانچویں خوبی: بعض اوقات قرآن مجید خاص طبعی یا مادی چیزوں یا مختلف خوبیوں والی تبدیلی اور انتشار کے زیر اثر مادی اشیاء کا تذکرہ کرتا ہے۔ پھر انہیں مستحکم اور ناقابل تغیر حقیقتوں میں تبدیل کرنے کے لئے یہ انہیں جوڑتا اور خاص عالمگیر اور مستقل ربانی ناموں کے ساتھ ختم کرتا ہے یا عکس ڈالنے اور سبق سیکھنے کی ترغیب کے خلاصے کے ساتھ ختم کرتا ہے۔

سورۃ البقرۃ سے

> "اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام

سکھائے۔ پھر ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا: ”مجھے ان کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو“ انہوں نے عرض کیا: ”تیری ذات پاک ہے ہمیں علم نہیں مگر اسی قدر جتنا تو نے ہمیں سکھایا۔ بے شک تو ہی سب کچھ جاننے والا بڑی حکمت والا ہے“۔

(البقرۃ ۲:۳۱۔۳۲)

یہ آیات پہلے یہ تذکرہ کرتی ہیں کہ ربانی تحفے کے طور پر ملنے والے علم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہونے کے باعث اور پھر بلحاظ علم آدم کے سامنے فرشتوں کی ہار کی بنا پر حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں سے اعلیٰ ہیں۔ قرآن مجید اس واقعہ کے بیان کو دو عالمگیر ناموں 'العلیم' اور 'الحکیم' کے ساتھ ختم کرتا ہے۔ چنانچہ فرشتے تسلیم کرتے ہیں: ”چونکہ آپ العلیم اور الحکیم ہیں' آپ نے آدم علیہ السلام کو اسماء یا ناموں کی تعلیم دی اور اس علم کے ذریعے اسے ہم سے اعلیٰ بنایا۔ آپ حکیم ہیں اور اس لئے ہمیں ہماری قابلیتوں کے مطابق دیجئے اور آدم کو فوقیت اس کی حیثیت کی وجہ سے دیجئے“۔

سورۃ النحل سے

”اور یقیناً تمہارے لئے چوپاؤں میں بھی ایک بڑا سبق ہے۔ ہم اس میں سے جو ان کے پیٹ میں ہے' تمہیں پلاتے ہیں۔ گوبر اور خون کے درمیان سے خالص دودھ جو پینے والوں کے لئے خوشگوار ہے اور کھجور اور انگور کے پھلوں میں سے کچھ ایسے ہیں کہ تم ان سے نشہ اور بہترین رزق بناتے ہو۔ بے شک اس میں بھی ان لوگوں کے لئے' جو عقل سے کام لیتے ہیں' بڑی نشانی ہے۔ اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کو وحی کر دی کہ پہاڑوں میں اور درختوں پر اور ان (چھپروں) میں جن پر لوگ بیلیں چڑھاتے ہیں' چھتے بنا۔ پھر ہر طرح کے پھلوں میں سے کھا اور اپنے رب کی ہموار کی ہوئی راہوں پر چلتی پھرتی رہ۔ اس کے پیٹ میں سے ایک مشروب' جس کے رنگ مختلف ہیں' اس میں انسانوں کے لئے شفا ہے یقیناً اس میں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں' ایک بڑی نشانی ہے“۔

(النحل ۱۶:۶۶۔۶۹)

یہ ظاہر کرنے کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ حیوانات (جیسے بھیڑ' بکری' گائے اور اونٹ) کو

خالص اور لذیز دودھ کے مصادر بنایا ہے' اپنی بعض نباتی مخلوقات (جیسے کھجور کا درخت اور انگور کی بیل) میٹھے اور خوشگوار عطیات کی جدولیں اور بعض کو اپنی طاقت کے معجزے (جیسے شہد کی مکھی' شہد ساز' جس میں شفا کا اثر ہے) بنایا ہے کہ وہ بنی نوع انسان کو ترغیب دے کہ وہ ایسے تحائف کا ان سے تقابل کرے تا کہ وہ آیات کو سمجھیں اور ان سے سبق حاصل کریں جو ان الفاظ 'ان میں سمجھ دار لوگوں کے لئے ایک علامت ہے' پر ختم ہوتی ہیں۔

فصاحت کا چھٹا نکتہ: بعض اوقات ایک آیت ربانی حکومت کے کئی نتائج اور درجے ترتیب دیتی ہے اور انہیں ایک بندھن سے باندھتی ہے یا ایک عالمگیر اصول میں داخل کرتی ہے۔

سورۃ البقرۃ سے

> ''اللہ کہ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں ہے' زندہ جاوید ہے' پوری کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے۔ اس کو اونگھ نہیں آتی اور نہ نیند۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے' کون ہے جو اس کے حضور بغیر اس کی اجازت کے سفارش کر سکے' وہ جانتا ہے اسے بھی جو بندوں کے سامنے ہے اور وہ بھی جو ان سے اوجھل ہے اور وہ اس کے علم میں سے ذرہ بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر جس قدر وہ چاہے۔ اس کی کرسی آسمانوں اور زمین پر حاوی ہے اور اس کو ان دونوں کی نگہبانی نہیں تھکاتی اور وہی ہے برتر اور عظیم''
>
> (البقرۃ ۲:۲۵۵).

دس طریقوں سے خدائی توحید ثابت کرنے کے ساتھ ہی ساتھ' یہ آیت جسے آیت الکرسی کہتے ہیں' اس سوال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرکاء کو شریک کرنے کو ترک اور رد کرتی ہے کون ہے جو اس کے حضور بغیر اس کی اجازت کے سفارش کر سکے۔ اس کے علاوہ چونکہ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا نام۔ اسم اعظم۔ یہاں عیاں ہے۔ خدائی صداقتوں سے متعلق معانی جو اس میں شامل ہیں' اعلیٰ ترین درجے کے ہیں۔

یہ ایک فعل کو بھی' جو اس کے اعلیٰ ترین درجے میں حکومت کا اظہار کرنے والا ہے' ظاہر کرتا ہے۔ مزید برآں سب سے بڑے درجے میں اللہ تعالیٰ کی مکمل حفاظت اور استواری کا' آسمانوں اور زمین پر اللہ تعالیٰ کے بیک وقت کنٹرول۔ توحید کے بندھن یا یکتائی کے ایک پہلو کے طور پر تذکرہ کرنے کے بعد یہ ان کے منابع کی 'العلی' اور 'العظیم' میں تلخیص کرتی ہے۔

سورۃ ابراہیم میں سے

''یہ اللہ ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اور آسمان سے پانی برسایا۔ پھر اس (کے ذریعہ) سے ہر قسم کی پیداوار کو بطور رزق تمہارے لئے نکالا اور تمہارے لئے کشتیاں مسخر کیں تاکہ اللہ کے حکم سے وہ سمندر میں چلیں اور تمہارے لئے دریاؤں کو مسخر کیا' اور تمہارے سورج اور چاند کو' جو لگاتار چلے جا رہے ہیں' مسخر کیا اور اس نے رات کو اور دن کو تمہارے لئے مسخر کیا اور اس نے تمہیں ہر وہ چیز جو تم نے اس سے مانگی' عطا فرما دی اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو تم اس کا احاطہ نہیں کر سکتے''۔

(ابراہیم ۱۴:۳۲-۳۴)

یہ آیات ظاہر کرتی ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے کائنات کو ایک محل کی طرح بنایا اور کس طرح آسمانوں اور زمین کو ہمارے لئے دو خادم بنا کر' اللہ تعالیٰ ہمیں روزی دینے کے لئے بارش بھیجتا ہے۔ وہ یہ بھی بیان کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جہازوں کو ہمارے لئے مسخر کیا ہے تاکہ کہیں اور جگہ پیدا ہونے والے پھلوں اور اناج سے سب فائدہ اٹھا سکیں اور اپنی پیداوار مال کے بدلے مال کے ذریعے اپنی روزی کما سکیں۔ دوسرے لفظوں میں' اللہ تعالیٰ نے سمندر' ہواؤں اور درختوں کو ایک ایسے طریقے اور ایسی خوبیوں کے سائے میں پیدا کیا کہ ہوا ایک چابک کے طور پر' جہاز ایک گھوڑے کے طور پر اور سمندر ایک صحرا کے طور پر کام کرتا ہے۔

جہازوں کے ذریعے ہمیں عالمگیر تعلقات کے قابل بنانے کے علاوہ' اس نے طاقتور دریاؤں کو نقل و حمل کے قدرتی وسائل بنا دیا۔ موسموں کا باعث ہونا اور ہمیں ان پیدا کی ہوئی اس کی مہربانیوں کا پیش کرنا' مہربانیاں عطا کرنے والے سچے سورج اور چاند کو اپنے راستوں پر چلایا اور انہیں دو فرماں بردار خادموں کی طرح پیدا کیا اور پہیوں کی طرح اس بڑی گردش کرنے والی مشین کو گھمانے کے لئے بنایا۔ اس نے رات کو ایک چوغہ ہمارے آرام اور نیند کے لئے ایک پردہ بنایا اور دن کو اپنی روزی کمانے کا ذریعہ بنایا۔

ان عنایتوں کو گنوانے کے بعد یہ دکھانے کے لئے کہ ان کا دائرہ کتنا وسیع ہے اور کس طرح سے خود عنایتیں ناقابل شمار ہیں' آیات اس خلاصے میں اختتام پذیر ہوتی ہیں:۔

''وہ تمہیں وہ سب کچھ دیتا ہے جو تم اس سے مانگتے ہو۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گنو' تو تم انہیں کبھی نہیں گن سکتے''۔ دوسرے الفاظ میں اللہ تعالیٰ ہمیں دیتا ہے جو کچھ ہم اس سے سکت اور قدرتی ضرورت مندی کی زبان میں مانگتے ہیں۔ اس کی عنایتیں شمار سے باہر ہیں۔ اگر انہیں آسمانوں اور زمین' سورج اور چاند' دن اور رات کی اصطلاحات میں پیش کی جائیں' تو پھر البتہ انہیں گننا ناممکن ہے۔

فصاحت کی ساتویں تجلی: یہ دکھانے کے لئے کہ ظاہری علتیں متفق اثر یا نتیجے کا باعث بننے میں کوئی تخلیقی کردار نہیں رکھتیں' قرآن مجید بعض اوقات کسی چیز کے وجود کے مقاصد اور ان نتائج کو' جو اس سے حاصل ہوتے ہیں' پیش کرتا ہے۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ غیر شعوری اور بے جان علتیں صرف ظاہری پردہ ہیں اور یہ کہ بہت حکمت والے اور نمایاں نتائج کا صرف علیم و حلیم ہی ارادہ کر سکتا ہے اور وہی ان کا تعاقب کر سکتا ہے۔

مقاصد اور نتائج کا تذکرہ کر کے قرآن مجید علتوں اور نتیجوں کے درمیان بہت بڑا فاصلہ ظاہر کرتا ہے' اس کا لحاظ کئے بغیر کہ ہماری آنکھیں ہمیں کیا دکھاتی ہیں۔ کوئی علت خواہ معاملہ کتنا ہی بڑا ہو' چھوٹے سے چھوٹا نتیجہ پیدا نہیں کر سکتی۔ چنانچہ ربانی نام ستاروں کی طرح نمودار ہوتے ہیں اور انہیں ایک دوسرے کے ساتھ استوار کر دیتے ہیں۔ آسمان پر افق سے ملتی ہوئی معلوم ہوتی پہاڑ کی چوٹیوں کی ایک صف کی طرح' ان کے درمیان وسیع فضائے بسیط کے باوجود جس میں ستارے ابھرتے اور ڈوبتے ہیں' علتوں اور نتیجوں کے درمیان اتنا بڑا فاصلہ ہے کہ اسے صرف یقین اور قرآن مجید کے نور کے ذریعے دیکھا جا سکتا ہے۔

سورۃ عبس سے

> ''پھر انسان ذرا اپنی خوراک کو دیکھے۔ بیشک ہم ہی نے پانی فراوانی سے برسایا۔ پھر ہم نے زمین کو عجیب طریقے سے پھاڑا پھر ہم نے اس میں غلے اگائے اور انگور اور ترکاریاں اور گھنے باغات اور پھل دار اور چارے تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے لئے سامان زیست''۔
>
> (عبس ۸۰:۲۴۔۳۲)

یہ آیات پہلے ربانی معجزات کے پر مقصد دستور مع ان کی ظاہری علتوں کا تذکرہ کرتی ہیں اور بعد ازاں تمہاری اور تمہارے مویشیوں کی روزی کے واسطے سے ان کے پیچھے مقصد کی طرف توجہ

مبذول کراتی ہیں۔ پھر وہ یہ ثابت کرتی ہیں کہ ان تمام علتوں اور نتیجوں کے سلسلے کے ساتھ اس مقصد کے پیچھے چلنے والا ایک آزاد نمائندہ ہے اور یہ کہ علتیں صرف ایک پردہ ہیں جو ظاہر و باطن ذات کو ظاہری نظر سے چھپا رہی ہیں۔

اسی مرکب ناقص کے ذریعے' یہ آیات اعلان کرتی ہیں کہ نتائج کو بروئے کار لانے میں مادی اور فطری علتوں کا کوئی تخلیقی کردار نہیں اور ان آیات سے مراد ہے:

تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے لئے ضروری پانی آسمان سے آتا ہے۔ چونکہ یہ تم پر اور تمہارے مویشیوں پر رحم نہیں کر سکتا اور اس طرح سے تمہیں رزق نہیں دے سکتا' یہ خود بخود نہیں آتا بلکہ اسے نیچے بھیجا جاتا ہے۔ بعد ازاں زمین روئیدگی کے بڑھنے اور تمہیں خوراک مہیا کرنے کے لئے تہوں میں پھٹ جاتی ہے۔

چونکہ بے حس اور بے شعور زمین تمہاری روزی یا تم پر رحم کا خیال نہیں کر سکتی' یہ خود بخود نہیں پھٹتی' بلکہ کوئی اس دروازے کو تمہارے لئے کھولتا ہے اور تمہاری روزی تمہارے حوالے کرتا ہے۔ چونکہ چراگاہیں اور درخت تمہاری روزی یا رحم کی وجہ سے پھلوں اور اناج کو پیدا کرنے کا نہیں سوچتے' وہ صرف دھاگے رسے اور تاریں ہیں جنہیں حکمت والا اور رحمت والا خداوند کریم اپنی مہربانیوں کو زندہ موجودات کی طرف ایک پردے کے پیچھے سے بڑھاتا ہے۔ چنانچہ کئی ربانی اسماء یا نام جیسے رحمان' رحیم' رزاق' معطی' عظیم اپنے آپ کو ان آیات۔

> ''کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ بادلوں ں کو آہستہ آہستہ پھر انہیں باہم جوڑ دیتا ہے' پھر انہیں تہ بہ تہ اکٹھا کر دیتا ہے۔ پھر تم دیکھتے ہو کہ ان کے اندر سے بارش کے قطرے ٹپکتے ہیں اور آسمان سے ان پہاڑوں کی بدولت جو اس میں (بلند) ہیں اولے برساتا ہے اور اس سے جسے چاہے نقصان پہنچاتا ہے اور انہیں جس سے چاہے ہٹا دیتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ بجلی کی چمک آنکھوں کو اچک لے جائے گی۔ اللہ تعالیٰ رات کو اور دن کو الٹ پلٹ کر لاتا ہے بے شک آنکھوں والوں کے لئے اس میں ایک سبق ہے اور اللہ ہی نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا ہے۔ سو ان میں سے وہ بھی ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور ان میں سے وہ بھی ہیں جو دو ٹانگوں پر چلتے ہیں ور ان میں سے وہ بھی ہیں جو چار ٹانگوں پر چلتے ہیں۔ اللہ پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے''۔
>
> (النور۲۴:۴۳-۴۵)

میں اپنے آپ کو نمایاں کرتے ہیں' اگرچہ ان کا تذکرہ نہیں کیا گیا۔

یہ آیات ان اکٹھے کئے ہوئے بادلوں سے بارش بھیجنے کے باریک خدائی انتظامات کی تشریح کرتی ہیں جو ربانی حکومت کے سب سے اہم خزانوں میں سے ہیں اور رحم کے خدائی خزانوں پر سب سے زیادہ باریک پردے ہیں۔ جبکہ بادلوں کے ذرات ماحول میں بکھرے ہوئے ہیں' وہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر بادل بنانے پر اکٹھے ہو جاتے ہیں بالکل اس فوج کی طرح جو بگل کی آواز پر جمع ہو جاتی ہے۔ پھر چھوٹے دستوں کی طرح جو مختلف سمتوں سے فوج تشکیل دینے آ رہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درمیان بجلی کے سرکٹ کی تکمیل کے لئے بادلوں کو ملا کر اکٹھے کر دیتا ہے۔ وہ ان ڈھیر کئے ہوئے بادلوں کو جو پانی یا برف یا اولوں یا بارش سے لدے ہوئے ہیں' زمین کی تمام جاندار مخلوق کو زندگی کا پانی گرانے کا باعث بنتا ہے۔

بارش خود بخود نہیں ہوتی بلکہ یہ کچھ مقاصد کو پورا کرنے کے لئے اور ضرورت کے مطابق بھیجی جاتی ہے۔ جبکہ فضا صاف ہو اور بادل دیکھے نہ جا سکتے ہوں' بادلوں کی پہاڑ نما صورتیں' جو غیر معمولی گروپ کی طرح جمع ہو گئے ہوں' تو بادل اکٹھے ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ جو تمام زندہ مخلوقات اور ان کی ضرورتوں کو جانتا ہے' انہیں وہاں سے بارش بھیجنے کے لئے اکٹھا کرتا ہے۔ یہ واقعات کئی ربانی اسماء یا ناموں کو تجویز کرتے ہیں:

المقتدر' القدیر' القادر' العلیم' النصیر اور الحی' الحاکم' الناظم' الناشی ء۔

فصاحت کی آٹھویں خوبی: آخرت میں اللہ تعالیٰ کے عجیب و غریب افعال کے متعلق ہمارے دلوں کو قائل کرنے کے لئے اور ہماری عقل کو ان کو تسلیم کرنے کے واسطے تیار کرنے کے لئے' قرآن مجید بعض اوقات دنیا میں اللہ تعالیٰ کے حیران کن اعمال کا تذکرہ کرتا ہے۔ دوسرے مقامات پر یہ اپنے مستقبل اور آخرت سے متعلق اعجازی افعال کا اس طرح ذکر کرتا ہے کہ ہم اس وجہ سے جس کے باعث ہم زندگیوں میں ان سے باخبر ہوتے ہیں' ہم ان کو تسلیم کر لیتے ہیں۔

سورۃ یٰسٓ سے

کیا انسان نے کبھی غور نہیں کیا کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا ہے؟ پھر یکایک وہ کھلا جھگڑالو بن گیا اور اب وہ ہم پر مثالیں چسپاں کرتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے۔ کہتا ہے کہ ہڈیوں کو جب وہ بوسیدہ ہو جائیں گی کون زندہ کرے گا۔ کہو: "انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے انہیں

پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ تو ہر تخلیق سے پوری طرح باخبر ہے۔ وہی جس نے سبز درخت سے تمہارے لئے آگ بنائی۔ پھر اب تم اس سے چولہے دہکاتے ہو۔ کیا وہ ہستی بھلا اس بات پر قادر نہیں ہے کہ وہ ان جیسوں کو پیدا کرے، جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا؟ کیوں نہیں جبکہ وہی ماہر خلاق ہے اور سب کچھ جاننے والا۔ بس اس کی شان تو یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے حکم دیتا ہے کہ "ہو جا" اور وہ ہو جاتی ہے پس وہ ذات پاک ہے، جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا مکمل اقتدار ہے اور اسی کی طرف تم پلٹائے جانے والے ہو۔

(یٰسٓ ۳۶:۷۷۔۸۳)

ان آیات میں قرآن مجید قیامت کو سات یا آٹھ طریقوں سے ثابت کرتا ہے۔ سب سے پہلے یہ بنی نوع انسان کی سب سے پہلی تخلیق کو پیش کرتا ہے اور اس کا مطلب ہے:

تم ایک نطفہ کے قطرے کے مراحل کے ذریعے پیدا کئے گئے ہو، جو کچھ ایسی چیز ہے جو تمہاری ماں کی بچہ دانی کی دیوار سے معلق ہے، جو کچھ ایسی چیز ہے جو چباتے ہوئے گوشت کی ڈلی کی طرح ہے اور جو ہڈیوں اور ہڈیوں پر پٹھوں کے مضبوط خلیوں کی پوشاک ہے چونکہ تم اسے دیکھ سکتے ہو، تم دوسری تخلیق (قیامت) کا کیسے انکار کر سکتے ہو، جو کہ پہلی سے بھی زیادہ آسان ہے؟

'اس نے تمہارے لئے سبز درخت سے آگ بنائی ہے، کے ذریعے لوگوں کو اپنی مہربانیاں یاد کرانے سے اللہ تعالیٰ کی مراد ہے:

"وہ جو تمہیں ایسی عنایتیں بخشتا ہے، تمہیں تمہارے حال پر نہیں چھوڑے گا تاکہ تم قبر میں داخل ہو اور وہاں لیٹو دوبارہ نہ اٹھائے جانے کے لئے"۔

وہ تجویز کرتا ہے:

"تم دیکھتے ہو کہ کس طرح مردہ یا خشک درختوں کو دوبارہ زندہ اور سبز رنگ میں تبدیل کیا جاتا ہے تو پھر تم اس کو کیوں نامناسب سمجھتے ہو کہ لکڑی جیسی ہڈیاں دوبارہ زندہ کی جائیں گی؟"

مزید کیا

وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، بنی نوع انسان کو جو کہ آسمانوں اور زمین کا ثمر ہے، پیدا کرنے کے ناقابل ہے؟ کیا وہ جو ایک درخت کی نگرانی کرتا ہے، اس کے پھل کو کوئی اہمیت نہیں دیتا

اور اسے دوسروں پر چھوڑ دیتا ہے؟ کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ انسانیت کو چھوڑ دے گا' جو تخلیق کے درخت کا پھل ہے' اس کی اپنی تدبیر پر یا دوسروں پر اور اس طرح سے اس تخلیق کے درخت' جس کے تمام حصے دانائی سے گوندھے گئے ہیں' ضائع ہونے دے گا؟"

پھر اس کی مراد ہے:

وہ' جو تم کو قیامت کے دن دوبارہ زندہ کرے گا' ایسا ہے کہ تمام کائنات اس کے سامنے ایک فرماں بردار سپاہی کی طرح ہے۔ یہ اس کے حکم "ہو جا" کے سامنے کامل تابعداری کے ساتھ مطیع ہوتا ہے اور یہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے موسم بہار اور پھول کو پیدا کرنا برابر ہے۔ یہ مطلق طور پر نامناسب اور غیر منطقی ہے کہ اسے بے بس خیال کیا جائے اور اس کی طاقت کو یہ کہتے ہوئے چیلنج کیا جائے: "ہڈیوں کو کون دوبارہ زندہ کرے گا؟"

"اس کی تعریف ہے جس کے ہاتھ میں تمام چیزوں کی بادشاہت ہے" کے ذریعے' قرآن مجید یہ معنی رکھتا ہے: "وہ ہر چیز کو کنٹرول کرتا ہے اور ہر ایک چیز کی کنجیاں رکھتا ہے وہ رات اور دن اور سردی اور گرمی کو کتاب کے صفحوں کو الٹنے کی طرح پھیر کر لاتا ہے۔ وہ ایسا قدیر اور متکبر ہے کہ ایک مکان کو بند کرنے اور دوسرے کو کھولنے کی طرح وہ اس دنیا کو بند کرتا ہے اور اگلی دنیا کو کھولتا ہے۔ یہ امر اپنے ثبوتوں کے ساتھ مسلم ہے کہ تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ وہ ہر ایک کو اٹھائے گا اور انہیں حشر کے مقام پر جمع کرے گا' جہاں وہ تمہیں حساب دینے کے لئے کہے گا جو تم نے دنیا میں ہوتے ہوئے کیا ہے"۔

ایسی آیات انسان کے دماغ اور دل کو قیامت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار کرتی ہیں کیونکہ وہ دکھاتی ہیں کہ کس طرح ہماری زندگیوں میں یہ عام چیزوں سے مشابہت رکھتی ہے۔ قرآن مجید بعض اوقات اس سے ملتے جلتے طریقے میں اللہ تعالیٰ کے افعال کا تذکرہ کرتا ہے تاکہ ہم صداقت کو دیکھ سکیں۔

بالترتیب سورۃ تکویر' انفطار اور انشقاق سے

جب سورج لپیٹ دیا جائے گا

(التکویر ۱:۸۱)

جب آسمان پھٹ جائے گا

(الانفطار ۱:۸۲)

جب آسمان پھٹ جائے گا

(الانشقاق ۸۴:۱)

ان سورتوں میں' قرآن مجید اس دنیا کی تباہی اور حشر عظیم کو اس طرح سے بیان کرتا ہے کہ ہم سمجھ سکتے ہیں۔ موسم بہار اور موسم خزاں اور زلزلوں اور بڑے طوفانوں کے دوران' ہم اس سے مشابہ واقعات دیکھتے ہیں' اس لئے زیر بیان واقعات کا کچھ مفہوم حاصل کر سکتے ہیں۔

مثال کے طور پر میں ایک آیت کی طرف اشارہ کروں گا:

اور جب اعمال نامے کھولے جائیں گے۔

(التکویر ۸۱:۱۰)

یہ آیت بیان کرتی ہے کہ قیامت کے دن' ہر ایک شخص کو صفحات کے رول' جس میں ان کے اعمال کا ریکارڈ ہوگا' کا سامنا کرنا ہوگا۔ اس کو سمجھنا ہمارے لئے مشکل ہے اگرچہ ہم ہر سال واقعات دیکھتے ہیں۔ جو عام حیات نو کے دوران ہر سال دیکھے جانے والے موسم بہار میں ہوتا ہے اور جو دنیا کی تباہی اور قیامت کے مشابہ ہوتے ہیں۔

ہر پھل دار درخت اور پھولوں کے کام' اعمال اور فرائض ہوتے ہیں۔ اس کی عبادت کا نمونہ اس میں آشکارا ربانی نام دکھاتا ہے۔ اس کے تمام کاموں (اس کے پھوٹنے سے' کلیاں بننے اور پھل دینے تک اس کی زندگی کا دور) کا ریکارڈ آنے والے موسم بہار میں نمائش کے لئے اس کے بیجوں میں رکھا جاتا ہے۔ چونکہ یہ اس کے مصدر یا منبع کے کاموں کو رکھا جاتا ہے چونکہ یہ اس کے مصدر یا منبع کے کاموں کو اس کی شکل وصورت کی زبان میں دکھاتا ہے' اس کی شاخیں' روئیں' پتے' کلیاں اور پھل ان کاموں کے صفحات کو کھول کر سامنے رکھ دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ جو ہماری آنکھوں کے سامنے یہ کام کرتا ہے جیسا کہ وہ اپنے اسماء۔ الحکیم' الحفیظ' المسبب' الناشئی اور اللطیف۔ کو ظاہر کرتا ہے جو وہ ہے جو کہتا ہے: جب اعمالنامے کھولے جائیں گے۔

دوسرے نکات کا اس سے موازنہ کرو اور سمجھو۔

آیت جب سورج لپیٹ دیا جائے گا (التکویر ۸۱:۱) پر غور کریں۔ تہہ کئے ہوئے (بمعنی ملفوف ہونا) کے نمایاں استعارے کے علاوہ یہ آیت کئی متعلقہ واقعات کی طرف اشارہ کرتی ہے:

اولاً' عدم' ایتھر' آسمانوں کو بالترتیب پردوں کی طرح پیچھے کھینچ کر اللہ تعالیٰ ایک چمکدار لیمپ (سورج) اپنی رحمت کے خزانے کو روشن اور دنیا کے سامنے ظاہر کرنے کے لئے لایا جب دنیا تباہ ہو

جائے گی وہ اسے اس کے پردوں میں دوبارہ تہ کر دے گا اور اسے ہٹا لے گا۔

ثانیاً سورج اللہ تعالیٰ کا اہلکار ہے جسے دنیا کے سر کے اردگرد یکے بعد دیگرے اپنی روشنی کا سامان پھیلانے اور روشنی اور اندھیرے کو تہ کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

ہر شام کو یہ اپنے سامان کو اکٹھا کرتا ہے اور چھپا دیتا ہے۔ کبھی کبھی یہ تھوڑا کام کرتا ہے کیونکہ بادل اسے ڈھانپ دیتا ہے۔ بعض اوقات یہ کام سے دست کش ہو جاتا ہے کیونکہ چاند اس کے چہرے کے اوپر ایک پردہ تان دیتا ہے اور یہ اپنی حساب کی کتاب ایک تھوڑے متعین وقت کے لئے بند کر دیتا ہے۔ کسی (مستقبل کے) وقت' یہ اہلکار اپنی آسامی سے استعفیٰ دے دے گا۔

خواہ اس کی برخاستگی کی کوئی وجہ نہ ہو' دو سیاہ نشانوں کی وجہ سے جو اس کے چہرے پر پیدا ہو رہے ہیں جیسا کہ وہ ایسا کرنا شروع ہو گئے ہیں' سورج' یہ اپنی روشنی جسے وہ زمین کی طرف واپس کھینچ لے گا اور اسے اپنے سر کے اردگرد لپیٹ لے گا۔ اللہ تعالیٰ حکم دے گا: ''زمین پر تمہارا کوئی فرض نہیں ہے اب دوزخ میں جاؤ اور ان کو جلاؤ' جنہوں نے تمہاری عبادت کر کے ایک وفادار اہلکار کی توہین کی ہے' گویا کہ تم نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا''۔ اس کے داغ والے چہرے کے ذریعے سورج' جب سورج لپیٹ دیا جائے گا (التکویر ۸۱:۱)۔

کے معنی آشکارا کرتا ہے۔

فصاحت کا نواں نقطہ: بعض اوقات حکمت والا قرآن مجید ایک خاص مقصد کا تذکرہ کرتا ہے اور ہمارے دماغوں کو عالمگیر تعلقات سے سوچنے کی ترغیب دینے کے لئے ربانی اسماء کے ذریعے اس مقصد کی تصدیق اور اس کو مضبوط بناتا ہے' جو عالمگیر قوانین کے طور پر کام کر رہے ہوں۔

سورۃ المجادلہ سے

> یقیناً اللہ نے اس عورت کی بات' جو اپنے شوہر کے بارے میں تم سے جھگڑ رہی تھی اور اللہ سے فریاد کئے جا رہی تھی' سن لی ہے اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا بلاشبہ اللہ ہر بات سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا ہے
>
> (المجادلہ ۵۸:۱)

قرآن مجید فرماتا ہے: ''خداوند قدیر سب سے زیادہ سننے والا ہے۔ وہ اپنے حق کے نام کے ساتھ سنتا ہے کہ ایک بیوی تم سے بحث کر رہی تھی اور اپنے خاوند کے خلاف آپ سے شکایت کر رہی تھی۔ ایک سب سے خاص واقعہ انسانوں کے درمیان ایک عورت سب سے زیادہ مستحق اور ذاتی

قربانی کی طرف رہنمائی کرنے والی توجہ اور مہربانی کی کان ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ مشفق ہونے کے تقاضے سے اللہ تعالیٰ اس کی شکایت سنتا ہے اور اپنے نام 'حق' کے واسطے سے اسے بہت اہم معاملہ گردانتا ہے"۔

ایک خاص واقعہ سے ایک عالمگیر اصول مستخرج کرنے سے' خدائے واحد جو ایک خاص معمولی واقعے کو سنتا اور دیکھتا ہے' اسے تمام چیزوں کو ضرور دیکھنا اور سننا چاہئے۔ وہ خداوند کریم جو کائنات پر حکومت کا دعویٰ کرتا ہے' اسے ضرور کسی بھی مخلوق کی تکالیف سے باخبر ہونا چاہئے جسے دکھ دیا گیا ہے اور اس کی چیخ و پکار کو سننا چاہیے۔ ایک ہستی جو ایسا نہیں کر سکتی' وہ خدا نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ سننے والا ہے' سب سے زیادہ دیکھنے والا ان دو بڑی صداقتوں کو مستحکم کرتا ہے۔

سورۃ الاسراء سے

> پاک وہ ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی وہ (مسجد اقصیٰ) کہ ہم نے جس کے ماحول کو برکت دی ہے تا کہ ہم اسے اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں۔ بے شک اللہ ہی سب کچھ جاننے اور دیکھنے والا ہے۔
>
> (بنی اسرائیل ۱:۱۷)

یہ آیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج شریف کی پہلی منزل کو بیان کرتی ہے۔ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ کر سکتی ہے۔ اگر یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ کرتی ہے' تو اس کے معنی ہیں:

یہ سفر ایک جامع سفر ہے' ایک عالمگیر معراج اس کے دوران' جہاں تک سدرۃ المنتھیٰ (جہاں مخلوق کی حد ختم ہوتی ہے) اور دو کمانوں کے فاصلے کی لمبائی کا تعلق ہے' انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نشانیاں سنیں اور دیکھیں۔ ربانی ناموں کے جلووں کے عالمگیر درجوں میں ان کی آنکھوں اور کانوں کے سامنے ربانی فن کے حیران کن کارنامے عیاں کئے گئے چنانچہ یہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ کرتی ہے' تو اس کے معنی ہیں:

"سفر کے اختتام پر' اپنے بندے کو اپنے حضور میں پذیرائی بخشنے اور اسے ایک ذمہ داری سونپنے کے لئے وہ آپؐ کو مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ لے گیا۔ اس نے آپؐ کو انبیاء علیہم السلام کو ملنے کا سبب بنایا' جو وہاں جمع ہو گئے تھے۔ یہ ظاہر کرنے کے بعد کہ آپؐ انبیاء کے ادیان کے اصولوں کے وارث ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اپنی سلطنت کے میدانوں' اس کی داخلی اور خارجی جسامت میں سے' دو کمانوں کے فاصلے کی لمبائی تک کا سفر کرایا"۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حضوری تک انہوں نے عروج حاصل کیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ کائنات سے متعلق ایک اعتماد اور نور تھا جو کائنات کے رنگ کو تبدیل کر دے گا۔ ابدی خوشی کے دروازے کو کھولنے کے لئے ایک کنجی بھی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ خود آپؐ کو تمام چیزوں کے سننے اور دیکھنے کی خصوصیات کے ساتھ اعتماد' نور اور کنجی کے عالمگیر مقاصد دکھانے کے لئے بیان کرتا ہے۔

سورۃ الفاطر سے

حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے اور فرشتوں کو (ایسے فرشتے) جن کے پر ہیں' دو دو تین تین اور چار چار کر کے پیغام رساں مقرر کرنے والا ہے۔ وہ تخلیق میں جیسا چاہے اضافہ کر سکتا ہے۔ بلاشبہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے

(فاطر ۳۵:۱)

اس آیت کے معنی ہیں:

''آسمانوں اور زمین کو آراستہ کرنے اور اس کے کمال کے کارنامے دکھا کر' ان کا شان و شوکت والا خالق ان کے بے شمار تماشائیوں کو اس کی لامحدود طور پر بڑائی اور تعریف کرنے کا باعث بنتا ہے۔ اس نے ان کو ان گنت مہربانیوں سے سجایا تاکہ آسمان اور زمین اپنے سب سے زیادہ رحم والے خالق کی لامتناہی طریقے سے تمام مہربانیوں کی زبان میں' اور ان کی جو ان مہربانیوں کو حاصل کرتے ہیں' کی تعریف کریں اور اس کو اونچا کریں''۔

یہ آیت یہ بھی ظاہر کرتی ہے کہ شان وشوکت والی وہ ذات جس نے زمین کے باسیوں کو ضروری اعضاء' قابلیتوں اور تمام دنیا میں سفر کرنے کے لئے بازوؤں سے آراستہ کیا ہے اور جس نے فرشتوں (جنت کے باسیوں) کو ستاروں کے آسمانی مقامات اور ستاروں کے جھرمٹوں کی اونچی جگہوں میں سے اڑنے اور سفر کرنے کے لئے بازوؤں سے آراستہ کیا ہے' ضرور تمام چیزوں سے طاقتور ہوگی۔ وہ ہستی جس نے مکھی کو ایک پھل سے دوسرے پھل تک اور ایک چڑیا کو ایک درخت سے دوسرے درخت تک اڑنے کے لئے بازو دیئے ہیں' وہی ہے جو زہرہ ستارے سے جوپیٹر تک اور جوپیٹر سے زحل تک اڑنے کے لئے بازو دیتا ہے۔

مزید برآں' زمین کے باسیوں کے برعکس' فرشتے خصوصیات سے پابند یا خاص محدود جگہ

تک محدود نہیں کیے جاتے۔ دو تین یا چار کے ذریعے' وہ تخلیق میں اضافہ کرتا ہے جیسے وہ چاہتا ہے' آیت یہ خیال دلاتی ہے کہ ایک ہی وقت میں فرشتے چار یا چار سے زیادہ ستاروں پر موجود ہو سکتے ہیں' چنانچہ یہ بیان کر کے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بازوؤں کے ساتھ آراستہ کیا ہے (ایک خاص واقعہ)' قرآن مجید ایک عالمگیر اور ہیبت ناک طاقت کے مآخذ کی طرف اشارہ کرتا ہے اور اسے اس خلاصے کے ساتھ مستحکم کرتا ہے:

''اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے''۔

فصاحت کا دسواں نقطہ: بعض اوقات قرآن مجید بنی آدم کے باغی افعال کا تذکرہ کرتا ہے اور اس کے افراد کو سخت دھمکیوں کے ساتھ قابو میں رکھتا ہے لیکن لوگوں کو مایوسی میں نہ ڈالنے کے لئے یہ خاص ربانی ناموں سے' جو اس کی رحمت کی طرف اشارہ کرتے ہیں' ختم کرتا ہے اور انہیں تسلی دیتا ہے۔

سورۃ الشوریٰ سے

(ان سے) کہو: ''اگر اللہ کے ساتھ اور بھی معبود ہوتے جیسا کہ یہ کہتے ہیں' تو وہ صاحب عرش تک راہ پانے کی ضرور کوشش کرتے۔ وہ پاک ہے اور بلند و برتر ہے ان باتوں سے جو یہ کہہ رہے ہیں (اس کی شان) نہایت ہی بلند ہے۔ ساتوں آسمان اور زمین اس کی تسبیح کرتے ہیں اور وہ سب بھی جو ان کے درمیان ہیں بلکہ کوئی چیز نہیں ہے مگر وہ اس کی حمد و ثنا کر کے' تسبیح کرتی ہے' مگر تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔ بے شک وہ بڑا ہی بردبار اور درگزر کرنے والا ہے''

(بنی اسرائیل ۱۷: ۴۲-۴۴)

ان آیات کے معنی ہیں:

آپ فرما دیجئے: ''اگر اس کے اقتدار میں کوئی دیوتا شریک ہوتے' تو وہ اس کی تخلیق پر حکمرانی میں حصہ ضرور لیتے۔ اس سے کائنات میں بدنظمی واقع ہو جاتی تاہم تخلیق کا ہر ایک حصہ شان و شوکت والے خداوند کریم کی حمد بیان کرتا ہے جس کا اظہار ربانی ناموں کی نقش کاری کی زبان میں' ان ناموں کے ذریعے جو ان پر عیاں ہیں' کیا گیا۔ وہ اسے ہر شریک سے پاک قرار دیتے ہیں۔ بالکل اس طرح جس طرح آسمان اسے مقدس قرار دیتے ہیں۔ ان کی سورجوں اور ستاروں کی روشنی منتشر کرتی دنیاؤں اور ان کی آشکارا عقل اور دستور کے ذریعے اس کی توحید کا اقرار کرتے ہیں۔ ماحول بذریعہ بادلوں اس کی گرج' بجلی اور بارش کے الفاظ اس کی تعریف کرتا اور حلال قرار دیتا ہے۔

یہ اللہ تعالٰی کی توحید کی تصدیق بھی کرتا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح زمین شان وشوکت والے خالق کی حمد کرتی ہے اور پودوں اور جاندار موجودات کے زندہ الفاظ کے ذریعے' ہر درخت ذات اقدس کی تعریف کرتا اور اس کی کلیوں اور پھلوں کے الفاظ کے ذریعے اس کی یکتائی کی تصدیق کرتا ہے۔ اسی طرح سب سے چھوٹی اور سب سے زیادہ خاص مخلوق سب سے زیادہ شان وشوکت والے خدا کی تعریف کرتی ہے۔ جس کے کئی ناموں کو یہ ان کی نقش کاریوں کے ذریعے جس کی یہ حامل ہے' ظاہر کرتی اور اس کی توحید کی تصدیق کرتی ہے۔

یہ آیات بیان کرتی ہیں کہ انسان کائنات کا حاصل' نتیجہ اور نازک پھل ہے' جسے اللہ کے نام پر زمین کی حکمرانی سے نوازا گیا ہے۔ تاہم کفار اور وہ' جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں (اگرچہ کائنات شان وشوکت والے خداوند کریم کی بیک آواز حمد کرتی ہے' اس کی توحید کی تصدیق کرتی ہے اور مکمل فرماں برداری کے ساتھ اس کی عبادت کرتی ہے)۔

ایک بدصورت فعل کا' جو سزا کا مستحق ہے' ارتکاب کرتے ہیں چنانچہ ایسے لوگ مایوسی سے دبتے نہیں' شان وشوکت والا خدا انہیں غور کرنے کا وقت دیتا ہے۔ اختتامی الفاظ' وہ بڑا ہی بردبار اور درگذر کرنے والا ہے۔ توبہ اور معاف کئے جانے کے لئے ایک دروازہ کھلا چھوڑ دیتے ہیں۔

آیات کے آخر میں خلاصے رہنمائی اور اعجاز کی چمک کے کئی پہلو سمیٹے ہوئے ہیں۔ فصاحت کے سب سے بڑے فہم وفراست والے شخص بھی قرآن مجید کی مستند صورتوں سے حیران ہیں اور یہ نتیجہ نکالتے ہوئے کہ اس کا منبع انسان نہیں ہو سکتا' انہوں نے مکمل یقین کے ساتھ مان لیا ہے کہ یہ نازل کردہ وحی ہے۔ پہلے مذکورہ نکات اور خوبیوں کے ساتھ ساتھ دوسری آیات کئی ایسی مزید خوبیوں کی حامل ہیں کہ ایک اندھا بھی ان کے بندوبست کی اعجازی چھاپ کو دیکھ سکتا ہے۔

تیسری کرن

قرآن مجید کا دوسرے الفاظ اور کلام سے تقابل نہیں کیا جا سکتا کیونکہ کلام کی مختلف اقسام ہیں۔ بلحاظ فوقیت' طاقت' خوبصورتی اور موزونیت' کلام کے چار مصادر ہیں۔ کلام کرنے والا' جس سے کلام کیا جائے' مقصد اور جب بات چیت کی جائے۔ اس کا مصدر نہ صرف موقعہ ہے جیسا کہ کچھ ادبی لوگوں نے غلط طور پر فرض کر لیا ہے۔ چنانچہ صرف خود گفتگو کا نہ سوچو۔

چونکہ کلام یا گفتگو اپنی طاقت اور خوبصورتی صرف ان چار مصادر سے اخذ کرتی ہے' اگر قرآن مجید کے مصادر کا غور سے مطالعہ کیا جائے' اس کی فصاحت کا درجہ' فوقیت اور خوبصورتی سمجھ میں آ جائے

گی۔ چونکہ کلام کو پہلے بولنے والے کے مطابق جانچا جاتا ہے' تو اگر یہ حکم یا امتناع کی صورت میں ہو تو بولنے والے کے منصب کے متناسب ارادہ اور طاقت رکھتا ہے۔ پھر یہ ناقابل مزاحمت ہو سکتا ہے اور یہ فوقیت اور طاقت میں زیادہ ہوتی ہوئی بجلی کی طرح ہو سکتا ہے۔

بالترتیب سورۃ ھود اور فصلات میں سے

اے زمین! اپنا پانی نگل جا۔

(ھود ۱۱:۴۴)

اس نے آسمان اور زمین کو حکم دیا: ''وجود میں آ جاؤ خواہ تم چاہو یا نہ چاہو'' دونوں نے کہا: ''ہم خوش دلی کے ساتھ آ گئے۔

(حٰم السجدہ ۴۱:۱۱)

اس کا مطلب ہے: ''اے آسمان اور زمین! خوشی سے یا ناخوشی سے آ جاؤ اور اپنے آپ کو میری حکمت اور عقل کے تابع کر دو۔ عدم میں سے آ جاؤ اور مقامات کی مانند' جہاں میرے فن کے کارنامے دکھائے جائیں گے' ظاہر ہو جاؤ'' انہوں نے جواب دیا: ''ہم مکمل فرماں برداری کیساتھ آ گئے ہیں۔ ہم آپ کی اجازت اور طاقت سے تمام ذمہ داریاں جو آپ ہمیں سونپیں گے' بجالائیں گے''۔

ناقابل مزاحمت طاقت اور ارادے کے حامل ان لاچار کرنے والے احکام کی رفعت اور قوت پر غور کرو اور ان احکام پر جو ہم جاندار موجودات کو دیتے ہیں غور وفکر کرو:

''اے زمین! رک جا۔ اے آسمان! ٹکڑے ٹکڑے ہو جا۔ اے دنیا! اپنے آپ کو تباہ کر دے''۔ کیا ایسے احکام کا اس کے احکام سے تقابل کیا جا سکتا ہے؟ کیا ہماری خواہشات اور بے معنی احکام کا ایک سب سے زیادہ بڑے حکمران کے لاچار کر دینے والے احکام سے تقابل کیا جا سکتا ہے جس کے پاس حکمرانی کی تمام خوبیاں ہیں؟

ایک سپریم کمانڈر کے لاچار کر دینے والے ایک بڑی اور فرماں بردار مخلوق کو آگے بڑھنے کے حکم اور ایک معمولی پرائیویٹ شخص کے حکم کے درمیان فاصلہ اتنا بڑا ہے جتنا کہ ایک کمانڈر اور پرائیویٹ شخص کے درمیان اس آیت۔

اس کے حکم کی شان تو یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے حکم دیتا ہے کہ ''ہو جا'' اور وہ ہو جاتی ہے

(یٰس ۳۶:۸۲)

اور اس آیت:

جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا

(البقرۃ ۲:۳۴)

میں احکام کی قوت اور فوقیت اور انسانی احکام پر غور و فکر کرو اور دیکھو کہ آیا ان میں فرق جگنو اور سورج کے فرق کی مانند نہیں ہے۔

غور کرو کہ کس طرح ماہر اپنا کام کرتے وقت اپنے کام کو بیان کرتے ہیں' فنکار اپنی فنکاری کے' کام کرتے وقت کس طرح تشریح کرتے ہیں اور کس طرح فیاض اپنی اچھائی کو' کام کرتے وقت' واضح کرتے ہیں۔ ہم ان کے ملے ہوئے اعمال اور الفاظ کا نتیجہ دیکھتے ہیں۔ اگر وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے ایک خاص طریقے سے 'ایک خاص مقصد کے لئے اور اس طریقے سے جس کے مطابق اسے کرنا چاہئے' کیا ہے' تو تم صرف الفاظ سے 'بغیر عمل دیکھے' فرق جان سکتے ہو۔

سورۃ قٓ سے

''کیا انہوں نے کبھی آسمان کو اپنے اوپر نہیں دیکھا کہ کس طرح ہم نے اس کو بنایا اور آراستہ کیا ہے اور اس میں کوئی رخنہ نہیں؟ اور ہم نے زمین کو بچھایا اور اس میں (پہاڑوں کے) لنگر ڈال دیئے اور اس میں ہر طرح کی خوش منظر نباتات اگائیں ہر اس بندے کی آنکھیں کھولنے کے لئے اور اس کی یاد دہانی کی خاطر جو (حق کی طرف) رجوع کرنے والا ہے اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی برسایا۔ پھر اس سے باغات اور کھیتی کے اناج اگائے اور کھجور کے لمبے لمبے درخت (پیدا کئے) جن میں تہ بہ تہ خوشے لگتے ہیں۔ یہ بندوں کے لئے رزق کا انتظام ہے اور اس پانی کے ذریعے ہم مردہ زمین کو زندگی عطا کرتے ہیں۔ اسی طرح ہوگا (مرے ہوئے انسانوں کا زمین سے) نکلنا ہوگا۔

(قٓ ۵۰:۶۔۱۱)

آیات کے کوائف' مکمل فصاحت کے ساتھ کائنات کے' جو عمل میں ہے' قابل مشاہدہ حصے سے اخذ کئے ہوئے قیامت کے کئی ثبوت متعارف کراتے ہیں۔ 'اسی طرح سے مردوں کا اٹھانا ہوگا' کے الفاظ کے ساتھ ختم کرنے سے' وہ ان کو خاموش کراتے ہیں جن کو سورت کہتی ہے کہ 'قیامت کا انکار کرو' یہ لوگوں کی واقعات سے متعلق بحث سے' جس کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے' کتنی مختلف ہے۔ فرق اس سے زیادہ ہے جتنا کہ حقیقی اور پلاسٹک کے پھول میں ہوتا ہے۔ میں ان آیات کی تشریح بہت مختصر طور پر کروں گا۔

یہ سورت کافروں کے قیامت کے انکار سے شروع ہوتی ہے۔ ان کو اس کی سچائی کا قائل کرنے کے لئے یہ سوال کرتی ہے:

> ''کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم نے کس طرح اس منظم اور شاندار آسمان کو بنایا بغیر کسی رخنے کے اس کو چاند' سورج اور ستاروں سے ہم نے کس طرح آراستہ کیا' ہم نے تمہارے لئے زمین کو کس طرح بچھایا اور کتنی حکمت سے اسے آراستہ و پیراستہ کیا؟ اس میں پہاڑوں کو نصب کر کے' ہم اس کی سمندروں کے حملے کے خلاف حفاظت کرتے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ کس طرح ہم نے اس پر تمام اقسام کے رنگ برنگے اور خوبصورت بالیدگی اور سبزے کے جوڑے تخلیق کئے اور پھر زمین کو ان سے آراستہ کیا' کس طرح سے ہم نے آسمان سے پاک پانی برسایا تاکہ ان سے باغ اور باغیچے اور اناج اور اونچے درخت جیسے مزیدار پھلوں سے لدے ہوئے کھجور کے درخت جو ہم اپنے بندوں کو رزق کے طور پر پہنچاتے ہیں' کس طرح سے ہم مردہ زمین کو پانی سے زندہ کرتے ہیں اور قیامت کی ہزاروں مثالیں لاتے ہیں۔ اسی طرح سے جس طرح ہم مردہ زمین پر سبزہ اگاتے ہیں' ہم تمہیں قیامت کے دن اٹھائیں گے جب زمین مردہ ہو جائے گی اور تم اس میں سے زندہ اٹھو گے''۔

ان آیات میں عیاں کی گئی فصاحت اتنی عظیم ہے کہ وہ قیامت کو ثابت کرتی ہیں' کتنے اعلیٰ وہ الفاظ ہیں جن کو ہم ایک دعوے کو ثابت کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں!

اپنے حقیقی استدلال اور کافروں کو قرآن مجید کے اعجاز کا قائل کرنے کی تصدیق کے اپنے استعمال کو ختم کرتے ہوئے' میں صداقت کے نام پر اس کے ناقابل تقابل درجے کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔

جب قرآن مجید کے ساتھ موازنہ کیا جائے' تو تمام دوسرے الفاظ' حقیقی ستاروں کے مقابلے میں' شیشے میں نازک انعکاسات کی طرح ہیں۔ درحقیقت وہ معانی جن کی انسانی دماغ اپنے خیالات اور احساسات کے آئینوں میں تصویر کشی کرتے ہیں' قرآن مجید کے ان الفاظ سے کتنے دور ہیں' جن میں سے ہر ایک ناقابل تغیر صداقت بیان کرتا ہے! قرآن مجید کے فرشتہ نما اور حیات بخش الفاظ' جو سورج اور چاند کے خالق کا کلام ہے اور جو رہنمائی کے انوار پھیلاتا ہے' اور جادوگر روحوں اور ظاہر

داری کے طریقوں کے پیدا کردہ ڈسنے والے الفاظ کے درمیان' جو نفسانی خواہش کو ابھارتے ہیں۔ کتنا عظیم فرق ہے!

جب قرآن مجید کے ساتھ تقابل کیا جائے' تو ہمارے الفاظ' فرشتوں اور دوسری انوار بخش روحانی مخلوقات کے مقابلے میں' ڈسنے والے کیڑوں کی طرح ہیں۔ یہ صرف دعویٰ ہی نہیں ہے بلکہ یہ شہادت پر مبنی فیصلہ بھی ہے جیسا کہ اب تک لکھے گئے الفاظ میں ہماری بحث سے ظاہر ہے۔ ہمارے الفاظ' جو قیاس اور قوت متخیلہ سے بھرے ہوئے ہیں' قرآن مجید کے الفاظ اور مرکبات ناقصہ سے کتنے بعید ہیں۔ یہ ابدی خدائی خطاب جس نے سب سے زیادہ رحم کرنے والے خداوند کریم کے عرش عظیم سے جنم لیا' انسان کے بطور دوسری تمام مخلوقات سے اعلیٰ آزاد ہونے کے بدلے میں آیا اور یہ اللہ تعالیٰ کے علم' طاقت اور مشیت پر مبنی ہے۔ اس کا ہر ایک جملہ اور بیان ہدایت کے موتی اور یقین کی صداقتوں کا مآخذ اور اسلامی اصولوں کی کان ہے۔ ہمارے مانوس الفاظ اور قرآن مجید کے الفاظ میں کتنا فرق ہے۔

ایک مقدس درخت کی طرح جس کے نیچے کائنات واقع ہے' قران مجید نے تمام اسلامی روحانی قدروں اور اخلاقی کمالات' پبلک علامات اور قواعد' اصولوں اور احکام کے اوراق کو پیدا کیا ہے۔ یہ بزرگوں اور مخلص علماء کی کلیوں کی شکل میں پھوٹا ہے اور اس نے ربانی صداقتوں کے ثمرات دیئے ہیں' صداقتیں اور حقیقتیں جن کا تعلق کائنات کی تخلیق اور کارروائی کے ربانی قوانین سے ہے اور پھلوں کے پودے' بطور کردار کے اصولوں اور عملی زندگی کے پروگراموں کے' درختوں کی شکل اختیار کر گئے ہیں۔

ہر شخص اور ہر خطے نے صداقت کے جراثیموں سے' جن کی قرآن مجید نے چودہ صدیوں سے نمائش کی ہے' فائدہ اٹھایا ہے اس وقت کے دوران' نہ تو بہت زیادہ آگاہی نے اور نہ صداقتوں کی بہتات نے اور نہ تو وقت کے گزرنے نے اور نہ انسانی زندگی کی بڑی تبدیلیوں نے اور نہ طوفان انقلاب نے لوگوں کو اس کی انمول صداقتوں اور عمدہ اور مستند اسالیب سے لاتعلق کیا ہے' نہ ہی ان چیزوں نے ان کو ضرر پہنچایا ہے اور نہ ان کی قدر و قیمت میں کمی کی ہے یا اس کی خوبصورتی اور تازگی کو ختم کیا ہے' یہ خود اعجازی ہے۔

اگر کسی نے قرآن مجید کی طرح کسی چیز کے پیدا کرنے کا دعویٰ کیا ہوتا' کچھ قرآنی صداقتوں کو ایک کتاب میں ترتیب دیا ہوتا اور قرآن مجید کے مشابہ ایک کتاب تخلیق کرنے کا دعویٰ کیا ہوتا' یہ مندرجہ ذیل کی طرح ہوتا:

فرض کرو ایک ماہر معمار نے نواع واقسام کے نگینوں سے ایک شاندار محل تعمیر کیا۔ تمام نگینوں کو متوازن طریقے سے لگایا اور اسے متناسب طور پر نگینے کی پوزیشن اور محل کے تمام ڈیزائن کے مطابق آراستہ کیا۔ پھر تصور کرو کہ ایک معمولی ماہر تعمیرات جو محل کے نگینوں' ڈیزائن اور سجاوٹوں کے متعلق کچھ نہیں جانتا' اس میں داخل ہوا اور اس نے ماہر معمار کی تعمیر کو بگاڑ دیا تاکہ یہ ایک معمولی بلڈنگ کی طرح دکھائی دے۔ فرض کرو کہ یہ شخص کچھ موتی اس پر معلق کرتا ہے جو بچوں کو خوش کرتے ہیں اور پھر کہتا ہے: ''دیکھو! میں حقیقی تعمیر کرنے والے سے زیادہ کاری گر ہوں اور میرے پاس زیادہ دولت اور زیادہ قیمتی سامان آرائش ہے'' کیا کوئی بھی ایسے بے معنی دعوے کو سنجیدگی سے لے گا؟

تیسری روشنی

یہ تین کرنوں پر مشتمل ہے۔

پہلی کرن

قرآن مجید کے اعجاز کا ایک نمایاں پہلو بیسویں لفظ میں بیان کیا گیا ہے۔ میں اس کا یہاں بھی تذکرہ کرتا ہوں کیونکہ سیاق وسباق ایسا کرنا مناسب گردانتا ہے۔

یہ دیکھنے اور سمجھنے کے لئے کہ کس طرح ہر ایک قرآنی آیت' اعجاز کی روشنی اور ہدایت پھیلانے سے' کفر کے اندھیرے کو دور کر دیتی ہے' اپنے آپ کو قبل از اسلام عرب میں تصور کرو۔ اس وقت کے دوران اور وحشی پن کے صحرا میں' ہر ایک چیز اندھیرے' جہالت اور بے توجہی کے درمیان بے جانی اور فطرت کے پردوں میں ڈھکی ہوئی تھی۔

اچانک تم قرآن مجید کی ممتاز زبان سے ایسی آیات سنتے ہو:

ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے' اللہ کی تسبیح کر رہی ہے' (اللہ جو) بادشاہ ہے' نہایت مقدس' زبردست اور بڑی حکمت والا

(الجمعة ۶۲:۱)

دیکھو' تسبیح کر رہی ہے' کی آواز پر کس طرح سامعین کے دماغوں میں دنیا کی سوتی ہوئی اور بے جان مخلوقات زندہ ہو جاتی' کس طرح وہ جاگتی اور اللہ تعالیٰ کے ناموں کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ کی بڑائی کرنا شروع کر دیتی ہیں۔

'اس کی ساتوں آسمان اور زمین تسبیح کرتے ہیں'

(بنی اسرائیل ۱۷:۴۴)

کی آواز پر سیاہ آسمان کے ستارے جن میں سے ہر ایک آگ کا ایک ٹھوس ٹکڑا ہے اور زمین کی مخلوقات' سامعین کے سامنے آسمان کو ایک منہ کی طرح اور ستارے جن میں سے ہر ایک حکمت آشکار الفظ کی طرح اور صداقت نما نور کی طرح اور زمین ایک زمین اور سمندر کے ساتھ ایک سر کی طرح اور تمام جانور اور پودے تسبیح کے الفاظ کی طرح پیش کرتے ہیں۔

اگر تم ہر ایک آیت کو موجودہ سیاق وسباق اور جدید نقطہ نظر (۱۹) سے دیکھو' اگر تم اسے آگاہی کے ایک سطحی پردے میں دیکھو' تو تم نہ تو یہ دیکھو گے کہ ہر ایک آیت اعجاز کی سریلی آواز میں اندھیرے کی کسی قسم کو دور کرتی ہے اور نہ اس کے اعجاز کا یہ پہلو سمجھو گے۔

اگر تم قرآن مجید کے اعجاز کے اعلیٰ ترین درجوں میں سے ایک کو دیکھنا پسند کرو گے تو مندرجہ ذیل تمثیل پر غور کرو:

ایک بڑے اور غیب کے پردے میں چھپے ہوئے اور پھیلے ہوئے درخت کا تصور کرو' اس کے تمام حصوں کے درمیان ایک تعلق' ہم آہنگی اور توازن ہے' بالکل اسی طرح جس طرح انسانی جسم کے حصوں کے درمیان ہوتا ہے۔ درخت کی ماہیت کے مطابق ہر حصہ ایک شکل وصورت اختیار کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص بالکل اس چھپے ہوئے درخت کے مطابق اس چھپے ہوئے درخت کے مطابق تصویر بناتا ہے' جس میں اس کے ہر ایک حصے کو بالکل ویسی شکل وصورت دی گئی ہو اور اس میں بالکل ویسا ہی تعلق اور تناسب ہو جیسا کہ اصل میں نظر آتا ہے' کوئی شخص بھی شک نہیں کر سکتا کہ فنکار چھپے ہوئے درخت کو تہ میں پہنچنے والی نظر سے دیکھتا اور اس کی تصویر اتارتا ہے۔

اسی طریقے سے' قرآن مجید کی چیزوں کی حقیقت کی تشریحات کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ یہ امر تخلیق کے درخت کی دنیا کی ابتداء سے آخرت کی بعید ترین حدود تک' زمین سے ربانی عرش تک پھیلے ہوئے اور ذرّوں سے لے کر سورج تک کی وضاحت کرتا ہے۔ یہ تمام حصوں کے درمیان اس درجے تک تناسب برقرار رکھتا ہے اور ہر حصے اور ہر پھل کو مناسب شکل دیتا ہے کہ تمام سخت اور صداقت کے متلاشی علماء اس نتیجے پر پہنچے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے کیا کیا عجائبات کا ارادہ کیا ہے' اللہ تعالیٰ اسے برکت دے!
صرف تم اے حکمت والے قرآن! تخلیق کے معمے کو حل کرتے ہو''۔

(۱۹) دوسرے الفاظ میں' اس کے نزول کے وقت سے' ہر ایک نے اپنی روشنی کے بکھیرنے کے بعد' اس کی رضامندی کے بہت پہلے ان چیزوں کے معلوم چیزوں کے درمیان ہونے سے بہت عرصہ قبل' جہالت کے بھاری اندھیرے کو قرآن مجید کے سورج اور اسلام کے نور کے ذریعے دن کی روشنی میں تبدیل کر دیا۔

آ یئے ہم اللہ تعالیٰ کے اسماء اور اس کی صفات اور اس کی حکومت کے افعال کو بطور ایک بہت بڑے درخت کی روشنی سے جو ابد تک وقت اور فضائے بسیط پر محیط ہے' کا خاکہ کھینچیں۔ یہ ابدیت سے نہ ختم ہونے والے وسیع دائرے سے اور

وہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے

(الانفال ۸:۲۴)

پھاڑنے والے دانے اور گٹھلی کو

(الانعام ۶:۹۵)

جو ماؤں کے پیٹ میں تمہاری شکل وصورت بناتا ہے' جیسی چاہے

(آل عمران ۳:۶)

آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے

(الزمر ۳۹:۶۷)

اس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا

(الاعراف ۷:۵۴)

اور اس نے سورج اور چاند کو پابند بنایا

(الرعد ۱۳:۲)

میں سے نہ ختم ہونے والے وسیع دائرے کے اعمال پر مشتمل ہے۔

حکمت والا قرآن مجید یہ بیان کرتا ہے کہ نور افشاں حقیقت' ان اسماء اور صفات کی صداقتیں اور اپنی تمام شاخوں کے نکاس میں ان افعال کی صداقتیں اور نتائج اتنی ہم آہنگ اور ایسے مناسب طریقے سے بیان کرتا ہے کہ کسی دوسرے کے فیصلے کی مزاحمت نہیں کرتا اور کالعدم قرار نہیں دیتا۔

تمام وہ لوگ جو چیزوں کی حقیقت کی تہ تک پہنچے ہیں اور جنہوں نے چھپی ہوئی صداقتوں کو دریافت کیا ہے اور تمام دانشور جنہوں نے چیزوں کی اندرونی جسامت کی سلطنت میں سفر کیا ہے' اس بیان کا اعلان کیا ہے:

اللہ تعالیٰ کی حمد ہے۔ کتنا درست ہے۔ حقیقت کے ساتھ کتنا موافق ہے' کتنا خوبصورت ہے۔ کتنا موزوں ہے!

ایمان کے چھ ستونوں پر غور کرو جو ایک طاقتور درخت کی دو شاخوں کی طرح ہیں۔ اتفاق کا کرہ (مادی وجود) اور ضرورت کا کرہ (ربانی وجود)۔ قرآن مجید اس شاخ کے تمام حصوں کو بیان

کرتا ہے۔ تمام حصوں کا بندوبست اتنا ہم آہنگ' متوازن' صحیح نپا تلا ہے کہ انسانی دماغ اس کا تصور نہیں کر سکتا۔ بلکہ وہ اس کی خوبصورتی پر حیران ہے۔ قرآن مجید نے ایک خوبصورت تناسب' مکمل رشتہ اور اسلام کے پانچ ارکان جو یقین کی شاخ کی ٹہنی کی طرح کے درمیان ایک عمدہ ترین تفاصیل اور دور ترین مقاصد کے درمیان مثلاً اچھی عادات کا کم از کم اور سب سے زیادہ گہری حکمت اور سب سے زیادہ چھوٹے ثمرات کے درمیان ایک مکمل توازن قائم کیا ہے۔

شریعت میں دیکھی جانے والی مکمل ترتیب' توازن' جس نے سب سے زیادہ جامع قرآن مجید کے ناقابل تردید احکام' ثانوی معانی' اشارات اور اس کے بیانات کی علامات سے جنم لیا' ناقابل تردید' فیصلہ کن ثبوت' راست' اس تناسب' توازن' دستور اور صحت کی ناقابل انکار شہادت ہے۔

چنانچہ اس کی تشریحات کسی کے جزوی علم' خاص طور پر ایک امی شخص سے پیدا نہیں ہو سکتیں۔ بلکہ انہوں نے کامل جامع علم سے جنم لیا اور وہ اس کا کلام ہے' جو تمام چیزوں کو اکٹھا ایک ہی وقت میں ایک اکیلی چیز کی طرح دیکھ سکتا ہے اور دو ابدی اور ازلی انتہاؤں کے درمیان صداقتوں کا ایک ہی وقت میں مشاہدہ کر سکتا ہے۔

آیت:

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر یہ کتاب نازل فرمائی
اور اس میں کوئی کجی نہیں رکھی

(الکھف ۱۸:۱)

کا تعلق اسی حقیقت سے ہے۔

دوسری کرن

بارہویں اور تیرہویں الفاظ میں انسانی فلسفہ پر جس حد تک بحث کی گئی' وہ قرآن مجید کی حکمت سے گھٹیا ہے۔ یہاں ہم ان پر ایک دوسرے تناظر میں موازنہ کرتے ہیں۔

فلسفہ اور سائنس' ہستی کو مستقل خیال کرتے ہیں اور موجودات کی ماہیت اور خوبیوں پر تفصیل سے بحث کرتے ہیں۔ اگر وہ ان کے خالق کی طرف ان کے فرائض کا تذکرہ کرتے بھی ہیں' تو وہ ایسا بڑا مختصر طور پر کرتے ہیں گویا کہ وہ صرف کائنات کی کتاب کے ڈیزائنوں اور حروف پر بحث کرتے ہیں اور اس کے معنی کو درگزر کرتے ہیں لیکن چونکہ قرآن مجید' ہستی یا وجود کو سرسری' متحرک' غیر حقیقی' غیر متوازن اور بدلتا ہوا خیال کرتا ہے۔ یہ تمام مخلوقات کی ہیئت اور خارجی اور طبعی خواص کا قدرے مختصر

طور پر تذکرہ کرتا ہے اور وقت کا زیادہ حصہ عبادت کے فرائض کو تفصیلی طور پر مکمل کرتے ہوئے' جو اللہ تعالیٰ نے ان کو سونپے ہیں' وہ طریقے جن میں وہ اللہ تعالیٰ کے ناموں کو ظاہر کرتے ہیں اور کائنات کی تخلیق اور کارگزاری کے ربانی قوانین کے لئے ان کی فرماں برداری میں صرف کرتا ہے۔ چنانچہ صداقت کو جھوٹ سے ممتاز کرنے کے لئے ہمیں تلخیص کرنے اور وضاحت کرنے سے مربوط انسانی فلسفے اور قرآنی حکمت کے درمیان اختلافات کو دیکھنا چاہیے۔

تاہم غیر متحرک' مستقل اور جامد کلاک بظاہر لگتا ہے' معنویت میں اور بباطن یہ مسلسل حرکت کی حالت میں ہے۔ اسی طرح سے دنیا' جو ربانی طاقت کا ایک بہت بڑا کلاک ہے' بغیر رکے ہوئے مسلسل تبدیلی اور طوفان انقلاب میں گردش کرتا ہے۔ اس کی دو سوئیاں رات اور دن اس کے سیکنڈوں کا گزرنا ظاہر کرتی ہیں اور اس کی سالوں اور صدیوں کی سوئیاں منٹوں اور گھنٹوں کا گزرنا ظاہر کرتی ہیں۔ وقت یکا یک دنیا کو مرجھاہٹ کی لہروں میں گھسیڑتا ہے اور ماضی اور مستقبل کو عدم میں چھوڑ کر' ہستی کو صرف زمانہ حال میں رہنے کی اجازت دیتا ہے۔ فضا کے لحاظ سے دنیا بھی تغیر پذیر اور غیر متوازن ہے۔ اس کا ماحول دن میں کئی مرتبہ بادلوں سے بھرنے' خالی ہونے اور موسم سے متعلق تبدیلیوں کا مظاہرہ کر کے دن میں کئی مرتبہ تیزی سے تبدیل ہوتا ہے۔ ایسی سرگرمی سیکنڈوں کے گزرنے کے ساتھ متناظر ہوتی ہے۔ ارض' دنیا کا فرش زندگی اور موت اور روئیدگی اور جانوروں کے دور کے ذریعے مسلسل تبدیلیوں میں سے گزرتی ہے' ایسے دور منٹوں کے گزرنے کے برابر ہوتے ہیں اور دنیا کی بے ثباتی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

ایسے دور زمین کے اندرونی حصے میں دیکھے جا سکتے ہیں' جہاں کھلبلی اور طوفان انقلاب زلزلوں اور آفت ناگہانی اور پہاڑوں کی تہہ نشینی جیسے واقعہ کا باعث بنتے ہیں۔ یہ گھنٹے کی سوئی کی طرح ہیں جو دنیا کی ناپائیداری کا مظاہرہ کرتی ہے۔ آسمان میں آسمانی اجسام کی حرکت (دنیا کی چھت)' دمدار اور نئے ستاروں کا ظہور جبکہ کچھ دوسرے ستارے غائب ہو جاتے ہیں۔ سورج گرہن اور چاند گرہن اس امر کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ یہ متوازن نہیں ہے اور اس لئے یہ اپنا راستہ ایک آخری بربادی کی طرف بنا رہے ہیں۔ اس کی تبدیلیاں خواہ کتنی ہی آہستہ ہوں' وہ یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ دنیا فانی ہے اور اپنے ناگزیر انجام کی طرف حرکت کرتی ہے۔

وہ ستون جن کے اوپر یہ دنیا تعمیر کی گئی تھی' اسے متواتر ہلاتے ہیں۔ جب اس کے کارساز کے حوالے سے اس پر غور کیا جائے جس کی حرکات اور تبدیلیاں ربانی طاقت کے قلم کی حرکات ہیں۔ جو ہمیشہ سے سب کے مطلوب کے خطوط کو لکھنے والا ہے' یہ دنیا اور اس کی تبدیلی صور ہمیشہ سے تجدید کی

ہوئے اور ہمیشہ سے چمکاتے ہوئے آئینوں میں ربانی اسماء کے جلوؤں کو تمام مختلف پہلوؤں سے منعکس کرتے ہیں۔ چنانچہ جب اس پر بلحاظ اس کے اپنے اور ایک مادی تخلیق کی ہوئی ذات کے' غور کیا جائے' تو دنیا متواتر بدل دیتی ہے اور مرجھاہٹ اور موت کی طرف حرکت کرتی ہے۔

اگرچہ زمین بہتے ہوئے پانی کی طرح حرکت کرتی ہے' بے توجہی نے اسے منجمد کر دیا ہے اور (فلسفیانہ طور پر) فطرت پسندی نے اسے ٹھوس بنا دیا ہے چنانچہ یہ ایک پردہ بن گئی ہے جو کسی کو چھپا دیتا ہے اور اسے مابعد الموت کی زندگی بھلا دیتا ہے۔ فلسفہ جدید سائنسی فکر سے نشوونما پاتا ہے اور اسے جدید تمدن کی لبھانے والی ترغیبات اور نشہ آور خواہشات جو یہ لوگوں میں ابھارتی ہیں' اس کو سہارا دیتی ہیں۔ ایسی چیزیں دنیا کو زیادہ مریض سا بناتی ہیں اور اس کا ٹھوس پن بڑھاتی ہیں۔ جو لوگوں کو خالق اور دنیوی زندگی کے بعد کی زندگی بھلا دیتا ہے۔

ان آیات کے ذریعے جیسے

وہ عظیم حادثہ! کیا ہے وہ عظیم حادثہ؟

(القارعہ ۱۰۱)

جب وہ ہونے والا واقعہ پیش آ جائے گا

(الواقعہ ۱:۵٦)

قرآن مجید دنیا کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے اور اسے اون کی طرح دھنتا ہے۔

ایسی آیات:

کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کے انتظام پر غور نہیں کیا

(الاعراف ۷:۱۸۵)

اچھا تو کیا انہوں نے کبھی آسمان کو اپنے اوپر نہیں دیکھا کہ کس طرح ہم نے اس کو بنایا اور آراستہ کیا

(قٓ ۵۰:٦)

اور کیا ان کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین دونوں باہم ملے ہوئے تھے۔ پھر ہم نے انہیں جدا کیا

(الانبیاء ۲۱:۳۰)

یہ اس دنیا کو صفائی عطا کرتا ہے اور اس کے ابہام کو دور کرتا ہے۔

اس کے روشن اور نور بکھیرنے والے ستارے جیسے۔

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے

(النور۲۴:۳۵)

اور یہ دنیاوی زندگی سوائے کھیل تماشے کے کچھ نہیں

(الانعام۶:۳۲)

یہ اس ٹھوس دنیا کو پگھلا دیتی ہے
اس کی دھمکی آمیز آیات' جو موت یاد دلاتی ہیں' جیسے
جب سورج لپیٹ دیا جائے گا۔

(التکویر 1:81)

جب آسمان پھٹ جائے گا۔

(الانفطار 1:82)

جب آسمان پھٹ جائے گا۔

(الانشقاق 1:84)

اور

اور صور پھونکا جائے گا تو وہ سب جو آسمانوں میں اور جو زمین میں
ہیں، بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے سوائے ان کے جنہیں اللہ چاہے۔

(الزمر 68:39)

کے ذریعے، یہ اس فریب کو کہ دُنیا ابدی ہے، برباد کر دیتا ہے۔اس کے گرج نما دھماکے، جیسے
وہ جانتا ہے اسے بھی جو داخل ہے زمین میں اور جو اس سے نکلتا ہے
اور جو آسمان سے نازل ہوتا اور جو اس میں چڑھتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ
ہوتا ہے جہاں بھی تم ہو اور اللہ ان اعمال کو، جو تم کرتے ہو، دیکھ رہا ہے۔

(الحدید 4:57)

اور

کہو: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، وہ عنقریب تمہیں اپنی نشانیاں
دکھائے گا پھر تم انہیں پہچان لو گے اور تمہ ارب ان اعمال ـ جو تم کرتے
ہو بے خبر نہیں ہے۔

(النمل 93:27)

یہ بے توجہی کو دور کرتا ہے جو فطرت پسندی کو جنم دیتی ہے،

چنانچہ کائنات سے متعلق وہ قرآنی آیات اوپر والے مختصر اصول کا تتبع کرتی ہیں، وہ دنیا کی حقیقت کا پردہ چاک کرتی ہیں اور اسے ویسا دکھاتی ہیں جیسی یہ ہے۔ دنیا کا بدصورت چہرہ دکھانے سے یہ ہمیں اس سے دور کر دیتی ہے۔ اس کے خوبصورت چہرے کی طرف اشارہ کر کے، جس کا رخ اسکے کارساز کی طرف ہے۔ یہ ہمارا چہرہ اسکی طرف پھیر دیتی ہے۔

یہ ہمیں سچی حکمت کی طرف ہدایت کرتی ہے اور ہمیں اس کے حروف اور سجاوٹوں کی طرف تھوڑی سی توجہ کے ساتھ، کائنات کی کتاب پڑھاتی ہے۔ انسانی فلسفہ کے ناموافق، یہ اپنے آپ کو اس تک نہیں چھوڑ دیتی جو بدصورت ہے اور، لوگوں کو اس کے معنی بھلا کر، ان کو اپنا وقت ایسی بے معنی چیزوں پر جیسے کہ حروف کی سجاوٹیں ہیں، ان کو اپنا وقت ضائع کرنے پر نہیں لگاتی۔

تیسری کرن

دوسری کرن میں ہم نے قرآن مجید کی حکمت اور مؤخر الذکر کے اعجاز کے مقابلے میں انسانی فلسفے کے گھٹیا پن کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس کرن میں، جو قرآن مجید کی حکمت کا طلبا کے فلسفے کے ساتھ موازانہ کرتی ہے (مثلاً علماء حق، بزرگ اور منور کرنے والے [فلسفیوں کا زیادہ اہل دل طبقہ]) ہم مختصر طور پر، اس لحاظ سے قرآن مجید کے اعجاز پر بحث کریں گے۔

اب ہم اس کی شرافت، صداقت کے صاف ترین ثبوت اور اس کے اعجاز کی سب سے زیادہ طاقتور علامت پیش کرتے ہیں۔ اس پر غور کریں:

"قرآن مجید ایک مکمل متوازن طریقے سے، ربانی توحید کے ظہور کے تمام درجوں، انواع و اقسام اور تمام تقاضوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اور ان کی تشریح کرتا ہے۔" (21)

مزید برآں یہ ارفع ربانی صداقتوں کے درمیان توازن برقرار رکھتا ہے۔ ربانی اسماء کے متقاضی تمام احکام اور اصولوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اور ان کے درمیان بالکل ٹھیک اور حساس تعلقات برقرار رکھتا ہے۔ یہ خدا کی خدائی اور مکمل توازن والی حکومت کے تمام افعال اور وظائف کو اکٹھے اپنے بس میں رکھتا ہے۔

---

(21) مثال کے طور پر، ربانی ہستی کی توحید، اس کا فقید المثال ہونا یا اس کی لازمی صفات جیسے رب اور مالک ہونے اور اس کی صفات، اسماء اور افعال میں اس کا جواب نہ ہونا۔

یہ تمام اس کی بے مثال خوبی اور صفات کو ظاہر کرتے ہیں، جو عظیم ترین انسانی کارناموں میں نہیں پائے جاسکتے، اور نہ ان بزرگوں کے کارناموں میں جو چیزوں کی حقیقت کی تہ تک پہنچتے ہیں یا ان اہل دل کے کارناموں کے جو چیزوں اور واقعات کے اندرونی پہلوؤں کو دیکھ لیتے ہیں یا ان مکمل علماء حق کے کارناموں میں جو غیب کی دنیا کے اندر گھس جاتے ہیں۔

یہ ایسے ہے گویا کہ محنت کی ایک خاص تقسیم کے مطابق، ہر ایک گروپ نے اپنے آپ کو صداقت کے طاقتور درخت کی ایک شاخ کے ساتھ اپنے آپ کو منہمک رکھا اور اپنے آپ کو صرف اس کے پتوں اور پھلوں کے ساتھ مصروف رکھا جبکہ دوسرے گروپوں سے وہ بالکل بے خبر رہا۔

محدود دماغوں اور بصارت کے ساتھ غیر محدود صداقت کو نہیں سمجھا جاسکتا بلکہ صرف قرآن مجید کے کائناتی یا عالمگیر اور کامل جامع بصارت کے ساتھ اسے سمجھا جاسکتا ہے۔ وہ تمام کچھ جو قرآن مجید نہیں ہے عالمگیر صداقت کو مکمل طور پر نہیں سمجھ سکتا، خواہ وہ تمام اس سے مستفید اور مکمل طور پر اس کے حصوں کے ایک جوڑے میں منہمک ہوں گے۔ وہ بیشتر، دوسروں سے ایک یا دو نکات سے زیادہ پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے، انتہاؤں تک جاتے ہیں اور اس طرح سے، صداقتوں کے درمیان توازن اور صحیح تعلقات کو برباد کردیتے ہیں۔ اس نقطے پر چوبیسویں لفظ کے دوسرے حصے میں بحث کی گئی تھی۔ یہاں ہم ایک دوسری تمثیل سے اس تک رسائی حاصل کریں گے۔

جواہر سے بھرے سمندر کے نیچے ایک خزانے کا تصور کرو، کئی غوطہ خور پر اس کی تلاش کرتے ہیں لیکن چونکہ ان کی آنکھیں بند ہیں، وہ ہاتھوں سے اس کو تلاش کرتے ہیں۔ ایک غوطہ خور [21] ایک بہت بڑے ہیرے کو پالیتا ہے اور یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ اس نے خزانے کو تلاش کرلیا ہے۔ جب وہ یہ

[21] قرآن مجید اعلان کرتا ہے: بلاشبہ میں کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کرتا، تم میں سے مرد ہو یا عورت، تم سب ایک دوسرے کے ہم جنس ہو۔ (آل عمران 3:95)۔ دینی ذمہ داری میں، اسلام مردوں اور عورتوں میں امتیاز نہیں کرتا ہر ایک جنس اکثر ذمہ داریوں میں حصہ لیتی ہے لیکن ہر ایک کی خاص ذمہ داریاں ہیں جو اس کے ساتھ خاص ہیں۔ قرآن مجید عموماً مذکر کا صیغہ خطاب استعمال کرتا ہے کیونکہ یہ عربی زبان کی ایک خصوصیت ہے۔ تقریباً ہر ایک زبان میں مردوں اور عورتوں دونوں پر مشتمل گروہ کے لیے مذکر کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے جیسے انگریز کا لفظ Menkind (بنی نوع انسان) ہے جس میں دونوں مرد اور عورتیں شامل ہیں۔

چنانچہ اخوت (Brotherhood) بہناپا (Sisterhood) کو بھی شامل ہے اور چونکہ مسلمانوں یا مؤمنوں میں مذکر اور مؤنث مسلمان یا مؤمن شامل ہیں، مسلمان یا مؤمن بھائی اور بہنیں ہیں۔ تاہم اصلی متن کو برقرار رکھنے اور تکرار سے بچنے کے لیے ترجمہ میں ہم عموماً مؤنث کے صیغوں یا شکلوں کا تذکرہ نہیں کرتے۔

سنتا ہے کہ اس کے دوستوں نے دوسرے جواہر تلاش کر لیئے ہیں جیسے گول یاقوت یا مربع عنبر تو وہ یہ خیال کرتا ہے کہ وہ اس کا، جو اس نے تلاش کیا ہے، ایک پہلو ہے۔

ہر غوطہ خور کا خیال ہوتا ہے۔ ایسا خیال اور رویہ صداقتوں کے درمیان توازن اور صحیح تعلقات کو برباد کر دیتا ہے۔ یہ ان میں سے کئی ایک کا رنگ تک تبدیل کر دیتا ہے کیونکہ صداقتوں کا اصلی رنگ دیکھنے یا انہیں دوسروں کو دکھانے کے لیے ایک شخص جبری وضاحتیں اور تفصیلی تشریحات دینے کے لیے مجبور ہو جاتا ہے۔ کچھ تو انہیں رد یا جھٹلا بھی دیتے ہیں۔

وہ جو احتیاط سے اہل دل کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں یا ان صوفی ماہرین فن کی کتابیں پڑھتے ہیں جو اپنی بصارت اور درخشانیوں پر، بغیر انہیں کتاب، سنت کی میزان پر جانچنے کے، انحصار کرتے ہیں، اس فیصلے کی تصدیق کریں گے۔ اگرچہ انہوں نے قرآن مجید سے استفادہ کیا ہے اور عام طور پر انہیں یہ پڑھایا گیا ہے، ان کی تعلیمات میں خاص کوتاہیاں اور خامیاں ہیں کیونکہ وہ خود قرآن مجید نہیں ہیں۔ قرآن مجید، صداقتوں کا وہ سمندر، احاطہ کرتا ہے اور اپنی آیات میں مکمل خزانہ رکھتا ہے اور اس کے جواہرات کو ایسے ہم آہنگ اور متوازن طریقے سے بیان کرتا ہے کہ وہ اپنی دلبصورتی کو مکمل طور پر دکھاتے ہیں۔

مثال کے طور پر: جس طرح قرآن مجید دیکھتا ہے اور ربانی حکومت کی شان کو ان آیات میں۔

قیامت کے دن ساری کی ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور
آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔

(الزمر 67:39)

اور

جس دن ہم آسمان کو اس طرح، جیسے سمیٹے جاتے ہیں دفتر میں
مکتوبات، لپیٹ دیں گے۔

(الانبیاء 104:21)

دکھاتا ہے، یہ دیکھتا ہے اور تمام احاطہ کرنے والی رحمت کو جس کو اللہ نے بیان کیا ہے، ظاہر کرتا ہے:

اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز زمین میں نہ اور آسمان میں پوشیدہ ہے۔ وہی
تو ہے جو ماں کے پیٹ میں تمہاری شکل و صورت بناتا ہے، جیسی چاہے۔

(آل عمران 6-5:3)

وہ اس کی پیشانی کے بالوں کو پکڑے ہوئے ہیں۔

(ھود 56:11)

اور کتنے ہی جاندار ہیں جو اپنا رزق اٹھاتے ہوئے نہیں پھرتے۔
اللہ ہی رزق دیتا ہے انہیں بھی اور تمہیں بھی۔

(العنکبوت 60:29)

بالکل اسی طرح جس طرح یہ دیکھتا اور وسیع تخلیقیت جسے اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل میں بیان کیا ہے، کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

اس نے آسمان اور زمین پیدا کیے اور تاریکیاں اور روشنی بنائیں۔

(الانعام 1:6)

یہ دیکھتا ہے اور چیزوں پر جامع ربانی تصرف اور اس کی جامع حکومت۔
اس آیت:

اللہ تعالیٰ نے تم کو بھی اور ان چیزوں کو بھی جو تم بناتے ہو پیدا کیا ہے۔

(الصافات 96:37)

میں ظاہر کرتا ہے۔
یہ اس آیت:

اللہ تعالیٰ زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کرتا ہے۔

(الروم 50:30)

میں بیان کردہ زبردست صداقت دیکھتا اور ظاہر کرتا ہے۔
اور اللہ تعالیٰ کی سخاوت سے متعلق صداقت، اس آیت:
اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کو وحی کر دی۔

(النحل 68:16)

میں بیان کی۔
اس کے اقتدار اور حکم سے متعلق صداقت، اس آیت:
سورج، چاند اور ستارے سب اس کے حکم کے مطابق کام میں لگے ہوئے ہیں۔

(الاعراف 54:7)

میں بیان کی۔

قرآن مجید دیکھتا ہے اور شفقت اور انتظام کی صداقت کو، اس آیت:

کیا ان لوگوں نے اڑتے پرندوں کو اپنے اوپر پَر پھیلاتے اور سکیڑتے نہیں دیکھا۔ انہیں سوائے رحمان کے کوئی تھامے ہوئے نہیں ہے۔ بیشک وہ ہر چیز کا نگہبان ہے۔

(الملک 19:67)

میں مذکور دکھاتا ہے۔

وسیع صدقات، آیت:

اور اس کی کرسی آسمان اور زمین پر حاوی ہے اور ان دونوں کی نگہبانی اس کو نہیں تھکاتی۔

(البقرہ 255:2)

میں بیان کی گئی ہے۔

صداقت جو اللہ تعالیٰ کی نگرانی سے متعلق ہے، اس آیت:

وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے جہاں بھی تم ہو۔

(الحدید 4:57)

میں بیان کی گئی ہے۔

مکمل احاطہ کرنے والی صداقت، اس آیت:

وہی اول بھی ہے آخر بھی اور ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔

(الحدید 3:57)

میں بیان کی گئی ہے۔

اس کا موجودات ومخلوقات سے ان کی جانوں سے زیادہ ان کے قریب ہونا اس آیت

یہ حقیقت ہے کہ ہم ہی نے انسان کو پیدا کیا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ اس کے دل میں کیا کیا وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔

(قٓ 6:50)

میں بیان کیا گیا ہے۔

اور ارفع حقیقت، اس آیت

فرشتے اور روح ایک ایسے دن میں اس کے حضور چڑھ کر جاتے ہیں
جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔

(المعارج 4:70)

میں بیان کی گئی ہے۔

اور ایک جامع صداقت، اس آیت

یقیناً اللہ تعالیٰ عدل کا اور احسان کا اور قرابت داروں کو دیتے رہنے کا
حکم دیتا ہے اور بے حیائی برے کاموں اور ظلم و زیادتی سے منع کرتا ہے۔

(النحل 90:16)

میں بیان کی گئی ہے۔

مختصراً قرآن مجید علم اور عمل سے متعلق صداقتیں اس دنیا اور اگلی دنیا سے متعلق صداقتیں تفصیل کے ساتھ اور ہر ارکان میں سے ہر ایک کی تفصیل کو دیکھتا اور ظاہر کرتا ہے۔ یہ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ہر ایک کی طرف اور دونوں جہانوں میں خوشی حاصل کرنے کے اصولوں کی طرف مقصد کے تحت اور سنجیدگی سے اشارہ کرتا ہے۔ یہ ان کے درمیان بالکل صحیح توازن رکھتا ہے اور ان کے درمیان صحیح تعلق اور تناسب برقرار رکھتا ہے۔ ان تمام صداقتوں کی ہم آہنگی اور کلیت سے جنم لینے والی لطافت اور خوبصورتی قرآن مجید کے اعجاز کو نمایاں کرتی ہے۔

ماہرین دینیات قرآن مجید کا مطالعہ کرتے ہیں اور انہوں نے ایمان کے ستونوں پر کئی جلدیں تحریر کی ہیں۔ لیکن ان میں سے کچھ جیسے معتزلہ نے عقل کو اس علم پر، جو ربانی وحی سے وجود میں آیا ہے، ترجیح دی ہے اور اس طرح سے ان صداقتوں کی اتنے مؤثر طور پر تشریح نہیں کر سکے جتنی کہ وہ قرآن مجید کی دس آیتوں کی کر سکتے ہیں، یہ ایسے ہے گویا کہ انہوں نے پہاڑوں کے نیچے اتنی دور تک جتنی دور دنیا کا خاتمہ ہے۔ پانی حاصل کرنے اور اسے اٹھالے جانے کے لیے سرنگیں کھودی ہیں۔ اس بارے میں وہ علت اور معلول کے سلسلوں کے ساتھ اتنی دور تک گئے ہیں جتنا کہ وقت اور فضائے بسیط ہے اور زنجیریں کاٹ کر انہوں نے اللہ تعالیٰ کا علم لوگوں کے لیے آب حیات حاصل کرنے کے لیے اور لازمی طور پر خدائے موجود کی ہستی ثابت کرنے کے لیے ابد تک چھلانگیں لگائی ہیں۔

اس کے برعکس، ہر ایک قرآنی آیت ہر ایک جگہ سے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی

طرح ہر ایک جگہ ہر ایک چیز میں کھڑکی کھول کر اور شوکت والے رب کا تعارف کرا کے پانی نکال سکتی ہے۔اس کے علاوہ، چونکہ وہ ضداقتوں کے درمیان صحیح توازن محفوظ نہ رکھ سکے، تمام کافرانہ گروہ کے لوگ، وہ لوگ، جنہوں نے، اپنی بصارتوں پر، بجائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت (22) کے، انحصار کر کے چیزوں کی اندرونی ماہیت پر تحقیق کی ہے، آدھے راستے سے واپس آ گئے ہیں اور انہوں نے مختلف فرقے بنا لئے ہیں۔اس امر نے ان کو کفر اور گمراہی میں ڈال دیا اور دوسروں کو راہ راست سے بھٹکانے کا سبب بنایا۔ان کی ناکامی بھی قرآن مجید کے اعجاز کا مظاہرہ کرتی ہے۔

اختتام

قرآن مجید کے اعجاز کی شعاعوں کے درمیان، یہ تکرار کرتا ہے اور مختصر طور پر سائنسی حقائق اور انکشافات پر، جو کہ غلطی سے خامیوں کی وجہ ہونا خیال کئے جاتے ہیں، انیسویں لفظ کے چودھویں چھوٹے قطرے (ڈراپ لٹ) پر بحث کی گئی تھی۔قرآن مجید کے اعجاز کی ایک دوسری شعاع، انبیاء کے معجزات کے ذکر میں چمکتی ہوئی بیسویں لفظ کے دوسرے مرکز میں دکھائی گئی تھی تم میری کئی شعاعوں کو جن پر دوسرے لفظوں اور میرے عربی مقالوں میں بحث کی گئی تھی تاہم میں یہاں ایک دوسرے پہلو کا اضافہ کروں گا۔

بالکل اسی طرح جس طرح انبیاء کے معجزات، قرآن مجید کے اعجاز کا ایک پہلو دکھاتے ہیں، قرآن مجید اپنے تمام معجزات کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے اور ان کے تمام معجزات، قرآن مجید کا معجزہ بناتے ہیں۔وہ اس کا ربانی مصنف ہونا ظاہر کرتے ہیں، جس کے ذریعے ہر ایک لفظ ایک معجزہ ہو جاتا ہے کیونکہ ٹھیک ٹھیک ایک بیج کی طرح ہر ایک لفظ میں صداقتوں کا ایک درخت شامل ہو سکتا ہے۔ٹھیک ٹھیک ایک دل کے مرکز کی طرح، یہ ایک بہت بڑی صداقت کے تمام حصوں سے تعلقات رکھ سکتا ہے۔

چونکہ یہ ایک مکمل جامع علم اور لامحدود ارادے پر انحصار رکھتا ہے، یہ اپنے حروف، مقام، معنی، مفہومات کے ذریعے اور اس کی کلیت میں، دوسری بے شمار چیزوں کے ساتھ باہم مربوط ہو سکتا ہے۔

---

(22) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر فعل، لفظ اور تقریر یا تصدیق کا ریکارڈ اور اسلامی قانون سازی اور زندگی کا دوسرا ماخذ ہے (قرآن مجید سب سے پہلے ماخذ ہے)۔نئے اصول اور قواعد بنانے کے علاوہ سنت قرآن مجید کے غیر واضح امور کو واضح کرتی ہے ان چیزوں کی تشریح کر کے جو اس میں مختصر طور پر بیان ہوا ہے۔جو غیر مشروط ہے۔اسے خاص کرتی ہے اور جو خصوصی طور پر بیان کیا گیا ہے۔اسے تعمیم یا عام بناتی ہے اور جو عام بیان ہوا ہے۔اسے تخصیص کرتی یا بناتی ہے

یہی وجہ ہے کہ حروف کی سائنس کے ماہرین دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن مجید کا ہر ایک حرف اپنے اندر اتنے اسرار سمیٹے ہوئے ہے جتنے کہ ایک صفحے میں آ سکتے ہیں اور ان کے لئے ثابت کر سکتے ہیں جو اس سائنس میں ماہرانہ علم رکھتے ہیں۔

تمام روشنیوں، کرنوں، شعاعوں، چمکوں اور ترازو کی ڈنڈیوں پر غور کرو جن پر اس وقت تک بحث ہو چکی ہے اور دیکھو کہ کس طرح آغاز کا دعویٰ ایک فیصلہ کن ناقابل تردید نتیجہ بن جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں، یہ تمام مقالہ فیصلہ کن انداز میں

> کہہ دیجئے: اگر تمام جن وانس کہیں مل کر اس بات کی کوشش کریں کہ لے آئیں کوئی چیز مانند اس قرآن کے تو وہ اس کی مثل نہ لا سکیں گے اگرچہ وہ سب ایک دوسرے کے مددگار ہو جائیں۔
>
> (بنی اسرائیل 17:88)

کی صداقت کا باضابطہ اعلان کرتا ہے۔

> تمہاری تعریف ہو۔ ہمارے پاس سوائے اس کے جو تم نے ہمیں سکھایا ہے، کوئی علم نہ ہے۔ تم علیم اور حکیم ہو۔ ہمارے مالک! اگر ہم بھول جائیں یا کوئی خطا کریں، تو ہمیں ملامت نہ کر، اے مالک! میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان کر میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ وہ میرے الفاظ سمجھ سکیں۔
>
> اے اللہ تعالیٰ! ہمیں نعمتیں اور سلامتی عنایت فرما، بہترین، عمدہ ترین، سب سے زیادہ خوش گوار اور سب سے زیادہ واضح، خالص ترین، سب سے زیادہ مہربان اور سب سے زیادہ کثیر، سب سے زیادہ طاقتور، عظیم ترین، سب سے زیادہ باوقار اور بلند، سب سے زیادہ پھلنے والا اور سب سے زیادہ خوش حال اور تمہاری نعمتوں کا سب سے زیادہ لطیف، سب سے زیادہ کافی اور کثیر، سب سے زیادہ فراخ اور سب سے زیادہ سرفراز، سب سے زیادہ نفیس اور تمہاری سلامتی کا سب سے زیادہ ثابت قدم اور بطور نعمت، امن، رحمت، رضا معاف کرنے والا اور بخشش کرنے والا، تمہاری سخاوت اور فیاضی کی مہربانیوں کے طور پر بادلوں کی بارشوں کے ساتھ بڑھتی ہوئی اور جاری، تمہاری سخاوت اور مہربانی کی عمدہ اور نفیس عطیات کے ساتھ مسلسل

اضافہ پذیر، ہمیشہ کے لئے، بغیر آغاز وانجام کے تمہاری ابدیت کے ساتھ۔ تمہارے بندے، تمہارے محبوب، تمہارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، خیر البشر، تاباں ترین نور، صریح ترین اور سب سے زیادہ فیصلہ کن برہان، سب سے زیادہ کامل سمندر، سب سے زیادہ جامع روشنی جس کا فضل اور بے حد شوکت اور اعلیٰ کمال ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی ہستی کے جلال کے ذریعے برکتیں فرما اور آپ ﷺ کی آل اور آپ ﷺ کے صحابہ پر برکتیں فرما جن کے واسطے سے تو ہمارے گناہوں کو معاف کردے، ہمارے سینے کھول دے۔ ہمارے دلوں کو صاف کردے، ہماری روحوں کو بلندی بخش، ہم پر رحمت فرما، ہمارے حافظوں اور خیالوں کو عمدہ کر دے ہماری روحوں سے غلاظت دور کردے، ہماری بیماریوں سے ہمیں شفا عطا فرما اور ہمارے دلوں کے قفل کھول دے۔

پہلا ضمیمہ

ایک شخص نے جو اپنے مالک کی تلاش کر رہا تھا اپنے آپ سے کہا: ''آؤ ہم وہ کتاب دیکھیں جسے اعجازی نمائش کا قرآن مجید کہا جاتا ہے، جسے اس کا کلام کہا جاتا ہے جس کی میں تلاش کر رہا ہوں اور جو اس کے مخالفین کو چیلنج دیتا ہے۔ آؤ ہم دیکھیں کہ یہ مالک کے متعلق کیا کہتا ہے۔ کیا یہ واقعی ربانی کتاب ہے، خالق کی کتاب جیسا کہ دعویٰ کیا جاتا ہے؟''

چونکہ وہ اس زمانے میں رہتا ہے، سب سے پہلے اس نے خالق کے متعلق ''رسالہ نور'' کے متعلق دریافت کیا۔ یہ دیکھ کر کہ اس کے ایک سوتیس مقالات خاص قرآنی صداقتوں کی تشریحات اور ٹھوس تعبیرات پر مشتمل ہیں، اس نے اس کفر کے دور میں اس کی مطمئن اور زور دار اور قرآنی صداقتوں کی مفصل دفاع کرنے والی بات سے سمجھا کہ قرآن مجید ایک الہامی نازل کردہ کتاب ہے، خاص طور پر انیسویں حرف کے اٹھارہویں نشان اور پچیسویں لفظ کے پڑھنے سے، جو یقینی طور پر دلائل سے ترغیب دیتے ہیں کہ قرآن مجید چالیس لحاظ سے ایک معجزہ ہے، وہ اس کی ربانی تصنیف ہونے کا قائل ہوگیا اور اس کی برتری کا اظہار کرتے ہوئے چند ایک اور نکات پر غور کیا۔

چھ نکات

پہلا نکتہ

قرآن مجید میں شامل اس کے اعجاز اور صداقتوں کے لحاظ سے جو اس کی صداقت کو ثابت کرتے ہیں، قرآن مجید حضرت محمد ﷺ کا معجزہ ہے۔ اس طریقے سے، حضرت محمد ﷺ اپنے تمام معجزات اور نبوت کے ثبوتوں اور ان کی مکمل علم اور مکمل شخصیت کے ساتھ قرآن مجید کا معجزہ اور اس کی الہامی تصنیف ہونے کا فیصلہ کن معجزہ ہے۔

دوسرا نکتہ

قرآن مجید بنی نوع انسان کے ایک بڑے حصے کی معاشرتی زندگی میں ٹھوس، پر مسرت اور روشن خیال تبدیلی لایا۔ اس کے علاوہ، لوگوں کی روحوں، دلوں اور فہم و فراست اور ان کی ذاتی، معاشرتی اور سیاسی زندگیوں میں انقلاب لانا جاری رکھے ہوئے ہے۔ اس کی چھ ہزار چھ سو ساٹھ سے زیادہ آیات، جنہیں صدیوں سے بے شمار لوگوں نے تلاوت کیا ہے، لوگوں کے روحانی طور پر اور فہم و فراست کے لحاظ سے، روحوں کو پاک کرنا، فہم و فراست کو عمدہ بنانا، روحوں کو بلند اور وسیع کرنا، صداقت اور صحیح فکر کی ہدایت دینا اور لوگوں کو خوش کرنا جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ایسی کتاب ضرور سب سے زیادہ اعجازی، اصلی، غیر معمولی اور بے اندازہ ہوگی۔

تیسرا نکتہ

سب سے پہلے دن سے، قرآن مجید کی فصاحت نے ادبی لوگوں کو گرویدہ بنا دیا ہے۔ مثال کے طور پر اس نے سات (23) مشہور نظموں یا قصیدوں کو دھندلا دیا۔ اپنے باپ کے قصیدے کو کعبے سے ہٹاتے وقت، لبید کی بیٹی نے رائے زنی کی:

> ”قرآن مجید کے نزول کے بعد، اس کی کوئی قیمت نہیں۔“

> سوائے نبی ﷺ! ڈنکے کی چوٹ اعلان کر دو ان باتوں کا جن کا
> تمہیں حکم دیا جا رہا ہے۔

(الحجر 94:15)

---

(23) وہ سبع معلقات کے نام سے مشہور ہیں کیونکہ قرآن مجید سے پہلے وہ سنہری حروف میں لکھی گئیں اور کعبہ شریف کی دیوار کے ساتھ لٹکائی گئیں۔

کو سن کر ایک بدو نے سجدہ کیا۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے، تو اس نے کہا: "نہیں میں اس آیت کی فصاحت کے سامنے سجدہ ریز ہوا ہوں۔"

ادب کی کئی غیر معمولی اشخاص اور فصاحت کے علماء جیسے عبدالقاہر الجرجانی، السکاکی اور زمخشری نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ قرآن مجید کی فصاحت بے مثال ہے۔ مزید برآں اس نے ادب اور فصاحت کے تمام غیر معمولی اشخاص، جو اس سے اختلاف رکھتے ہیں، کو چیلنج کیا ہے یا تو میری صرف ایک سورت کی طرح سورت بنالاؤ یا ذلت برداشت کرو اور میرا انکار کر کے دونوں جہانوں میں ذلیل ہو جاؤ۔" رسول اکرم ﷺ کے وقت کے ایمان نہ لانے والے ادبی لوگ اس چیلنج کا مقابلہ نہ کر سکے اور اس لئے انہوں نے آپ ﷺ کے خلاف ہتھیار اٹھائے۔ یہ امر یہ ثابت کرتا ہے کہ قرآن مجید کے ساتھ کوئی بھی تصادم بے کار ہے۔

قرآن مجید کے دوستوں نے عربی میں بے شمار کتابیں لکھی ہیں جو اس کی تقلید کرنا چاہتے ہیں اور اس کے دشمنوں نے جو اس پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ کوئی شخص حتی کہ سادہ ترین جو قرآن مجید کو سنتا ہے، اس نتیجے پر پہنچے گا کہ یہ تمام انسانی کارناموں سے برتر ہے۔ کوئی دوسری کتاب مشابہت میں اس کے قریب تک نہیں آتی۔ اس سے ہمیں دو انتخاب ملتے ہیں۔ دوسری تمام کتابوں سے یا تو یہ گھٹیا ہے یا بڑھیا کیونکہ کوئی شخص ایمانداری سے یہ دعوٰی نہیں کر سکتا کہ یہ گھٹیا ہے، یہ ضرور بڑھیا ہوگی۔

ایک دفعہ کسی نے یہ تلاوت کی۔

ہر اس چیز نے جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں، نے اللہ کی تسبیح کی ہے

(الحدید 1:57)

اور یہ رائے دی: "اس آیت میں میں ایسی کوئی غیر معمولی فصاحت نہیں پاسکتا جس کے پانے کا قرآن نے دعوٰی کیا ہے۔"

اسے بتایا گیا: "قبل اسلام عرب میں جاؤ (یا کسی دوسری جگہ جہاں دہریت یا مادہ پرستی کا اندھیرا چھایا ہوا ہے) اور اس آیت کو سنو۔"

اس آدمی نے تصور کیا کہ وہ قبل از اسلام عرب میں رہ رہا ہے (یا فرض کرو، وجودی فلسفیوں کی دنیا میں)۔ اس نے دیکھا کہ تمام مخلوقات بے مقصد، آفت رسیدہ اور بے معنی زندگیاں گزار رہی ہیں۔ وہ اس سیاہ، غیر متوازن اور ناپائیدار دنیا، میں وہ بلا مقصد ایک بے معنی سیاہ اور لامحدود فضا میں سفر کر رہے ہیں۔

اچانک اس نے قرآن مجید کی زبان سے یہ آیت سنی۔ اس نے دیکھا کہ اس نے دنیا کے چہرے سے سیاہ پردہ ہٹا دیا ہے اور اسے اتنا روشن کر دیا ہے کہ ابدی وعظ اور ہمیشہ رہنے والا فرمان صدیوں سے قطار میں لگی ہوئی مخلوقات کو پڑھا رہا تھا۔ یہ ان کو دکھا رہا تھا کہ دنیا ایک مسجد کی طرح ہے جس میں بمعہ آسمانوں اور زمین کے تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی مسلسل حمد اور تعریف کر رہی تھی اور وجد اور مکمل خوشی کے ساتھ دعا مانگ رہی تھی۔

پھر اس آیت کی فصاحت کو چکھنے اور اس کا دوسری آیات سے موازنہ کر کے، اس نے لامحدود وجوہات میں سے ایک کو سمجھا کہ کیوں قرآن مجید کی بحث وتمحیص اور گونجدار فصاحت نے انسانیت کے پانچویں حصے کو فتح کر لیا ہے اور چودہ صدیوں سے اپنی شاندار سلطنت کو برقرار رکھا ہے۔

چوتھا نکتہ

قرآن مجید ایک ایسی حلاوت رکھتا ہے کہ، بار بار کی تلاوت کے باوجود، لوگوں کو کبھی دق نہیں کرتا بلکہ یہ ان کو بڑھتی ہوئی فرصت بخشتا ہے۔ یہ اپنی تازگی اور انوکھے پن کو برقرار رکھتا ہے گویا کہ نئے سرے سے نازل ہوا ہے، باوجود اس کی آسان دستیابی، دور دور تک حفظ اور اس کی چودہ صدیاں عمر ہونے کے ہر دور یہ محسوس کرتا ہے کہ گویا قرآن مجید اسے بلاواسطہ خطاب کر رہا ہے۔ اگرچہ ہر دور میں تمام علماء اس کی طرف متواتر رجوع کرتے رہے ہیں اور انہوں نے ہمیشہ اس سے استفادہ کیا ہے اور اگرچہ انہوں نے عموماً اس کے اسلوب بیان کا تتبع کرنے کی کوشش کی ہے، پھر بھی یہ اپنے مستند اسالیب اور وضاحت کے پیرایوں کو محفوظ رکھتا ہے۔

پانچواں نکتہ

قرآن مجید کی ان غیر متبدل صداقتوں کی جڑیں گہری ہیں، جن پر تمام گذشتہ انبیاء متفق ہیں ، یہ ان کی تصدیق کرتا ہے اور وہ اس کی صداقتوں پر متفق ہو کر سچ گردانتے ہیں۔ اس کے تمام ثمرات (جیسے اسلامی علوم اور ولایت کے روحانی سلسلے)، جو اس سے پیدا ہوئے اور انہوں نے آشکارا کیا کہ یہ ایک مقدس اور زندہ درخت ہے اور پھل دیتا ہے اور صداقتوں کو منور کرتا ہے، بیان کرتے ہیں کہ قرآن مجید خود ایک صداقت اور جامعیت میں بے مثال صداقتوں کا مجموعہ ہے۔

چھٹا نکتہ

قرآن مجید کی تمام چھ طرفین یا پہلو روشن ہیں اور اپنی صداقت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ نیچے سے، یہ ثبوت اور شہادت کے ستونوں پر استوار ہے (مثلاً عقلی، سائنسی تاریخی اور جو شعور اور صحیح فیصلے

سے تعلق رکھتے ہیں) اس کے اوپر اعجاز کی مہر کی شعاعیں ہیں۔ اس کے سامنے اس کے مقاصد کے طور پر خوشی واقع ہے اور اس کے پیچھے، سہارے کا ایک اور نکتہ ہے ـــــــ ربانی وحی کی صداقتیں۔ اس کی دائیں طرف ثبوتوں پر مبنی ہدایات یافتہ عقل کی متفقہ تصدیق ہے اور اس کے بائیں عقلی اور روحانی قناعت ان لوگوں کی ہے جن کے پاس صحیح دل اور شعور ہے اور ان کی مخلص لگن اور رضا جوئی اس کے ساتھ ہے۔

یہ تمام اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ قرآن مجید ایک مضبوط، غیر معمولی اور ناقابل فتح قلعہ ہے جو آسمان کے ہاتھوں زمین پر قائم کیا گیا ہے۔ وہ باریابی کی اپنی مہر اس پر ثبت کرتے ہیں کہ یہ خدا کا ایک بے خطا اور سچا لفظ یا کلمہ ہے۔ کائنات کے منتظم نے، جو ہمیشہ اتحاد نمایاں کرتا ہے جو نیکوکاری اور اچھائی کی حفاظت کرتا ہے اور جھوٹ اور تہمت کو جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے، قرآن مجید کو عزت اور کامیابی کا سب سے زیادہ قابل قبول، اونچا اور غالب منصب عطا کیا ہے۔ یہ امر مُسلّم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود سے اس کی صداقت کی تصدیق کی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے بھی، جو قرآن مجید کے شارح ہیں، کسی بھی چیز اور کسی بھی دوسرے شخص سے زیادہ اس میں یقین کیا اور اس کا احترام کیا ان کی حالت مختلف ہو جاتی جب قرآن مجید کی آیات نازل ہو رہی ہوتیں اور اپنی حتی الوسع لگن کے ساتھ اس کے فرامین اور احکام کی تصدیق اور تبلیغ کرتے، اور ان لوگوں پر کہ، جو ان کو پکڑنے کا انتظار کر رہے ہوتے، کوئی فریب یا خطا ظاہر کئے بغیر اور بغیر کسی چیز کے جو ان کو ہلا دے امی ہونے کے باوجود، قرآن مجید نے ان کو اس قابل بنایا کہ وہ، اسی وقت اس کو، جو ماضی اور مستقبل کے بارے نازل ہوا اور تخلیق کے حقائق اور کائنات کی کاروائی کو بیان کر دیں۔ ان کے دوسرے اقوال قرآن مجید سے مشابہت نہیں رکھتے اور خاص لحاظوں سے اس سے کمتر ہیں۔ یہ تمام ثابت کرتا ہے کہ قرآن مجید ان کے رحم والے خالق کا سچا الہامی اور مقدس لفظ یا کلام ہے۔

بنی نوع انسان کے پانچویں حصے بلکہ خاص حالات میں لوگوں کی اکثریت نے قران مجید کے ساتھ ہمیشہ دل ربا اور دینی لگن رکھی ہے۔ انہوں نے اسے پیار سے، صداقت سے عشق سے اور متعدد مشاہدات، علامات اور واقعات سے تصدیق شدہ کے طور پر سنا، جس طرح روشنی کے اردگرد پروانے اڑتے ہیں، فرشتے، ایماندار جن اور دوسری روحانی مخلوقات، اس کی تلاوت کے دوران قرآن مجید کے اردگرد جمع ہو جاتی ہیں۔ یہ بات اس امر کی بھی تصدیق کرتی ہے کائنات میں تقریباً تمام موجودات قرآن مجید کو مانتی ہیں اور یہ کہ یہ اعلیٰ ترین رتبے کا ہے۔

تمام اقسام کے لوگ اپنا حصہ اس کی تعلیمات سے اخذ کرتے ہیں۔ اسلامی علوم کے عظیم ترین

علماء (جیسے اصول فقہ، علم دین اور دینی اصول تحقیق) نے اپنے سوالات کے جوابات اس میں پائے ہیں اور اپنے نتائج کی بنیاد اس پر رکھی ہے۔ یہ ایک دوسری شہادت ہے کہ قرآن مجید صداقتوں کا مآخذ اور تمام سچے علم کی کان ہے۔

مزید براں کسی کافر عرب ادبی عالی دماغ شخص نے اس جیسی کوئی چیز تخلیق نہیں کی دوسرے صاحب علم وفصاحت عالی دماغ اشخاص، جنہوں نے قرآن مجید جیسی فصیح چیز پیدا کرنے کی کوشش کی، ایسا کرنے سے اجتناب کرنے پر مجبور ہو گئے۔ یہ امر صاف ظاہر کرتا ہے کہ قرآن مجید ایک معجزہ ہے۔

کسی لفظ کی قدر و قیمت، رفعت اور فصاحت کے متعلق سوچ بچار کرنے کے لئے ہمیں یہ ضرور پوچھنا چاہئے کہ کس نے یہ بولا، یہ کس سے بولا گیا اور یہ کیوں بولا گیا۔ جب اس طریقے سے اس پر غور کیا جائے تو کوئی چیز قرآن مجید کے برابر نہیں ہے کیونکہ یہ تمام چیزوں کے مالک کا لفظ یا کلام، کائنات کے خالق کی گفتگو ہے اس میں کوئی بھی چیز یہ خیال نہیں دلاتی کہ اسے کسی نے گھڑا ہے اور پھر بے ایمانی سے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید تمام مخلوقات کے منتخب نمائندے کی طرف نازل فرمایا، وہ جو سب سے زیادہ معروف اور مشہور مخاطب ہے، جس کے ایمان نے اسلام کے جامع دین کو اپنے اندر سمویا اور اس کے مالک کو، دو کمانوں کے فاصلے کی لمبائی، کے درجے تک رفعت دی، تمام کے مقصود و مطلوب کے ساتھ بلا واسطہ گفتگو کا اعزاز پانے کے بعد، وہ دونوں جہانوں میں خوشبوؤں کے اصولوں کے پیغام دینے کے لئے واپس تشریف لایا۔

قرآن مجید ان اصولوں، کائنات کے پیدا کرنے کے ربانی مقصد اور نتائج کی تشریح کرتا ہے۔ یہ رسول اکرم ﷺ کے سب سے زیادہ جامع یقین کی، جو اسلام کی تمام صداقتوں کو سنبھالے ہوئے ہے، تشریح کرتا ہے۔ یہ کائنات کو ایک نقشے، ایک کلاک اور ایک مکان کی طرح ظاہر کرتا اور بیان کرتا ہے اور اس فنکار کے متعلق، جس نے اسے بنایا، پڑھاتا ہے۔ اس کا کسی لحاظ سے مقابلہ یا برابری نہیں کی جا سکتی۔

اس کے علاوہ، اعلیٰ ترین ذہانت وعلم والے بے حد محتاط علماء کی لکھی ہوئی متعدد قرآنی تفسیریں بے شمار خصلتوں، لطافتوں اور قرآن مجید کے اسرار کو پیش کرتی ہیں اور اس کی متعدد پیشن گوئیوں کو کھولتی اور انکو باضابطہ بحال رکھتی ہیں۔ ان میں سے "رسالہ نور" کے ایک سوتیس مقالے قرآن مجید کی ہر ایک خوبی اور لطافت کی تشریح کرتے ہیں جیسا کہ اس کے تمام الفاظ اور کلمات میں دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ سب حقائق پر اس امر کی مہر ثبت کرتی ہے کہ قرآن مجید ایک معجزہ اور غیب کے جاننے والے کا

لفظ ہے جو کہ اس مادی دنیا میں غیب کی دنیا کی زبان ہے۔

اس کی خوبیوں کی وجہ قرآن مجید کی عظیم روحانی سلطنت اور عالی شان مقدس حکمرانی، زمین اور ادوار اور وقت اور فضائے بسیط روشن کرنا جاری رکھتی ہیں اور زیادہ لوگ اسے مکمل احترام کے ساتھ قبول کر رہے ہیں۔ بالکل انہی خوبیوں کی وجہ سے، ہر حرف کی تلاوت پر کم از کم دس نیکیاں، دس انعامات اور ابدی دنیا سے تعلق رکھنے والے دس پھل ملتے ہیں۔اور خاص آیات اور سورتوں کے حروف سینکڑوں حتیٰ کہ ہزاروں نیکیوں کا سبب بنتے ہیں۔جب خاص مقدس تقریبات پر تلاوت کی جائے تو ہر ایک حرف کا نور اور نیکیاں دس گنا یا سو گنا ملتا ہے۔

دنیا کا مسافر یہ سمجھنے کے لئے تیار ہوا اور اس مرد یا عورت نے اپنے آپ سے یہ کہا "انوار اور اسرار کے اجتماع پر مبنی اس ثمرات اور نتائج کی ہم آہنگی، یہ قرآن مجید، ہر لحاظ سے اعجازی، ایک ضروری ہستی کے وجود، توحید، صفات اور ناموں کو ایک ایسے طریقے سے ثابت اور ان کی تصدیق کرتا ہے کہ لاتعداد مؤمنوں کی شہادتیں اپنے مصادر اس شہادت میں پاتی ہیں۔

اس ہدایت کے مختصر حوالے میں جو مسافر نے یقین اور اللہ کی توحید کے بارے میں قرآن مجید سے لیا، ہم کہتے ہیں: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے ______ لازمی طور پر موجود ہستی، وہ اکیلا جس کے وجود کی اس کی یکتائی میں ضرورت قرآن مجید کے اعجازی بیان نے یقینی طور پر ثابت کر دی ہے۔" یہ مُسلّم ہے اور فرشتوں۔ لوگوں اور جنوں نے اس کی جستجو کی ہے۔

بے شمار لوگ اس کی تمام آیات کی ہر لمحے مکمل احترام کے ساتھ تلاوت کرتے ہیں۔اس کی مقدس حکمرانی زمین، فضا کی سلطنتوں کے مختلف خطوں اور تمام ادوار اور وقت کے چہروں پر حاوی رہی ہے۔اس کی منور روحانی سلطنت نے مکمل شان کے ساتھ بنی نوع انسان کے پانچویں حصے پر چودہ سو سال سے غلبہ پایا ہے۔اسی طرح اس کی الہامی اور مقدس سورتوں کے اجتماع اس کی روشن ربانی آیات کے اتفاق، اس کے اسرار اور انوار کی خط و کتابت، اس کی صداقتوں کے تصرف اور اس کے نتائج کے ساتھ، یہ واضح طور پر اس کی تصدیق کرتی ہے اور اسی صداقت کا یہ ایک کھلا ثبوت ہے۔

امردگ کا پھول (1)

قرآن مجید میں تکراروں کے متعلق اٹھائے گئے اعتراضات کا ترغیب دہ جواب ذیل میں ہے:

(1) آفیان کے صوبے (مشرقی ترکی میں) کا ایک پہاڑی ضلع جہاں سعید نورسی کو سالوں نگرانی میں رکھا گیا۔

میرے پیارے قابل اعتبار بھائیو (اور بہنو)! اگرچہ میری پریشان کن صورت حال کی وجہ سے، میرا یہ جواب گھبراہٹ زدہ اور غلط طریقے سے بیان کیا گیا ہے، قرآن مجید کے ایک پہلو پر فکر مندرجہ ذیل ہے:

بدقسمتی سے میں اسے (مناسب) الفاظ میں ترتیب نہ دے سکتا ہوں۔ تاہم الفاظ کے استعمال میں کم مایہ، کیونکہ یہ قرآن مجید سے بحث کرتا ہے، یہ انعکاس کی طرف لے جائے گا۔ اسے ایک انمول گوہر پر چڑھاتے ہوئے گرد پوش سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ اس لئے پیش کئے گئے ہیرے پر غور کرو نہ کہ اس کے چیتھڑوں میں شکستہ حال پوشش پر میں نے اسے تیزی سے اور مختصر طور پر رمضان کے چند دنوں کے دوران جب میں بیمار تھا اور مجھے بری خوراک دی جاتی تھی، لکھا۔ مہربانی کر کے، اگر کوئی کوتاہی ہوگئی ہو تو مجھے معاف کر دیجئے۔

میرے پیارے وفادار بھائیو (اور بہنو)! قرآن مجید، سب سے پہلے، عالمگیر سرداری کے ابدی متکلم کے عظیم ترین اور جامع ترین منصب سے جاری ہوتا ہے۔ سب سے پہلے اس کے سب سے بڑے منصب والے سے مخاطب ہوتا ہے، جس نے اسے کائنات کے نام پر حاصل کیا۔ اس کے نزول سے لیکر وقت کے اختتام تک اس کا مقصد انسانیت کی ہدایت ہے۔ اس لئے، کائنات کے خالق کی حکومت کے متعلق بالکل بامعنی اور جامع تشریحات سمیٹے ہوئے ہے، جو اس دنیا، آخرت، زمین، آسمانوں اور تمام چیزوں اور تمام مخلوقات کے بندوبست سے متعلق ربانی قوانین کا آقا ہے۔

یہ تقریر اتنی جامع اور ارفع ہے اور اس لئے، اتنی مکمل اور اعجازی ہے کہ دونوں سادہ ترین (اکثریت) اور سب سے زیادہ ذہین (اقلیت) والے لوگ اس سے مکمل طور پر مطمئن ہیں جو یہ کہتی ہے۔ اس کا خطاب اور اظہار، ہر ایک عہد اور ذہانت اور علم کی تمام سطحوں کے لوگوں کے لئے تاریخی قصوں کے طور پر نہیں بلکہ عالمگیر اصولوں کے مجموعے کے طور پر سبق سکھانے کے لئے ہے۔ جبکہ ان کے گناہوں کی وجہ سے اقوام عاد و ثمود اور فرعون کی سزاؤں کو بیان کرنے کے لئے اور غلط کار لوگوں کے خلاف سخت دھمکیوں کے ساتھ، یہ تمام جابروں اور مجرموں کو، خاص طور پر ان کو جو ہمارے اپنے وقت کے ہیں، یہ ان کے ظلم و زیادتی کے نتائج سے متنبہ کرتی ہے۔ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے پیغمبروں کی فتحوں کا تذکرہ کر کے، یہ مظلوم مسلمانوں کی اشک شوئی کرتی ہے۔

اعجازی قرآن مجید کا پیرایہ اظہار ماضی کو دوبارہ زندہ کرتا ہے جو، بے خبری اور گمراہی کی نظر میں ایک تنہا اور خوفناک سلطنت اور سیاہ اور ویران قبرستان ہے۔ یہ ماضی کو ہدایات کے زندہ صفحات، اللہ کے بلاواسطہ تصرف میں ایک حیران کن جاندار سلطنت، ایک سلطنت جس کے ہمارے ساتھ نمایاں

نمایاں تعلقات ہیں، کی کایا پلٹ دیتا ہے۔ ہمیں ان اوقات میں واپس لے جانے یا ان کو ہم پر ظاہر کرنے سے، قرآن مجید ہمیں اسی کا ارفع واعلیٰ اسلوب سکھاتا ہے۔

اسی اسلوب میں، یہ کائنات کی اصلی ہیئت دکھاتا ہے۔ گمراہ لوگ اسے نہ ختم ہونے والے، بے جان، تنہا اور خوفناک مقام کے طور پر سڑاند اور جدائیوں میں گردش کرتے دیکھتے ہیں۔ جبکہ مومنین اسے سب کے ابدی مقصود ومطلوب کی کتاب، سب سے زیادہ رحمان ورحیم کا شہر اور پروردگار کے فن کے کارناموں کی نمائش کی جگہ جانتے ہیں۔ اس میں بے جان اجسام جاندار موجودات بن جاتے ہیں جو رسل ورسائل کے مکمل نظام میں اپنے فرائض ادا کرتے اور ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔

یہ سب سے زیادہ شان والا قرآن مجید، جو اللہ تعالیٰ کی حکمت کے ساتھ فرشتوں، جنوں اور انسانوں کو منور اور نصیحت کرتا ہے، ایسے مقدس امتیازات رکھتا ہے: ہر ایک حرف ایک نامعلوم تعداد میں اوصاف لاتا ہے:

> تمام جن وانس، خواہ وہ سب اکٹھے بھی ہو جائیں تو قرآن کے برابر
> کچھ چیز نہیں پیدا کر سکتے:

یہ تمام لوگوں اور کائنات سے سب سے مناسب طریقے سے گفتگو کرتا ہے۔

اور آسانی سے اور خوش گوار طور پر لاکھوں لوگوں کے دماغوں پر کندہ کیا جاتا ہے، خواہ یہ کتنا ہی کثرت سے تلاوت کیا جاتا ہے، یہ کبھی دق کرتا اور تھکاتا نہیں ہے، باوجود اس کے ملتے جلتے جملوں اور مرکبات ناقصہ کے جو الجھاؤ پیدا کر سکتے ہیں، بچے اسے آسانی سے حفظ کر سکتے ہیں۔

اور یہ بیماروں اور مرنے والوں کو خوشی اور آرام پہنچاتا ہے جن کے لئے چند ایک (انسانی) الفاظ کا سننا بھی بڑی تکلیف کا باعث بنتا ہے، قرآن مجید اپنے طلباء کے لئے دونوں جہانوں میں فرحت حاصل کرنے کا باعث بنتا ہے۔

اس شخص کی ناخواندگی کا مشاہدہ کر کے، جس نے اسے سوچا اور اپنے آپ کو غیر ضروری تکلیف دیئے اور خود نما اور دکھاوے کا شوقین ہوئے بغیر، قرآن مجید اپنی وضع دار روانی اور پاکیزگی برقرار رکھتا ہے اور سب سے زیادہ عام لوگوں کی سمجھ کی سطح کو کبھی نظر انداز نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ، یہ لوگوں کو حکمت اور غیر معمولی معجزات کی ربانی طاقت میں، جو آسمانوں اور زمین میں تمام باخبر واقعات کے تحت ہے، نصیحت کرتا ہے، اور اس سے اس کی رہنمائی کے فیض کے اندر اعجاز کے ایک عمدہ پہلو کو دکھاتا ہے۔

قرآن مجید ظاہر کرتا ہے کہ یہ ایک مناجات اور دعا کی کتاب، ابدی نجات کی صدا اور اللہ تعالیٰ

کی توحید کا ایک اعلان ہے، جو سب کے سب تکرار کے متقاضی ہیں۔

اس لئے یہ ایک جملہ یا قصہ دہراتا ہے، کئی مختلف گروہوں خطابات کی اقسام کو متعدد معانی دیتا ہے، اور سب سے چھوٹی اور سب سے خفیف چیزوں اور واقعات کے ساتھ بھی شفقت کا سلوک کرتا ہے اور انہیں اپنے ارادے اور تصرف کے دائرے میں شامل کرتا ہے۔ یہ عالمگیر اصولوں کو جو خاص واقعات کی طرف توجہ دے کر۔ جو ان صحابہ کرام سے متعلق ہیں، جو اسلام کو مستحکم کرنے اور اس کے بیجوں کی طرح کے قوانین بنانے سے جُڑے ہوئے ہیں اور جن سے کئی اہم ثمرات پیدا ہوئے، پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

ضرورتوں کا تکرار اعادے کا متقاضی ہے۔ اس کے علاوہ قرآن مجید کئی سوالوں کا، جو اس کے نزول کے تیئیس سال کے دوران بار بار پوچھے گئے، جواب دیتا ہے اور فہم اور علم کی تمام سطحوں کے لوگوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ ثابت کرنے کے لئے کہ تمام چیزوں پر ایک اسی ذات کا تصرف ہے جو کائنات کو تباہ کردے گی اور اس کی جگہ آخرت کی ایک غیر معمولی دنیا لائے گی اور انسانی ذہنوں میں ایک زبردست اور کامل جامع انقلاب نافذ کرنے کے لئے، جو کائنات کی تخلیق کے نتائج کے نام پر اور انسانی ستم کی آڑ میں ربانی غیظ وغضب کا اظہار کرے گا اور کائنات، زمین اور آسمانوں کو قہر میں لائے گا۔ اس بارے میں قرآن مجید کچھ جملے اور آیات دہراتا ہے۔

یہ لاتعداد ثبوتوں کے نتائج ہیں اور ان کا اتنا عظیم وزن ہے جتنا کہ ہزاروں نتائج کا۔ چنانچہ ان مقاصد کے لئے اعجاز کے انتہائی طاقتور پہلو، فصاحت کے انتہائی باوقار جوہر اور نفس مضمون کے تقاضوں کے مطابق زبان کی خوبصورتی کے لئے اسے ضرور ہونا چاہئے اور ہے۔

مثال کے طور پر، جیسا کہ ''رسالہ نور'' کی چودھویں شعاع میں تشریح کی گئی ہے اور پہلے لفظ یا کلمے میں شامل ہے، تسمیہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جو (سوائے ایک سورت کے) ہر سورت کے آغاز میں آتی ہے اور سورۃ نمل میں اس تسمیہ کے ساتھ --- ایک سو چودہ دفعہ دہرائی جاتی ہے، زمین کو اللہ تعالیٰ کے عرش عظیم، کائنات کے تمام کروں کے ساتھ ملانے والی ایک صداقت ہے اور کائنات کو روشن کرتی ہے۔ چونکہ ہر شخص کو اس کی مسلسل ضرورت ہے، یہ لاکھوں دفعہ دہرانے جانے کے قابل ہے، ہمیں اس کی صرف روٹی کی طرح ہر روز ہی ضرورت نہ ہے بلکہ اس کی ہر لمحے ضرورت ہے جیسے کہ ہمیں ہوا اور روشنی کی ضرورت ہوتی ہے۔

قرآنی آیات کا یہ جملہ۔

''تمہارا رب وہ ہے جو سب سے بڑی عزت والا، ناقابل مزاحمت

طاقت والا اور سب سے زیادہ مہربان ہے"۔

جو ہزاروں صداقتوں کی قوت رکھتا ہے، سورۃ الشعراء میں آٹھ مرتبہ دہرایا جاتا ہے، جو انبیاء کی آخری فتح اور نجات اور ان کی باغی قوموں کی تباہی بیان کرتا ہے۔ اگر کائنات کی تخلیق کے نتائج کی طرف سے، اللہ تعالیٰ کی عالمگیر حکومت کے نام پر اور لوگوں کو اس میں نصیحت کرنے کے لئے اور جبکہ سردار کی طاقت اور شان ظالموں کی بربادی کا تقاضا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی ابنیاء کی فتح اور نجات کا مطالبہ کرتی ہے، یہ جملہ ہزاروں مرتبہ بھی دہرایا جاتا، اسکی پھر بھی ضرورت ہوگی۔ یہ قرآن مجید کی فصاحت ایک مختصر اور اعجازی پہلو ہوتا۔

قرآن مجید کے یہ جملے

(اے جن وانس) اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

(الرحمان 13:55)

اور جھٹلانے والوں کے لئے اس دن تباہی ہے۔

(المرسلات 15:17)

جو بالترتیب اپنی سورتوں میں بار بار دہراتے جاتے ہیں، زمین، آسمانوں اور جنوں اور انسانوں کے سامنے ان کی ناشکری، کفر اور ظلم پر چیخ اٹھتے ہیں۔ وہ تمام مخلوقات کے حقوق کی پامالی پر چیخ اٹھتے ہیں جو آسمانوں اور زمین کو غضب میں لاتے ہیں، کائنات کی تخلیق کے نتائج کو خراب کرتے ہیں اور ربانی حکومت کی شوکت کی توہین اور انکار کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اگر یہ دونوں آیات ہزاروں مسائل سے متعلق عالمگیر تعلیم میں ہزاروں بار دہرائی جائیں، تب بھی ان کی ضرورت رہے گی۔ یہ لطافت اور خوبصورتی میں شان وشوکت میں اختصار اور فصاحت کا اعجاز ہوگی۔

الجوشن الکبیر، رسول اکرم ﷺ کی قرآن مجید سے اخذ کی ہوئی ایک مشہور دعا، ایک سو جملوں پر مشتمل ہے، اس کا ہر ایک حصہ ان الفاظ پر ختم ہوتا ہے:

"تیری حمد ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، اے حفاظت کرنے والے خدا جس سے سلامتی حاصل کی جاتی ہے۔ ہمیں آگ سے بچا۔"

یہ جملے اللہ تعالیٰ کی توحید، کائنات کی سب سے بڑی صداقت قائم کرتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے تمام مخلوقات کے تین بڑے فرائض بھی ظاہر کرتے ہیں۔ یہ مندرجہ ذیل ہیں:

حمد، تعریف، اللہ تعالیٰ کو بالکل پاک اور ہر نقص سے مبرا، اس سے

جو مشرکین غلطی سے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں، ماوراء، ابدی سزا سے محفوظ ہونے کے لئے بنی نوع انسان کے لئے دعا (ہماری سب سے زیادہ تشویش) اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہماری بندگی کا ایک پہلو (اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری عاجزی کا سب سے ضروری نتیجہ) چنانچہ اگر ہزاروں دفعہ بھی اسے دہرایا جائے تو یہ نا کافی ہوگا۔

قرآن مجید ایسی لازمی ضروریات اور حقائق کی وجہ سے اعادے کرتا ہے۔ موقع کے تقاضے کے فصاحت کے مطالبے اور سمجھنے کو سہل بنانے کے لئے یہ بعض اوقات خداوند کریم کی توحید کو ایک صفحے میں بیس بار بیان کرتا ہے خواہ واضح طور پر یا مبہم طور پر، یہ اکتاہٹ نہیں پیدا کرتا بلکہ یہ معنی کو نافذ کرتا اور حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں نازل ہونے والی سورتیں فصاحت، اعجاز اور اختصار میں ایک دوسری سے مختلف ہیں کیونکہ مکہ مکرمہ کے لوگ زیادہ تر قریشی مشرک تھے۔ یہ امر واقع ہے کہ قرآن مجید کو ایک ارفع و اعلیٰ اسلوب کے ساتھ زوردار، فصیح اور مختصر زبان استعمال کرنا پڑی اور اس کی صداقتوں کو مستحکم کرنے کے لئے خاص نقاط کو دہرانا پڑا۔

مکی سورتیں بار بار ایمان کے ارکان اور ربانی توحید کے ایک زوردار، تاکیدی، مختصر اور اعجازی زبان میں بیان کرتی ہیں۔ وہ ایسا نہ صرف ایک صفحہ، آیت یا جملے میں کرتی ہیں بلکہ لفظوں کی ترتیب بدل کر حروف تعریف استعمال کرتے (یا استعمال نہ کرتے) ہوئے یا تذکرہ کرتے ہوئے یا خاص الفاظ، مرکبات ناقصہ اور جملوں کو سہواً یا بھول کر بھی کرتی ہیں۔ وہ دنیا کا آغاز اور انجام، ربانی ہستی اور آخرت کو اتنے طاقتور طریقے سے ثابت کرتی ہیں کہ علم فصاحت کے غیر معمولی قابلیت کے لوگ بھی حیران ہو گئے ہیں۔

مکی سورتوں کی بلند فصاحت اور اعجازی اختصار کو چھبیویں لفظ یا کلمے اور میرے مقالے، 'اشارات الاعجاز' میں بیان کیا گیا ہے جو قرآن مجید کے اعجاز کے چالیس پہلوؤں اور اس کے اعجازی الفاظ کی ترکیب پر بحث کرتا ہے۔

اسلام کے دوسرے مرحلے میں، مدینہ منورہ میں نازل ہونے والی سورتیں زیادہ تر مسلمانوں، یہودیوں اور عیسائیوں سے خطاب کرتی ہیں۔ واقعات، رہنمائی اور فصاحت کے تقاضوں کے مطابق، وہ شریعت کے قوانین اور احکام کی ________ اسلام کے ایمان کے ارکان اور بلند اصولوں کی نہیں

سادہ، واضح اور مفصل زبان میں تشریح کرتی ہیں۔ قرآن مجید کے ساتھ خاص ایک فقید المثال اور لاجواب اسلوب میں، وہ عام طور پر اپنی تشریحات کو ایمان سے متعلق ایک جملے یا مرکب ناقص کے ساتھ ختم کرتی ہیں جو ایمان، ربانی توحید اور آخرت کے ساتھ شریعت کے قوانین کو عالمگیر بنانے اور اللہ تعالیٰ اور آخرت میں یقین کے ذریعے ان کو محفوظ کرنے کے ساتھ مربوط ہوتا ہے۔

فصاحت کے اعلیٰ پہلو اوران آیات کے اختتام یعنی

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔

وہ عزت والا اور حکمت والا ہے۔

وہ عزت والا اور سب سے زیادہ مہربان ہے۔

میں جو خوبیوں اور لطافتوں کی اقسام دریافت کرنے، پچیسویں لفظ کی دوسری روشنی کی دوسری کرن کی طرف رجوع کریں۔

اسلام کے ثانوی اور معاشرتی قوانین کی تشریح کرتے وقت، قرآن مجید اپنے سامعین کی توجہ ناگہاں ــــ شریعت کے سبق سے لے کر ربانی توحید کے سبق تک ـــ بلند عالمگیر صداقتوں کی طرف دلاتا ہے اور ایک سادے اسلوب میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قانون اور حکمت کی کتاب ہے۔

عقائد، یقین، سوچ و بچار، ایجادات، دعا اور ربانی پیغام کی طرف دعوت کی کتاب ہے۔ ہر موقع پر اس کی ہدایت کے مقاصد پیش کرنے سے قرآن مجید کی مدنی سورتیں، مکی سورتوں کے اسلوب سے مختلف، فصاحت کے روشن اعجاز اور زبان کی پاکیزگی کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ بعض اوقات یہ دو الفاظ استعمال کرتا ہے۔ جیسے 'جہانوں کے رب' اور 'تمہارے رب' میں بالترتیب تمام مخلوقات اور ایک مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے اسماء کے ظہور کا اعلان کرنے کے لئے ایسا کرنا اول الذکر کو مؤخر الذکر میں بیان کرتا ہے۔ بعض اوقات جب یہ آنکھ کی پتلی میں ایک ذرہ نصب کرتا ہے، تو یہ اسی ہتھوڑے کو سورج کو کائنات میں نصب کرنے اور اسے آسمانوں کی آنکھ گردانے کے لئے استعمال کرتا ہے۔

مثال کے طور پر

آیت:

'اُس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا

(الحدید ۵۷:۴)

'وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں اور وہ دل میں چھپے ہوئے راز کو پوری طرح جانتا ہے'۔

(الحدید ۵۷:۶)

کے ساتھ ختم ہوتی ہے۔ اس کے معنی ہیں:

"زمین اور آسمانوں کی عالی شان تخلیق اور انتظام کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کو، جو دلوں میں ہوتا ہے، سب کا پورا علم ہے۔" معمولی لوگوں کے لئے سادہ اسلوب گفتگو کو تمام لوگوں کی ہدایت کے لئے ایک بلند اور استدعائیہ خطاب ظاہر کیا گیا ہے۔

سوال: بعض اوقات ایک اہم صداقت پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ اس کے علاوہ کسی معمولی واقعہ کے بیان کو کسی عالمگیر اصول۔ یا ربانی توحید کے پہلو کے ساتھ ختم کرنے کی وجہ سے ہمیشہ معلوم نہیں ہو سکتی۔ کوئی اس قرآنی اسلوب کو ناقص خیال کر سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، یہ بیان کرنے کے بعد کہ کس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی کو اپنے پاس رکھنے کا حیلہ کیا۔ (الحدید۱۲:۶۹:۷۶)

قرآن مجید ایک عظیم اصول بیان کرتا ہے:

"اور تمام علم والوں سے بالاتر ایک علم والا ہے۔"

فصاحت کے لحاظ سے اس کا موقعہ پر نہ بیان کیا جانا معلوم ہوتا ہے۔ اس کی آپ کس طرح تشریح کریں گے؟

جواب: قرآنِ مجید، ایمان، سوچ بچار اور مناجات، اور قانون، حکمت اور ہدایت کی کتاب ہے۔ یہ خود اپنی ہیئت کے لحاظ سے کئی ابواب پر مشتمل ہے اور اس میں بے شمار نصائح ہیں۔ ربانی حضور کی کامل جامع اور شاندار تجلیوں کو بیان کرنے کے لئے، یہ ایک قسم کی کائنات کی عظیم کتاب کی نقل اور تلاوت ہے۔ نتیجہ کے طور پر، یہ اپنی اکثر لمبی اور درمیان لمبائی والی سورتوں (جن میں سے ہر ایک ایک چھوٹا قرآن ہے) میں ہر ایک صفحہ پر اور اپنی تمام بحثوں میں اپنے مقاصد کا تتبع کرتی ہے۔

یہ امر واقع ہے کہ قرآنِ مجید ہر موقعہ پر اللہ تعالیٰ کے علم، ربانی توحید کے پہلوؤں اور ایمان کی صداقتوں میں نصائح دیتا ہے۔ جہاں کہیں کوئی مناسب موقعہ آتا ہے، خواہ وہ کتنا ہی غیر اہم معلوم ہوتا ہے، قرآنِ مجید دوسری نصیحتیں دیتا ہے، چنانچہ اس موقعہ کو اہمیت دیتا ہے اور اس کی فصاحت میں اضافہ کرتا ہے۔

سوال: قرآنِ مجید ربانی توحید، آخرت اور بنی نوع انسان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر صریحاً اور کنایۃً بہت زیادہ توجہ مرکوز کرتا ہے۔ اس کے لئے ربانی وجہ کیا ہے؟

جواب: اس پر غور کرو:

قرآنِ مجید زمین کی تبدیلیوں، انقلاب کے طوفانوں اور انقلابات اور کائنات کی زندگی کے ربانی تصرف کے بارے میں تمام شکوک کو دور کرنے اور اس کی تصدیق کرنے میں سب سے زیادہ گستاخ مزاحمت کو دور کرنے کی لئے نازل کیا گیا۔ یہ بنی نوع انسان کی نصیحت کے لئے ہی نازل کیا گیا، جس نے ربانی قوانین اور خوشی یا قسمت سے متعلقہ اپنے فرائض میں سے بہت سے زیادہ طاقتور اور اہم ترین پہلوؤں میں سے عظیم ترین امانت اور زمین کی حکمرانی کی ذمہ داری اٹھائی۔ اگر قرآنِ مجید نے ایسے معاملات کی طرف لاکھوں دفعہ توجہ دلائی، تو پھر بھی یہ وقت یا الفاظ کا ضیاع نہیں ہوگا اور بغیر کسی بیزاری کے، قرآنِ مجید میں ان کو لاکھوں دفعہ پڑھا اور جانچا جائے گا۔

سورۃ البروج سے

ان کے لئے بہشت کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی۔

(الحدید۵۸:۱۱)

یہ آیت ہمیں سکھاتی ہے کہ موت، جو ہر وقت ہمارے سامنے منڈلاتی ہے، کچھ ایسی چیز ہے، جو ہمیں، ہماری دنیا اور ہمارے پیاروں کو ابدی سولی سے بچاتی ہے کیونکہ یہ ان کے لئے شاندار ابدی زندگی حاصل کرنے کا سبب بنتی ہے۔ اگر یہ آیت خواہ اربوں دفعہ دہرائی جاتی اور اگر اسے اتنی زیادہ اہمیت دی جاتی جتنی تمام زندگی کو تو یہ اس کی قیمت کم کرنے کے لئے پھر بھی بے شمار نہیں ہوگی۔

اس قسم کے بے شمار انمول معاملات سکھانے، انکو ثابت کرنے اور ہیبت ناک انقلابات کو، جو کائنات کو تباہ اور تبدیل کر دیں گے، لوگوں کے ذہنوں میں مستحکم کرنے میں، قرآنِ مجید لگاتار ان معاملات کی طرف صریحاً اور کنایۃً توجہ مبذول کراتا ہے۔

چونکہ وہ روٹی، ہوا، روشنی اور دوائی کی طرح مہربانیاں ہیں جن کی ہمیں ہمیشہ ضرورت ہوتی ہے اور وہ تجدید اور تروتازگی کی متقاضی ہیں، ان کا تکرار قرآنی فضل ہے۔

مندرجہ ذیل پر غور کرو:

مثال کے طور پر قرآنِ مجید، ان جیسی دھمکی آمیز آیات

اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کے لئے جہنم کی آگ ہے۔

(الحدید۳۵:۳۶)

بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

(الحدید۱۴:۲۲)

کو سختی، غصے اور زوردار طریقے سے دہراتا ہے، جیسا کہ رسالہ نور میں بحث کی گئی ہے، بنی نوع انسان کا کفر اکثر مخلوقات کے حقوق کی ایسی سخت خلاف ورزی ہے کہ یہ زمین کو غضبناک اور عناصر کو طیش دلاتی ہے۔ چنانچہ وہ کفار کو سیلابوں میں مبتلا کرتے ہیں۔

جیسا کہ صاف صاف ان آیات۔

"جب وہ اس میں پھینکے جائیں گے تو وہ اس کی دھاڑنے کی آواز سنیں گے اور وہ جوش کھا رہی ہوگی،،۔

اس قدر کہ قریب ہے وہ شدتِ غضب سے پھٹ جائے۔

(الحدید ۶۷:۷۔۸)

میں بیان کیا گیا ہے، دوزخ کفار کے ساتھ اتنی غضبناک ہوگی کہ تقریباً یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ غصے سے پھٹ پڑے گی۔ اگر ایسے جامع جرم اور بے حد جارحیت کے سامنے، اور طبیعی غیر اہمیت کے تناظر سے نہیں بلکہ کافروں کے ظلم کی بڑائی اور کفر کی ہیبت ناکی اور اس کی رعایا کے حقوق کی اہمیت اور کفر کی لا محدود بدصورتی اور کفار کے تجسس کو دکھانے کے لئے، کائنات کی شہنشاہ نے اپنے فرمان میں نہایت ہی غصے اور سختی سے ایسے جرائم اور ان کی سزا کو خواہ اربوں دفعہ دہرایا ہے، پھر بھی یہ نقص نہیں ہے۔ بے شمار لوگوں نے چودہ سو سال سے ان الفاظ کو ہر روز انتہائی شوق اور بغیر کسی ضرورت اور اکتاہٹ کے پڑھا ہے اور یہ امر اس بات کا مظاہرہ کرتا ہے کہ یہ کوئی نقص نہیں ہے۔

ہر روز ہر شخص کے لئے ایک جہان غائب ہوتا ہے اور ایک نئے جہان کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ چنانچہ ضرورت اور اپنی ہر ایک ناپائیدار دنیا کو روشن کرنے کی خواہش سے ایک ہزار مرتبہ لا الہ اللہ پڑھنے سے ہم ہر ایک تکرار کو تبدیل ہونے والے ہر منظر کو ایک چراغ یا لیمپ بناتے ہیں۔ قرآنِ مجید کے پاس ابدی حکمران کی دھمکیوں اور سزاؤں کو دہرانے کی کئی مختلف وجوہات ہیں، ان میں لوگوں کی سرکشی اور ان کو ان کی باغیانہ جنسی خواہش سے آزاد کرنا شامل ہے۔

چنانچہ یہ ان کو تغیر پذیر مناظر اور ضرورت سے زیادہ نئی بھرتی والے جہانوں کو سیاہ کرنے سے روکتا ہے، ان کی زندگیوں کے آئینے میں منعکس عکسوں کو بدصورت بنانے سے اور بھاگتے ہوئے مناظر کو ان کے مخالف سمت میں موڑنے سے جو کہ اغلباً ان کے لئے آخرت میں تصدیق کرے گا۔ حتیٰ کہ شیطان بھی قرآن مجید کی دھمکیوں کے اور زوردار تکرار کو غیر مناسب نہیں سمجھتا۔ یہ اس امر کا مظاہرہ کرتا ہے کہ دوزخ کی اذیتیں ان کے لئے جو ان کی طرف توجہ نہیں کرتے، خالص انصاف ہیں۔

انبیاء کرام کے قصوں کے اعادے خاص طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے پر غور و فکر کریں:

ایسے قصوں میں حکمت اور فائدے کی کئی مثالیں ہیں۔قرآنِ مجید گذشتہ انبیاء کی نبوت کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر بطور شہادت پیش کرتا ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ صداقت کے نقطہ نظر سے،کوئی شخص ان کی پیغمبری کا انکار نہیں کر سکتا جب تک کہ کوئی پیغمبروں کا انکار نہ کر لے۔

اس کے علاوہ چونکہ کوئی بھی سارے قرآنِ مجید کو ایک ہی وقت میں نہیں پڑھ سکتا۔اس میں وہ تمام قصے ایمان کے فرائض کے ساتھ،تقریباً تمام بڑی اور درمیانی لمبائی کی سورتوں،شامل ہیں،اس طرح سے کہ ہر ایک سورت ایک چھوٹے قرآن کی طرح ہے۔فصاحت کا یہ تقاضا ہے اور یہ اس امر کو دکھانے کے لئے کیا جاتا ہے۔کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنی نوع انسان کا سب سے زیادہ اہم مظہر اور کائنات کا سب سے طاقتور معاملہ ہیں۔

قرآن مجید حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کو وہی اعلیٰ ترین مقام دیتا ہے اور قرار دیتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اور ایمان کے ستونوں میں سے ایک کا اقرار ہیں (جس میں ایمان کی چار ضروری باتیں ہیں) جو ایک ایمان کے ایک رکن کے برابر ہیں۔اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔جیسا کہ رسالۂ نور اس کے کئی ثبوتوں اور علامتوں کے ذریعے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو کائنات کی سب سی بڑی حقیقت ظاہر کرتا ہے۔

ان کی ذات سب سے زیادہ شریف مخلوق ہے اور ان کی عالمگیر اجتماعی شخصیت اور مقدس رتبہ (سچے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) دونوں جہانوں کے سب سے زیادہ روشن سورج ہیں،رسالۂ نور ان کے اس غیر معمولی مقام کو پانے کی اہلیت کی علامتوں اور شہادتوں کو بھی بیان کرتا ہے۔ہزاروں شہادتوں اور علامتوں میں سے ایک یہ ہے:

اس قاعدے

'علت کرنے والے کی طرح ہوتی ہے'

کے مطابق اچھے اعمال کی تعداد کے برابر،جو ان کی امت نے ہمیشہ سے کئے ہیں اور آئندہ کرے گی۔انعامات کی مقدار رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کھاتے میں ڈال دی جائے گی۔چونکہ انہوں نے تمام کائنات کی حقیقتوں کو اس نور سے جو وہ لائے،روشن کیا،ہر ایک چیز جو وجود رکھتی ہے،ان کی مرہونِ منت ہے اور وہ تمام مخلوقات کی دعائیں اور برکتیں لگاتار وصول کرتے ہیں۔

مزید برآں،لاتعداد روحوں کے ساتھ،ان کی امت کے بے شمار متقی ارکان نے کئی صدیوں سے اللہ تعالیٰ کو ان پر درود و سلام بھیجنے کی دعا کی ہے،اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہوئے کہ انہیں روحانی انعام اور ان کی دعاؤں کا فضل عطا فرمائے۔

ان کے اچھے اعمال کا ریکارڈ بھی اس کے اعتبوں کی قرآنِ مجید کی تلاوت سے بے شمار انوار اپنے اندر سمائے ہوئے ہے، جس کے ہر حرف کا ثواب دس ہزار یا ایک ہزار انعام ہے، پہلے سے جان لینا کہ اس ہستی (سچے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی اجتماعی شخصیت مستقبل میں جنت کے مقدس اور مفصل درخت کی سی ہوگی۔ عالم الغیب نے قرآن مجید میں اس کے ساتھ عظیم ترین اہمیت شامل کی ہے۔ اپنے فرمان میں اس نے اس کی اطاعت کرنے اور انسانوں کے سب سے زیادہ اہم معاملات کے طور پر اس کی پیروی کر کے اس کی شفاعت سے سرفراز ہونے کی ضرورت کا تعارف کرایا۔

اس طرح سے چونکہ قرآن مجید میں دہرائی گئی صداقتیں اتنی زیادہ وقعت رکھتی ہیں کہ کوئی بھی فطرت سلیم والا اس بات کی تصدیق کرے گا کہ اس کے تکرار اپنے اندر معنی کا طاقتور اور وسیع معجزہ رکھتا ہے۔

دو اختتامی نوٹ

پہلا نوٹ

بارہ سال پہلے، میں نے سنا کہ ایک خطرناک اور گستاخ کافر نے قرآنِ مجید کو ترجمہ کرنے کا حکم دیا تا کہ لوگ اس کی تکرار کو دیکھ سکیں اور اسے وہی سمجھیں جو کچھ کہ یہ حقیقتاً ہے۔ اس نے یہ بھی ارادہ کیا کہ اصلی فرض نمازوں میں ترجمہ کو متبادل قرار دے۔ تاہم جیسا کہ رسالۂ نور فیصلہ کن انداز میں ظاہر کرتا ہے۔ ایک بالکل ہو بہو ترجمہ ناممکن ہے کیونکہ کوئی دوسری زبان عربی کی خوبیاں اور عمدہ نقاط حفاظت سے نہیں رکھتی کیونکہ عربی زبان نحو اور صرف میں بڑی با ضابطہ ہے۔ کوئی ترجمہ قرآن مجید کے اعجازی مرکبات ناقصہ اور الفاظ بحال نہیں رکھ سکتا جو معنی کہیں جامع ہیں اور جس کا ہر ایک حرف دس سے ہزار نیکیاں لاتا ہے۔

رسالۂ نور نے بھی مسجدوں میں صرف قرآنِ مجید کے ترجموں کے پڑھے جانے کی تجویز روک دی۔ لیکن چونکہ کافر کے سدھائے ہوئے منافقوں نے قرآنِ مجید کے سورج کو شیطان کے نام پر بجھانا چاہا تو میں نے امردک کا پھول لکھنے پر اپنے آپ کو مجبور پایا۔ چونکہ مجھے وہ لوگوں سے ملنے نہیں دیتے۔ مجھے آخری نشوونما کا علم نہیں۔

دوسرا نوٹ

ڈینزلی جیل سے ہماری رہائی کے بعد میں مشہور ہوٹل 'سحر' کی سب سے اونچی منزل میں بیٹھا تھا۔ میرے سامنے نفیس باغ میں چنار کے پتوں، شاخوں اور تنوں کے شاندار رقص نے، جن میں سے

ہر ایک نے بادِ صبا کے لمس سے، درویشوں کے دائرے کی طرح ایک وجد آفریں حرکت کے ساتھ میرے دل کو ڈ کھایا جو بھائیوں سے جدا ہونے اور تنہا رہنے پر مجروح اور اداس تھا۔

اچانک میں نے موسم خزاں اور موسم سرما کو یاد کیا اور مجھ پر بے خبری چھا گئی۔ مجھے ان کامل خوشی کے ساتھ جھولتے ہوئے شاندار چناروں اور زندہ مخلوقات پر اتنا ترس آیا کہ میری آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔ چونکہ انہوں نے مجھے جدائیوں اور کائنات کے مزین پردے کے نیچے موتوں کی یاد دلا دی، موت اور جدائی سے بھری ہوئی دنیا کے غم نے مجھ پر غلبہ پالیا۔

اچانک سچے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور آیا اور اس نے میرے غم اور میری اداسی کو خوشی میں تبدیل کر دیا۔ یقیناً دوامی طور پر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا اس وقت اس مدد اور تسلی کا جو مجھے ملی، اپنے لئے اور تمام مومنوں کے لئے اجتماعی اور انفرادی طور پر، شکر گزار ہوں: اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

موت اور جدائی پر ان مقدس اور نازک مخلوقات کی تصویر کشی اور لاحاصل موسم میں عدم میں جانے پر (بے ہوش لوگوں کی رائے)، دوام کے جذبے، خوبصورتی سے پیار اور ساتھی مخلوقات اور زندہ چیزوں کے لئے میرے احساسات پر بہت بڑا بوجھ ڈالا۔ اس بات نے دنیا کو ایک قسم کی دوزخ اور دماغ کو اذیت کے آلے میں بدل دیا۔ بالکل اس نکتہ پر، اس نور نے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کے لئے ایک تحفے کے طور پر لائے تھے، پردہ اٹھایا اور اس نے انمٹ، عدم، نیستی، بے اثری اور تنہائی کو دکھایا لیکن اس کے معانی اور مقاصد اتنے متعدد تھے جتنے کہ چنار کے پتے اور جیسا کہ 'رسالۂ نور' میں دکھایا گیا ہے اس کے اتنے نتائج اور فرائض ہیں جن کو خاص اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ اور جو مندرجہ ذیل ہیں:

ایک قسم 'المتکبر کارساز' کے اسماء یا ناموں سے متعلق ہے۔ مثال کے طور پر، ہر ایک انجینئر کو سراہتا ہے جو ایک غیر معمولی مشین بناتا ہے:

"اللہ تعالیٰ نے کیا کیا عجائبات بنائے ہیں (اس میں انجینئر بھی شامل ہے) اللہ تعالیٰ اس (مرد یا عورت) انجینئر کو برکت دے!

اپنے وظائف کو مناسب طور پر بجالانے پر، مشین انجینئر کو مبارک باد اور خراجِ تحسین پیش کرتی ہے۔ ہر ایک چیز اور ہر ایک زندہ مخلوق بھی ایک ایسی مشین ہے اور اپنے بنانے والے خداوند کریم کو مبارک باد اور خراجِ تحسین پیش کرتی ہے۔

چنار کے درختوں کی طرح چیزوں کی زندگیوں کا ایک دوسری قسم کا مقصد یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک، ایک متن ہے جس کا ایک دفعہ مطالعہ کرنا باشعور زندہ مخلوقات کو اللہ تعالیٰ کا علم عطا کرتا ہے۔ ایسی زندہ مخلوقات کے دماغوں میں ان کے معانی ان کی یادداشتوں میں ان کی شکلیں اور دنیا کی علامتوں یا غیر مادی وضعوں کو تختیوں پر اور عالم غیب کی دستاویزات اور ہستی کے دائرے میں تیاگ، وہ مادی دنیا کو علم غیب کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں، انہیں ظاہری وجود سے محروم کر دیا جاتا ہے اور وہ معانی، غیب اور علم یا معرفت کے متعلق کئی وجود حاصل کر لیتے ہیں۔

چونکہ اللہ تعالیٰ کا وجود اور علم یا معرفت تمام چیزوں کا جامع ہے، ایک مومن کے لئے عدم، ابدی خاتمے، تباہی اور فنا کوئی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن ایک کافر کی دنیا عدم، تنہائی اور خاتمے سے بھری ہوئی ہے۔ جیسا کہ ایک مشہور ضرب المثل ہے:

"ہر ایک چیز کا وجود اس کے لئے ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا اپنا وجود ہے اور اس کے لئے ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا اپنا وجود ہے اور اس کے لئے کسی چیز کا وجود نہیں ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا اپنا وجود نہیں ہے۔"

تو، پھر، حاصلِ کلام یہ ہے کہ جب ہم مر جاتے ہیں تو جس طرح سے ایمان ہمیں ابدی سزا سے بچاتا ہے، اسی طرح سے یہ اس کی خاص دنیا کو خاتمے اور فنا کی اندھیرے سے بچاتا ہے۔

کفر، خاص طور پر اللہ تعالیٰ کا انکار، زندگی کی مسرت کو ایک دردناک زہر میں تبدیل کر دیتا ہے، موت سے اس (مرد یا عورت) کی خاص زندگی کو ختم کر دیتا ہے اور ایسے لوگوں کو سیاہ دوزخ نما گڑھوں میں پھینک دیتا ہے۔ انہیں، جو اس دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں، اس پر توجہ دینی چاہئے انہیں اس کا کوئی حل تلاش کرنا چاہیے اور ایمان لے آنا چاہیے اور اپنے آپ کو ایک خوفناک اور ابدی نقصان سے بچانا چاہیے۔

تیری ذات پاک ہے۔ ہمیں
اسی قدر علم ہے جتنا تو نے ہمیں
سکھایا۔ بیشک تو ہی سب کچھ
جاننے والا بڑی حکمت والا ہے

آپ کا بھائی جسے تمہاری دعاؤں کی بہت ضرورت ہے اور جو تمہیں بہت یاد کرتا ہے۔

سعید نورسی

انتیسواں حرف

قرآنِ مجید

نو نکات

پہلا نقطہ

کچھ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآنِ مجید کے اسرار غیر معلوم ہیں اور یہ کہ اس کے ترجمانوں نے اس کی صداقتوں کو نہیں سمجھا۔ اس دعوے کے دو پہلو ہیں اور وہ جو اس کا دعویٰ کرتے ہیں، ان کے دو گروہ ہیں۔ پہلا گروہ صداقت اور تفتیش کے لوگوں پر مشتمل ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ قرآنِ مجید ایک لا محدود خزانہ ہے اور یہ کہ تمام لوگ، وقت کے لحاظ کے بغیر، اس کی زائد امدادی مضمر صداقتوں سے (دوسروں کے حصوں میں مداخلت کئے بغیر) بعد اس کے کہ وہ اس کے اصولوں اور غیر متبدل احکام کو تسلیم کر لیں، اپنا حصہ وصول کرتے ہیں۔

وقت اور زیادہ تفصیل کے بعد قرآنِ مجید بہتر سمجھ میں آتا ہے اور اس کے معنی کی جسامت واضح ہو جاتی ہیں۔ تاہم اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ ہمیں اس کی لغوی اور صاف صاف صداقتوں پر، جن کی ہمارے پرہیزگار پیش رووں نے وضاحت کی ہے، شک کرنا چاہیے۔ کیونکہ قرآنِ مجید اور اسلام بنیادی اصولوں کو تشکیل دینے والی خاص اور مسلمہ صداقتوں پر ایمان فرض ہے۔

قرآنِ مجید صاف صاف بیان کرتا ہے کہ یہ صاف عربی (سادہ زبان) میں نازل کیا گیا تھا تاکہ اس کے معنی سمجھے جاسکیں۔ ربانی خطاب ان معانی پر ہمہ تن متوجہ ہوتا، انکو مستحکم کرتا اور ان کو تفصیل سے بیان کرتا ہے، ان کو رد کرنے کا مطلب اللہ تعالیٰ اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سمجھ کی تردید ہے۔ قرآنی صداقتوں کے بنیادی اصولوں کو تشکیل دینے والے صاف صاف معانی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کے منبع سے اخذ کیے گئے تھے اور مسلمہ با اعتماد سلسلوں سے روایت کیے گئے تھے۔ اس پر شک نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ابن جریر الطبریؒ (19) نے ہر آیت کے معنی نبوت کے مصدر تک روایت کے مستند سلسلوں کے واسطے سے بیان کئے اور قرآنِ مجید کی ایک جامع تفسیر لکھی۔

---

(19) الطبریؒ (۸۳۹-۹۲۳): ایک عالم اور ابتدائی اسلامی تاریخ کے بہت بڑے خلاصوں اور قرآنِ مجید کی تفسیر کا مصنف، اس نے پہلے مسلم علماء کے تفسیری اور تاریخی علمیت کے ذخیرے کو مختصر بنا دیا اور وہ ایک مورخ، فقہ اور قرآنِ مجید کے مفسّر کے طور پر معروف ہے۔

دوسرا گروہ یا تو ہم خیال دوستوں پر مشتمل ہوتا ہے جو مدد دینے کی کوشش کرتے وقت معاملات کو بدتر بنا دیتے ہیں یا شیطان کی طرح دشمن ہوتے ہیں جو اسلام کے احکام اور ایمان کی صداقتوں کی مخالفت کرتی ہیں۔ وہ قرآنِ مجید کی قلعہ بند سورتوں میں ایک راستہ بنانا چاہتے ہیں۔ جنہیں تم کہتے ہو کہ وہ قرآنِ مجید کی صداقتوں کے اردگرد سٹیل کے چھوٹے سے شہر کی طرح ہے۔ وہ عقیدے اور قرآنِ مجید کی صداقتوں پر شک ڈالنے والے جھوٹے دعووں کو پھیلاتے ہیں۔

دوسرا نقطہ

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کئی چیزوں کی قسم کھاتا ہے۔ ان قسموں میں متعدد اسرار اور لطیف نکات ہیں۔ مثال کے طور پر، آیت:

قسم ہے سورج کی اور اس کی دھوپ کی

(الشمس ۹۱:۱)

گیارھویں لفظ یا کلمے میں بیان کی ہوئی صداقت کی طرف اشارہ کرتی ہے اور کائنات کو ایک محل یا شہر کے طور پر پیش کرتی ہے۔ آیت:

یٰسٓ قرآن حکیم کی قسم ہے۔

(یٰسٓ ۳۶:۱۔۲)

ہمیں یہ یاد دلاتی ہے کہ قرآنِ مجید کا اعجاز اتنا مقدس ہے کہ یہ قسم کھانے کی لائق ہے۔ آیات:

قسم ہے تارے کی جب وہ غروب ہونے لگے۔ (النجم ۵۳:۱۔۲) اور

پس میں ستاروں کی گزرگاہوں کی قسم نہیں کھاتا ہوں اور بلاشبہ یہ ایک قسم ہے۔ اگر تم سمجھو تو بہت بڑی قسم

(الواقعہ ۵۶:۷۵۔۷۶)

اس امر کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ گرتے ہوئے ستارے جنوں اور شیطانوں کی غیب کی خبریں سننے کی بندش کا سگنل دیتے ہیں۔ یہ امر وحی (۲۱) کے مستند ہونے کے بارے میں کسی بھی شک کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ یہ قسمیں ہمیں یہ بھی یاد دلاتی ہیں کہ ستاروں۔۔۔ بہت بڑے آسمانی اجسام۔۔۔ کو ان کی جگہوں میں مکمل قاعدے کے ساتھ مستحکم کرنے اور سیاروں کو ایک حیرتناک رفتار کے ساتھ موڑنے کی ضرورت ہے۔

(۲۱) قبل اسلام وقتوں میں درمیانی وسائل اور خبریں بتانے والے جنوں اور شیطانوں کے واسطے سے غیب کی محدود خبریں حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ جب قرآنِ مجید نازل ہونا شروع ہوا تو یہ دروازہ بند ہو گیا۔

فرشتوں کی قسموں میں، جو ہواؤں کے ذمہ دار ہیں
ان ہواؤں کی قسم ہے جو اڑا کر بکھیرتی ہیں۔

(الذاریات ۵۱:۱)

اوران (ہواؤں) کی قسم ہے جو کھینچ کر چلائی جاتی ہیں۔

(المرسلات ۷۷:۱)

ہماری توجہ کو بگولوں اور ہوا کی لہروں میں اہم حکمت کی طرف مبذول کرایا جاتا ہے۔ ہمیں یاد دلایا جاتا ہے کہ ایسے فرضی بے قصد چلنے والے عناصر اہم خدمات اور لطیف مقاصد کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔

مختصراً قرآنی قسموں میں کئی لطافتیں شامل ہیں، چونکہ ان سب کی تشریح کرنے کے لئے میرے پاس وقت نہیں ہے، میں صرف ایک نقطے کی طرف اس آیت۔

قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی

(التین ۹۵:۱)

میں اشارہ کرتا ہوں۔ اس قسم کے ذریعے اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کو اپنی طاقت کی عظمت، اپنی رحمت کے کمال اور اپنی اہم مہربانیاں یاد دلاتا ہے۔ یہ قسم اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے کمترین درجے کی طرف بڑھنے والے لوگ شکرِ نعمت، سوچ بچار، یقین اور اعمالِ حسنہ کو ایک روحانی انقلاب، جو آخرِ کار انہیں اعلیٰ ترین درجے تک پہنچنے کی اجازت دے گا، استعمال کر سکتے ہیں۔

انجیر اور زیتون کا تذکرہ ایک خاص وجہ سے کیا گیا ہے۔ یہ مفید پھل کئی قابل لطافتیں اپنے اندر رکھتے ہیں زیتون کے دانے معاشرتی اور تجارتی زندگی میں اہم ہیں اور غذائی طور پر مالا مال ہیں۔ انجیر ربانی طاقت کے وہ معجزات ہیں (اللہ تعالیٰ ایک بہت بڑے انجیر کے درخت کو ریت کے ذرے کے سائز کے بیجوں کے اندر کیپسول یا ڈوڈے کے اندر بند کر دیتا ہے) کہ جو ربانی رزق کے کئی پہلوؤں کو لوگوں کے استعمال کئے جانے والے کئی دوسرے پھلوں سے زیادہ دیر تک قائم رہنے کو ظاہر کرتے ہیں۔

تیسرا نقطہ

کئی قرآنی سورتوں کے شروع میں مختصر حروف (الحروف المقطعات) ربانی صفر ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندے پر کچھ علامات ظاہر کرتا ہے۔ اس کی کنجی اس بندے اور اس کے وارثوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔

چونکہ قرآنِ مجید ہر دور میں فہم کی ہر سطح کے لوگوں کو، بلا لحاظ سطح اور وقت کے، خطاب کرتا ہے، وہ اپنی سطح کے مطابق اسے سمجھتے ہیں، پرہیز گار لوگ اس کا بنیادی حصہ رکھتے تھے اور اسے انہوں نے ظاہر کیا تھا۔ اولیاء اللہ اور مُتلا شیانِ حق

اس میں غیب کی طرف اپنے روحانی سفر میں کئی متعلقہ علامات پاتے ہیں۔ اپنے مقالے "اشارات الاعجاز" (اعجاز کی علامات) میں، سورۃ بقرہ کے شروع میں میں نے ان حروف کی ان کی اعجازی فصاحت کے نقطہ نظر سے تشریح کی ہے۔

چوتھا نقطہ

پچیسواں لفظ یا کلمہ ثابت کرتا ہے کہ قرآنِ مجید کا سچا اور بالکل ٹھیک ترجمہ ناممکن ہے۔ اس کا عمدہ اسلوب، اس کے اعجازی معنی کا ایک عنصر، نقل نہیں کیا جا سکتا۔ حتی کہ اس لطیف اسلوب سے اخذ کردہ صداقت اور خوشی کی تشریح کرنا ناممکن ہے۔ تاہم اس کے سمجھنے کے طریقے کو ظاہر کرنے کے لئے چند ایک نکات کا حوالہ دیتا ہوں:

> یقیناً اس میں ان لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں نشانیاں ہیں
> اور اسکی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کا پیدا فرمانا اور تمہاری زبانوں
> اور رنگوں کا مختلف ہونا ہے۔
>
> (الروم ۳۰:۲۲)
>
> اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہونگے۔
>
> (الزمر ۳۹:۶۷)
>
> وہی تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک شکل کے بعد دوسری شکل
> میں پیدا کرتا چلا جاتا ہے تین تاریک پردوں میں
>
> (الزمر ۳۹:۶)
>
> اللہ تعالٰی نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔
>
> (الاعراف ۷:۵۴)
>
> اللہ تعالٰی آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔
>
> (الانفال ۸:۲۴)
>
> نہ آسمانوں اور نہ زمین میں (کوئی چیز) اس سے چھپی ہوئی ہے۔
>
> (سبا ۳۴:۳)

وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور دلوں میں
چھپے ہوئے راز کو وہ پوری طرح جانتا ہے۔

(الحدید ۵۷:٦)

ان آیات میں قرآنِ مجید عمدگی اور معجزانہ طریقے سے اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی تصویر کشی کرتا ہے۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ کائنات کا تعمیر کرنے والا تمام ذرات کو ان کی جگہوں پر رکھتا ہے یہاں تک کہ آنکھ کی پتلی میں بھی وہ سورج اور چاند کو ان کے مقامات پر اسی آلے سے اور اسی وقت رکھتا ہے۔ وہ آنکھوں کو بناتا ہے اور اسی جگہ رکھتا ہے اور ان کے پردوں کو اسی پیمانے کے مطابق اور اسی غیر مساوی آلے کو استعمال کر کے دور کرتا ہے جس کو وہ آسمانوں کا بندوبست کرنے اور ان کو کھولنے کے لئے کرتا ہے۔ شان و شوکت والا کارساز ایک شخص کی چہرے کے بے مثال خدوخال اور اس کے بیرونی اور اندرونی احساسات کو ان کی جگہوں پر اسی غیر مادی ہتھوڑے کے ساتھ نصب کرتا ہے جسے ستاروں کو آسمان میں نصب کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

یہ آیات یہ بھی ظاہر کرتی ہیں کہ ازلی کارساز، آنکھوں کو دیکھنے اور کانوں کو اللہ تعالیٰ کے افعال کو سننے کے قابل بنانے کے لئے، جبکہ وہ اپنی صناعی کر رہا ہوتا ہے قرآنی آیات کو ہتھوڑے کے طور پر ایک ذرے پر ضرب لگانے کے لئے استعمال کرتا ہے اور پھر اسی وقت اور اسی آیت کے ایک دوسرے لفظ کے ساتھ سورج پر ضرب لگاتا ہے۔ ایسا نفیس اسلوب توحید کی یکتائی، لامحدود لطف کے اندر لامحدود شان و شوکت، مکمل راز میں بے حد طاقت، مکمل لطف میں بے حد وسعت، بے انتہا شفقت کے اندر بے انتہا شان اور برمحل قربت میں بے انتہا فاصلہ دکھاتا ہے۔ وہ تمام مخالفین کا آخری اتحاد دکھاتا ہے۔ اگرچہ ناممکن خیال کیا جائے۔

ایسے اتحاد کا وجود کائنات کے وجود اور اس کی زندگی کے لئے قطعی ضروری ہے۔ ایسی رفعت کے سامنے عظیم ترین ادبی شخصیات تعریف کے لئے صرف سجدہ ریز ہو سکتی ہیں۔ برتر قرآنِ مجید حاکم الحاکمین کے اقتدار کی شوکت اور شان کا مظاہرہ اس آیت کے ذریعے کرتا ہے:

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے حکم سے آسمان اور
زمین قائم ہیں، پھر جونہی وہ تم کو ایک ہی دفعہ زمین سے (نکلنے کے لئے)
بلائے گا تو تم فوراً ہی نکل پڑو گے۔

(الروم ۳۰:۲۵)

دوسرے الفاظ میں آسمان اور زمین عالی شان فوجوں کی بارکوں یا تربیت کے میدانوں سے مشابہت رکھتے ہیں۔ عدم اور فنا کے پردوں کے پیچھے پڑے ہوئے وہ سب سے بڑے مجمع کی جگہ میں مکمل رفتار اور بگل کی آواز یا حکم پر اس مکمل اطاعت کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں:

"آخری فیصلے کے لئے اٹھو!"

یہ آیت کائنات کی آخری تباہی اور قیامت کا ایک اعجازی عظیم اسلوب اور مندرجہ ذیل قائل کر دینے والے ثبوت کا بھی حوالہ دیتی ہے:

زمین میں چھپے ہوئے اور گلے سڑے بیج اور بخارات بنا ہوا اور فضا میں چھپتا ہوا باقی دوبارہ ہر موسم بہار میں اس دنیا میں مکمل تنظیم اور رفتار کے ساتھ ظاہر ہو جاتے ہیں۔

یہ قیامت کی نقل ہے

کیونکہ کائنات کی آخری تباہی کے بعد مردے اسی طرح سے دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔

دوسری آیات کی فصاحت کے درجے کا اوپر اقتباس میں پیش کی گئی آیات سے موازنہ کرو اور فیصلہ کرو کہ آیا قرآن مجید کا بالکل صحیح اس کی کلیت کے ساتھ ترجمہ کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ وہ سب کچھ جو کیا جا سکتا ہے، خواہ سب سے پہلے قدم کی طور پر، یہ ہے کہ اس کی مختصر ترجمانی یا مقابلتاً ایک ایک آیت کی تفسیر کر دی جائے۔

پانچواں نقطہ

مثال کے طور پر، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (تمام تعریف اللہ کے لئے ہے) ایک قرآنی جملہ ہے جس کے معنی عربی نحو اور مفہومیات کے مطابق یہ ہیں کہ تمام تعریف اور شکر نعمت جو ادا کیا گیا ہے یا کبھی بھی کوئی مخلوق ادا کرے گی، حقیقت میں اور استحقاقاً ازلی موجود ہستی یعنی خداوند کریم کے لئے ہے۔

'ہر ایک' یا ایوری، (every) کے معنی al (the) (ال) سے اخذ کئے جاتے ہیں۔ by any being کے معنی حمد یا تعریف (praise) سے ماخوذ ہیں۔ کیونکہ اصلی عربی (عبادت) مصدر کی شکل ہے۔ مصدر سے پہلے 'سبجیکٹ'، (Subject) یا مسند الیہ کو ترک کرنے سے عربی زبان ایک عام معنی بیان کرتی ہے۔ چونکہ اس جملے میں کوئی 'آبجیکٹ' (Object) یا مسند نہیں ہے، اگرچہ اس کا خطاب کسی شخص (یا کسی چیز) کی طرف ہے جو یا تو حاضر ہے یا غائب، ال کے معنی عام ہیں۔

اس لئے ہم اس مختصر جملے سے 'بائی اِنی بیئنگ' (By any being) اخذ کرتے ہیں۔ دَیٹ ہیز بین آر ایور وِل بی (That has been or ever will be) اس قاعدے سے کہ ایک ورب (Verb) کلاز سے ایک ناؤن (noun) کلاز میں تبدیل کرنا سے آتا ہے اور یہ استقلال یا ثابت قدمی اور مدت کو ظاہر کرتا ہے۔

فار اینڈ ڈیزروڈ بائی (For and Deserved by) پریپوزیشن لی (Preposition li) حرفِ جر لِ (اللہ کی طرف یا اللہ تعالیٰ کے لئے) کے لئے بیان کئے جاتے ہیں جو خاص کرتا ہے اور ڈیزرونگ (Deserving) کو بیان کرتا ہے۔ چونکہ 'اللہ' ربانی ہستی کا عظیم ترین اسم یا نام ہے، اور چونکہ ربانی ہستی کے لئے وجود لازمی اور ناگریز ہے اور شان و شوکت والی ہستی کو منعکس کرنے میں حمد ڈرامائی منظر ہے' اللہ لازمی طور پر ناگریز موجود ہستی پر دلالت کرتا ہے۔ اگر ایسے چھوٹے سے جملے کے یہ نمایاں اور مختصر ترین معنی ہیں جس پر عربی زبان کے تمام ماہرین متفق ہیں، تو اس کا کس طرح اسی قوت اور اعجاز کے ساتھ ترجمہ کیا جاسکتا ہے؟

اس کی نحو کے لحاظ سے صرف ایک اور زبان عربی زبان سے مشابہت رکھتی ہے لیکن یہ جامعیت میں عربی زبان کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ یہ امر واقعی ہے کہ کس طرح قرآن مجید کے مقدس الفاظ کا جو عربی زبان میں نازل ہوئے اور، اس لئے، نحو اور جامعیت رکھتے ہوئے مکمل جامعیت والے اور جو ایک ہی وقت میں ہر چیز کی تہ تک پہنچ جانے والے علم کا مظاہرہ کرے، کس طرح دوسری زبانوں میں اس کے تمام لطیف معانی، اشارات اور اعجازی اسلوب کے ساتھ ترجمہ کیا جاسکتا ہے؟ درحقیقت قرآنِ مجید کا ہر ایک حرف صداقتوں کا ایک ایسا خزانہ ہے کہ اس کی تفصیل کم از کم ایک صفحے پر محیط ہوگی۔

چھٹا نقطہ

اس مفہوم کو بہتر طور پر بیان کرنے کے لئے میں ایک واقعہ بیان کرتا ہوں جس نے مجھے منور کر دیا۔ میں

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں

(الفاتحہ ۱:۴)

پر غور و فکر کر رہا تھا اور یہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ کیوں لفظ وی (We) یا 'ہم' کو آئی (I) یا 'میں' پر ترجیح دی گئی۔ باجماعت نماز کی خوبیوں کا اچانک مجھ پر آغاز ہوا اور میں نے دیکھا کہ مسجد کی جماعت کا ہر ایک رکن میرے لئے ایک قسم کا سفارشی گواہ اور ان وجوہات اور صداقتوں کا حامی تھا جن کو میں نے

اپنی تلاوت میں بیان کیا۔ میں نے اپنی ٹوٹی پھوٹی نماز اللہ تعالیٰ کے دربار میں جماعت کی جامع نماز کے ساتھ ادا کرنے کی حوصلہ افزائی محسوس کی ایک دوسرا پردہ گرا اور میں نے استنبول کی تمام مساجد کو ایک مسجد تصور کیا اور ان میں عبادت گزاروں کو ایک جماعت۔ میں نے آپ کو ان کی مناجاتوں اور دعاؤں میں شامل محسوس کیا۔

اس کے بعد، میں نے اپنے آپ کو کعبہ شریف کے اردگرد عبادت گزاروں کی مدوری قطاروں میں تصور کیا اور کہا:

الحمد للہ رب العالمین (سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا رب ہے)

یہ دیکھ کر کہ میرے اتنے زیادہ سفارشی ہیں جو میری دعا کے ہر ایک لفظ پر آمین کا تکرار کر رہے ہیں۔ اس خیال نے مجھے کعبہ کے محراب کو دیکھنے کی طرف گامزن کیا۔ مقدس حجر اسود کو ایمان کا اقرار۔۔۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں"۔۔۔

سپرد کرتے ہوئے، جسے کہ تمام جماعت نے دہرایا، میں نے دیکھا کہ جماعت تین دائروں پر مشتمل ہے:

پہلا دائرہ سب سے بڑا گروہ تھا جسے مومنوں اور توحید پرستوں نے تشکیل دیا۔ دوسرا دائرہ ان تمام مخلوقات پر مشتمل تھا جو سب سے زیادہ جامع دعا اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں معروف تھا۔ اس کی ہر جنس خود اپنے طریقے سے دعا اور مناجات کر رہی تھی۔ ان کی خدمات جو چیزوں کے وظائف یا فرائض کہلاتے ہیں ان کی عبادت کی صورت ہیں۔ اس سے باخبر ہوتے ہوئے میں نے کہا:

"اللہ اکبر" (اللہ عظیم ترین ہے) اور حیرت میں اپنے سر کو جھکا دیا۔

تیسرا دائرہ میرا جسم تھا، ایک حیرت ناک لیکن دکھاوے کے طور پر خفیف اور غیر اہم دنیا لیکن حقیقت میں ایک بہت بڑی اور پر معنی دنیا اس کام کی وجہ سے جو یہ سرانجام دیتی ہے۔ اس کا ہر ایک حصہ، خلیوں سے لیکر بیرونی احساسات تک عبادت اور شکرِ نعمت میں معروف ہے۔ اس دائرے میں، میں نے اپنے دل میں روحانی قابلیت محسوس کی جو اس جماعت کی طرف سے۔۔۔

ایاک نعبد وایاک نستعین

(الفاتحہ ۱:۴)

یعنی "ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں"۔

تلاوت کر رہی تھی جس طرح میں میری زبان دوسرے دو گروہوں کی طرف سے تلاوت کر رہی تھی۔

مختصر طور پر 'ہم تیری عبادت کرتے ہیں' لفظ 'ہم' کا حوالہ ان تینوں گروہوں یا جماعتوں کی طرف ہے۔ ابھی اس حالت میں، میں نے تصور کیا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول کی روحانی شخصیت، قرآنِ مجید کے پہنچانے اور پیغام دینے والے نے مدینہ منورہ میں سب سے زیادہ شانِ والی صورت اختیار کر لی، جسے اس کا اس دنیا میں مہمیز خیال کیا جا سکتا ہے اور تلاوت کر رہا تھا: "اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو" میں نے تصور کیا کہ وہ تینوں گروہ یہ تلاوت کرتے ہوئے۔

ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔

اس کی اطاعت کر رہے تھے۔

پھر اس قاعدے......

"جب کسی چیز کو قائم کیا جاتا ہے تو یہ اس تمام کے ساتھ قائم کی جاتی ہے جس کی اس کے ساتھ قائم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے"....

کے مطابق، مندرجہ ذیل صداقت میرے ذہن میں آئی:

جہانوں کا رب تمام لوگوں سے خطاب کرتا ہے اور ان کے واسطے سے تمام مخلوقات سے۔ پھر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس اعزاز کی گفتگو کو انسانوں اور تمام ذی روح و شعور مخلوقات کو، وقت کے لحاظ کے بغیر، پہنچاتے ہیں۔ چونکہ اس طرح سے ماضی اور مستقبل کو زمانہ حال سمجھا جا سکتا ہے، تمام لوگ (وقت اور جگہ کے لحاظ کے بغیر) مختلف صفوں سے بنی ہوئی جماعت کے طور پر، اس خطاب کو سنتے ہیں۔

اس صداقت نے، خواہ یہ کتنی ہی تصوراتی ہے، مجھ پر یہ عیاں کیا کہ ہر ایک آیت اپنے عمدہ اسلوب، فصاحت اور روانی میں ایک چمک رکھتی ہے۔ یہ تمام لامحدود شان و شوکت والے ابدی گفتگو کرنے والے سے منور و درخشاں ابلاغ کرنے والے کے ذریعے، جو اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا محبوب ہونے کا مرتبہ رکھتا ہے، سے اور اس کے سننے والوں کے انواع و اقسام اور کثیر مجمع سے آتی ہیں۔

یہ پورے قرآنِ مجید بلکہ اس کے ہر ایک لفظ کو اعجازی بناتا ہے۔ میں نے کہا: "ایمان اور قرآنِ مجید کے نور کیلئے اللہ تعالیٰ کے لئے تمام تعریف ہے۔" اور تصوراتی دنیا سے ظہور میں آنے سے

میں حرف نون (ن) [41] کے ذریعے داخل ہوگیا تھا اور میں نے سمجھا کہ قرآنِ مجید کی آیات اور الفاظ کے علاوہ، اس کے کچھ حروف بھی جیسے نَعْبُدُ میں 'ن' اہم صداقتوں کی چمکدار کنجیاں ہیں۔

جب میرا دل اور تصور اس حالت سے باہر آئے، میری عقل نے کہا: ''میں اپنا حصہ چاہتی ہوں۔ میں تمہاری طرح اڑ نہیں سکتی۔ میں شہادت اور دلیل کے پاؤں پر چلتی ہوں تمہیں مجھے خالق، معبودِ پاک کا راستہ دکھانا چاہیے جس کی مدد۔۔۔۔

'ہم عبادت کرتے ہیں اور ہم مدد مانگتے ہیں'۔ کے ذریعے طلب کی جاتی ہے' تاکہ میں تمہاری مصاحبت کر سکوں'' جواب میں، میں نے دل کو حیران و ششدر عقل کو یہ کہنے کے لئے کہا:

دیکھو! تمام مخلوقات، خواہ جاندار ہیں یا بے جان، اپنے فرائض کو مکمل قاعدے اور تابعداری سے بجالا کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی ہیں۔
ان میں سے کچھ، باوجود اس کے کہ وہ بے خبر یا گونگی یا بے حس ہیں، مکمل قاعدے کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرتی ہیں اس طرح سے گویا کہ وہ باخبر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ خدا جس کی صحیح طور پر عبادت کی جاتی ہے اور جو مطلق حاکم ہے، ان کو عبادت پر لگاتا ہے۔
دوبارہ غور کرو اور دیکھو کہ تمام مخلوقات، خاص طور پر جاندار کی بے شمار ضرورتیں اور مطالبے ہیں جنہیں ضرور پورا کیا جانا چاہیے اگر انہیں موجود اور زندہ رہنا ہے اور پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ان کی ضروریات باقاعدگی سے، وقت پر اور غیر متوقع جگہوں سے پوری کی جاتی ہیں۔
ایسی لامحدود غریب اور محتاجی، اس کے ساتھ کہ غیب سے ان کی ضروریات کی غیر معمولی فراہمی اور رحمت کی امداد، یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ ان کا ایک مطلق، فیاض اور طاقتور حفاظت کرنے والا رازق ہے جس کی طرف تمام چیزیں خاص طور پر جاندار مخلوق مدد کے لئے رجوع کرتی ہیں۔
دوسرے الفاظ میں، امداد طلب کرنے والی زبان کے ذریعے، وہ کہتی ہیں: ''ہم صرف تجھ ہی سے مدد کی درخواست کرتے ہیں۔''

عقل نے جواب دیا: ''میں بھی یقین رکھتی ہوں اور سچ گردانتی ہوں''۔

---

[41] مختلف افعال میں، فعل سے پہلے یا بعد میں نون (ن) وی (WE) یا ''ہم'' کے معنی دینے کے لیے لگایا جاتا ہے۔ جیسے نعبد میں (ہم عبادت کرتے ہیں)

ساتواں نقطہ

پھر میں نے کہا: "ہم کو سیدھا راستہ دکھا راستہ ان لوگوں کا کہ تو نے ان پر انعام فرمایا۔"

(الفاتحہ ۱: ۶۔۷)

فوراً تمام انسانی کاروانوں میں انبیاء، صدیقین شہداء اولیاء اللہ اور صالحین کے باوقار قافلے کو سیدھے راستے سے ابدیت کی طرف جاتے اور مستقبل کے تمام اندھیروں کو دور کرتے ہوئے دیکھا۔ اس دعا نے مجھے اس قافلے کے ساتھ ملنے کی رہنمائی کی اچانک میں نے کہا: "اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے!" کسی کو یہ دیکھنے کے قابل ہونا چاہیے کہ اس قافلے کے ساتھ نہ ملنا، جو مستقبل کو تابناک بنانے کے لئے سب سے زیادہ تحفظ کے لئے ترقی کر رہا ہے، کتنا بڑا نقصان اور بربادی ہے، وہ لوگ، جو اسلام میں غیر اسلامی بدعات داخل کر رہے ہیں، کہاں سے ہدایت پا سکتے ہیں؟ وہ نجات کے لئے کس کی پیروی کر سکتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کے رسول نے جو ہمارا رہنما ہے، اعلان کیا ہر ایک بدعت گمراہی ہے اور ہر بدعت جہنم [1] کی طرف لے جاتی ہے ایسے علماء سوء کس فائدے کو حاصل کرنے کی امید رکھتے ہیں؟ کن اصولوں پر وہ اسلام کے اظہر من الشمس شعائر یا عوامی نشانوں یا عبادات کی بنیاد رکھ سکتے ہیں (جیسے اذان، عید قربان پر جانوروں کی قربانی کرنا اور جمعہ کی اور دیگر باجماعت نمازیں)؟ وہ ان کو کس طرح قابل تغیر سمجھتے ہیں؟ انہیں ضرور معنی کے ایک پہلو سے ایک ناپائیدار اور غیر حقیقی چمک سے دھوکا لگا ہے۔

مثال کے طور پر ایک چھلکے کے بغیر پھل اپنی لطافت زیادہ واضح طور پر دکھا سکتا ہے لیکن وہ سب بہت مختصر طور پر کیونکہ یہ جلد ہی خراب اور گلنا سڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس طرح سے اسلام کے عوامی شعائر اور عبادت میں پیغمبرانہ اور ربانی اقوال اور تصورات جاندار اور حفاظت کرنے والے چھلکے کی طرح ہوتے ہیں۔ جب انہیں اتار دیا جائے جیسے کسی اور زبان میں اذان دینا، اس کے مقدس معنی زیادہ چمکدار اور زیادہ قابل فہم معلوم ہو سکتے ہیں۔ لیکن جلد ہی یہ اپنی تازگی اور روحانیت کو، سیاہ ذہنوں اور روحوں میں اس کا لاشہ چھوڑ کر، کھو دیتا ہے۔ اس کی روشنی بجھ جاتی ہے اور صرف دھواں باقی رہ جاتا ہے۔

---

[1] مسلم، جمعہ 43۔ ابوداؤد، سنہ 5۔

آٹھواں نقطہ

قانون کے دو دائرے ہیں انفرادی یا شخصی حقوق اور عوامی قوانین دونوں شریعت میں پائے جاتے ہیں۔ یہ دوسرا گروہ، جنہیں حقوق اللہ سمجھا جا سکتا ہے، اس میں اسلام کے شعائر عامہ یا عبادات یا جھنڈے شامل ہیں۔ چونکہ تمام مسلمانوں کا تعلق ان شعائر سے ہے، ان میں کوئی بھی مداخلت ان کی اجازت کے بغیر، ان کے حقوق کو مجروح کرتی ہے۔ حتیٰ کہ چھوٹے شعائر جیسے مندوب فرائض، بھی اتنے اہم ہیں جتنے کہ اسلام کے سب سے زیادہ بنیادی معاملات ہیں۔ وہ اور ان کے حمایتی جو ان شعائر کو بدلنے یا ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں' انہیں سمجھ لینا چاہئے کہ ایسے معاملات کا تعلق تمام مسلمانوں کو اسلام سے اور آپس میں ایک دوسرے سے ملانے کے چمکدار رابطے ہیں۔ انہیں سمجھ لینا چاہئے کہ وہ وہ ایک بہت سنگین جرم کر رہے ہیں تھوڑی سی سوجھ بوجھ کر رہے ہیں تھوڑی سی سوجھ بوجھ رکھنے والے کسی شخص کو بھی ناگزیر سخت نتائج پر کانپ جانا چاہئے۔

نواں نقطہ

شریعت کے کچھ معاملات عبادت سے مربوط ہیں۔ انسانی عقل سے آزاد ہونے کی وجہ سے ان کی ادائیگی کی علت اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ دوسرے شرعی امور ایک مقاصد یا قابل فہم منفعت کو ترجیح دینے کا نتیجہ ہیں۔ تاہم ان کی قانون سازی کی حقیقی وجہ ربانی حکم ہے، عبادت سے متعلق عوامی رموز یا شعائر بغیر کسی فرضی کار آمد نتائج کا لحاظ کئے کسی تصوراتی یا خیالی منفعت پر اعتماد نہیں کرتے، کوئی ان میں مداخلت نہیں کر سکتا۔ مزید برآں، ان کی قانون سازی یا منتج فوائد کے لئے ربانی مقاصد کی حکمت ان کے معروف فوائد تک محدود نہ ہے۔ مثال کے طور پر مسلمانوں کو نماز کے لئے اذان کے ذریعے کیوں بلاتے ہیں جبکہ بندوق چلانے سے وہی مقصد حاصل ہو جاتا ہے؟

ہمیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اذان کے محض اس کے مقابلے میں، کہیں زیادہ فوائد ہیں۔

بندوق چلانے سے وہی نتیجہ حاصل کیا جا سکتا ہے لیکن یہ اذان کا متبادل کیسے ہو سکتی ہے، جو کہ اس علاقے کے لوگوں کی جانب سے اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرنے کا بھی ایک ذریعہ ہے، جو کہ بنی نوع انسان اور کائنات کو پیدا کرنے کا سب سے بڑا مقصد اور نتیجہ ہے۔ یہ ان کی بندگی اور ربانی حکومت کی عبادت کا اظہار بھی کرتا ہے۔

قصہ مختصر، جہنم کے' لئے ایک وجہ ہے، آج کئی ہونے والی چیزیں ایک شخص کو یہ پکارنے کا خواہش مند بناتی ہیں:

'جہنم زندہ باد!' جنت سستی نہیں آتی بلکہ ایک بہت بڑی قیمت پر آتی ہے۔ یاد رکھو! اہل دوزخ اور اہل جنت کبھی یکساں نہیں ہو سکتے۔ اہل جنت ہی مراد پانے والے ہیں

(الحشر ۵۹:۲۰)

کچھ بدیع الزماں سید نورسی کے بارے میں

وہ شخص جو اپنی بصیرت اور بے پایاں علم کے سہارے قرآن پاک کی تفسیر اور مستند حوالہ جات سے اللہ اور اس کے دین کی عظمت کی شہادت پیش کرنے کی جرأت، بھٹکے ہوؤں کو راہِ حق کی طرف بلائے وہ یقیناً مجاہد اور اس کا جہاد افضل ترین ہے۔ ایسا شخص جسے قید و بند اور جلا وطنی کی صعوبتیں، حکومتی جبر و استبداد اور پر تشدد و فسطائی اور جان لیوا سازشوں کا جال متزلزل نہ کر سکے، جس نے ڈیڑھ سکواڈ کے سامنے کلمۂ حق کو بلند کیا وہ "سید نورسی" ہے۔

سید نورسی آج سے تقریباً سوا صدی قبل 1873ء میں ترکی کے علاقہ مشرقی اناطولیہ کے ایک گاؤں "نورس" میں پیدا ہوئے۔ اسی نسبت سے نورسی مشہور ہوئے۔ وہ اپنی ابتدائے عمر میں بے پناہ ذہانت اور فوراً ازبر کر لینے کی زبردست صلاحیت کے طفیل اساتذہ کے نورِ نظر ٹھہرے۔ سولہ سال کی عمر میں انہوں نے دورانِ مناظرہ اس وقت کے کئی جید علما کو اپنے پُر مغز دلائل سے لاجواب کر دیا۔ ایسے مواقع بار بار آئے تو ترکوں نے انہیں "بدیع الزماں" یعنی زمانے کا اعجاز کا لقب عطا فرمایا۔

بدیع الزماں سید نورسی کا خیال تھا کہ جدید علوم کی درسگاہوں میں سائنس کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کو فروغ دیا جائے تاکہ اس طریق کار سے جدید تعلیمی درسگاہوں کے طلباء کو لادینیت اور مذہب سے بیزاری جبکہ دینی تعلیم پانے والے طلباء کو شدت پرستی جیسے مہلک رجحانات جیسی برائیوں سے بچایا جا سکے۔

اپنی طویل ترین جدوجہد کے دوران بدیع الزماں سید نورسی نے اپنے علم اور بصیرت کے زورپر "رسالۂ نور" کی صورت میں قرآن پاک کی جو مفصل تفسیر مرتب کی اس کے نور سے آنے والی صدیاں ہمیشہ جگمگاتی رہیں گی۔

بدیع الزماں سید نورسی کی دیگر کُتب

- معجزاتِ رسول ﷺ
- عکسِ وجود
- قرآن حکیم
- اسلام: انسانی ح
- یومِ آخرت، حیات بعد الموت
- وجودِ ہستی اور تصورِ توحید

Email:info@jbdpress.com

www.jbdpress.c